لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے،
اور خدا سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ (النساء)

خطباتِ حبّان

برائے دخترانِ اسلام

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبّان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

جلد دھم

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطبات حبان (برائے دختران اسلام) (جلد دہم)
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا فہیم الدین قاسمی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبرشمار	عناوین	صفحہ
1	انتساب	10
2	تاثرات	11
	اظہارفاطمی	15
3	ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا علم وفضل کے بڑے مرتبہ پر فائز تھیں	19
	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اسلام کے لئے قربانی	20
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا نکاح	21
	آپ رضی اللہ عنہا ایثار و وفا اور اخلاق فاضلہ کی حامل تھیں	21
	آپ رضی اللہ عنہا عقل وفراست میں ممتاز تھیں	22
	آپ رضی اللہ عنہا کو حصول علم کا بہت شوق تھا	22

	آپ رضی اللہ عنہا اچھی معالجہ بھی تھیں	23
4	گھر کو جنت کا نمونہ بنانا ہے تو نیک سیرت بہو لائیں	24
	دین دار رشتہ کی اہمیت	25
	شریعت کے مطابق رشتے تلاش کریں	25
	سرمایہ کی زیادتی رزق میں اضافہ نہیں کرسکتی	26
	مجوسی کا مسلمان کو بہتر مشورہ	27
	حیرت اور حماقت کی انتہاء	29
	سب کو گوری بہو کی خواہش کیوں؟	30
	دینداری اور نیکی کو ترجیح دیں	31
	دیندار عورت سب سے بڑی نعمت	33
5	مسلم بادشاہوں اور بیگمات کی بے جا تفاخر کی جھلک	35
	اسلامی حکومتوں پر غیر عربوں کے اثرات	37
	ترکی اور ایرانی باندیوں کی کثرت	38
	نامحرموں کے ہاتھوں سے زینت	38
	آرائش پر بے جا اخراجات	39
	غیر اسلامی رسومات کی جھلک	40
	دورانِ حمل کی بے جا رسومات	41
	عورتوں کی عزت بھی اور......	42
	ازمنۂ وسطیٰ میں کنیزوں کی سماجی حیثیت	43
	عورتوں کی حکومتی امور میں اثر ورسوخ	45
	ہدیے اور رشوت میں بیگمات شریک	46

6	**اکیسویں صدی کی عورتوں کیلئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کردار**	49
	آج کی خواتین کے لئے واجب الاتباع نمونہ	50
	حرم نبوی ﷺ کی سیرت کامل نمونہ	51
	قابل تقلید نمونہ	51
	جنس نسواں پر احسان	52
	بیوی سے محبت	53
	شوہر سے محبت	54
	سوتیلی اولاد کے ساتھ برتاؤ	54
	دعوت اصلاح	54
	احسان لینے اور خودستائی سے اجتناب	55
	خودداری، دلیری اور شجاعت، فیاضی اور سخاوت	55
	عبادت میں خشیت الٰہی اور غلاموں پر شفقت اور اعانت	56
	پردہ اور سوکنوں کے ساتھ حسنِ سلوک	56
	روایت حدیث میں ان کا درجہ	57
	افتاء	57
7	**پردے کی مخالفت کا پہلا واقعہ**	59
	پردے کی مخالفت شیطانی مزاج ہے	60
	فرانس میں اسلام قبول کرنے والے	62
	مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جارہا ہے	62
	برقع پہننے کی صورت میں جرمانہ	64
	یورپ کی بوکھلاہٹ اسلام کی مقبولیت	64

	آزادی کے نام پر عورتوں کا استحصال	65
	مغرب اخلاقی جذام میں مبتلا ہے	66
8	**ایک حق گو اور مجاہدہ خاتون**	68
	حسین بن موسیٰ کی بیوی کی حق گوئی	69
	حق کی آواز کو مت روکو	70
	خلیفہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے	71
9	**مسلمانوں کی پستی کا بڑا سبب عورتوں کی جہالت بھی**	74
	علوم وفنون عورتوں کے لئے بھی ہیں	75
	محترم خواتین	76
	خطیبۃ الانصار رضی اللہ عنہا کا لقب	78
	خواتین کو لکھنا سکھانا بھی سنت ہے	79
	مرد وخواتین کی فضیلت میں تفاوت ہے	81
	زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کا حصہ ہے	84
10	**ہندوستان کی پہلی خاتون کی تعلیمی جدوجہد**	86
	معزز خواتین	88
11	**بے پردہ خواتین میں پردے کا رواج بڑھ رہا ہے**	93
	پردے پر فخر کا اظہار	94
	فلم کی کہانی بے پردہ عورتوں کے لئے	95
	عورت کی فطرت ہی شرم ہے	97
	مانع حمل گولیوں کی نحوست	98
	مغربی معاشرہ ذہنی بیمار	98

	مغربی معاشرہ کی بے غیرتی	99
	مغربی معاشرہ پوری انسانیت کیلئے ناسور	101
	بے حیائی تمام برائیوں کی جڑ	102
	حیا ایمان میں سے ہے	103
	بے حیا عورت جنت میں نہیں جائے گی	104
	دَیوث مرد جنت میں نہیں جائے گا	105
12	**زمانہ کا نیا فتنہ، عورت کی کوکھ کی خرید وفروخت**	107
	پاک اور حلال چیزوں کا حکم	108
	حکومت ترقی کی جانب اور آدمی حیوانیت کی جانب	109
	اختلاطِ نسب	110
	اس کی زنا سے مشابہت ہے	111
	یہ بچے اور والدہ کے درمیان تفریق ہے	112
	محرم ونامحرم کا مسئلہ بھی سامنے ہے	112
	حق وراثت کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم	113
	اسی طرح مامتا کا خون بھی ہوجاتا ہے	113
	یہ عورت ذات کے ساتھ کھلواڑ ہے	114
13	**عورتوں کے شب وروز ارشادات رسول ﷺ کی روشنی میں**	115
	شوہر کی اطاعت پر بہشت کے دروازے کھل جاتے ہیں	116
	عورت گھر کے کونے میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہے	118
	عورت کے لئے نماز پڑھنے کی بہتر جگہ	119
	شیطان عورت کی شکل میں	120

	عریاں لباس والیوں پر لعنت	121
	عورتوں پر مردوں کے حقوق	123
	محرم کی اہمیت عورت کے لئے	124
14	**حضور ﷺ کی نصیحت ابوذر رضی اللہ عنہ کو**	126
	اللہ رحم فرمائے ابوذر رضی اللہ عنہ پر	130
15	**قرآن میں شک کی گنجائش نہیں**	132
	نبی ﷺ کی سرپرستی میں تدوین قرآن	133
	ترتیبِ قرآن، وحی الٰہی کے مطابق	135
	کتابت قرآن کی تکمیل عہد نبوی ﷺ میں	136
	نقول قرآن کریم	136
	اعراب قرآن مجید	138
	حفاظت قرآن شریف	139
16	**ماضی اور حال کے انسان میں کیا فرق ہے**	141
	آج لوگ غیر محفوظ ہیں	142
	چین وسکون سامان کے ذریعہ نہیں	143
	سکورٹی بھی حفاظت کرنے سے قاصر	144
	سکون واطمینان سو فیصد مسلمان بننے میں	145
	سکون واطمینان کیسے حاصل ہو	146
17	**مریض سے اپنے حق میں دعائیں کرائیں**	148
	مریض مستجاب الدعوات ہوتا ہے	149
	صبر واستقامت کے کوہ گراں	149

	رحمت خداوندی بہانہ می جوید	151
	سیدنا ایوب علیہ السلام پر تین انعامات	152
	اللہ پاک کی ایوب علیہ السلام سے	152
	صبر کسے کہتے ہیں؟	153
	بہترین حکمت عملی	153
	مظلوم کے ساتھ فرشتے کی حمایت	154
18	**عبداللہ بن عبدالمطلب کی قربانی**	155
	دورِ جاہلیت کی نذر	156
	عبداللہ خانہ کعبہ میں	157
	سردارانِ قریش کا عبدالمطلب کو مشورہ	159
	عبداللہ کے بدلہ سو اونٹ ذبح کئے	160
	عبداللہ کی وجہ سے ایک رسم بد کا خاتمہ	162
19	**کچھ صغیرہ گناہوں کے بارے میں**	164
	گناہوں سے فوراً توبہ کریں	165
	علماء کرام اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں	166
	شیطان بڑا چالباز ہے	167

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ خطباتِ حبان برائے دختران اسلام کی جلد دہم کا

انتساب اور ثواب

(۱) اس گمنام نیک خاتون کے نام جن کی خدمت میں تین سال کی عمر میں مجھے ان کے گھریلو مکتب میں پڑھنے کیلئے بٹھایا تھا (جن کے پاس کم وبیش ایک ہفتہ سبق لینے کے بعد مدرسہ کاشف العلوم میں دادا جان نور اللہ مرقدہ نے داخل کر دیا تھا) میری مراد ہے محترمہ منیجہ بیگم قریشی (زوجہ جناب محمد حنیف صاحب قریشی چرتھاولی) جن کے پاس محلّہ کے بہت سے کم سن بچے اور بچیاں زیر تعلیم رہتے تھے۔ (اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے آمین)

(۲) اور میری والدہ مرحومہ ومغفورہ کی منہ بولی بہن جن کو ہم بچپن سے جوانی تک اپنی والدہ کی حقیقی بہن ہی سمجھتے رہے وہ ہیں محترمہ خالہ ظہوراً صاحبہ (زوجہ الحاج عبداللطیف صاحب انصاری) جنہوں نے ہم لوگوں کو حقیقی خالہ کی محبت اور پیار سے نوازا جو بذاتِ خود نہایت نیک مزاج اور دین دار خاتون ہیں۔

کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ خالہ جان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم رکھے آمین!

اپنے اساتذہ اور بزرگوں کا خادم

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی احاطۂ دارالعلوم محمدیہ

بنگلور کرناٹک

۲۲؍اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز پیر بعد نماز عصر

تأثرات

حضرت مولانا مفتی ظہیر احمد انصاری مدظلہ

سافٹ ویئر انجینئر تسمیہ انفارمیشن ٹکنالوجی سولیوشن (پرائیویٹ) لمیٹیڈ بنگلور و امام وخطیب مسجد القدر یشونت پور بنگلور

اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت نے ہر میدان میں مرد کے شانہ بشانہ کام کر کے اپنا نمایاں مقام بنایا ہے اسی وجہ سے اللہ جل شانہٗ نے قرآن کریم میں جہاں اپنے محبوب بندوں کا ذکر فرمایا وہیں اپنی محبوب بندیوں میں سے حضرت ہاجرہ علیہاالسلام، حضرت آسیہ علیہاالسلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت مریم علیہاالسلام کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

علم حدیث کے میدان میں جہاں ایک طرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عظیم محدث شمار کیا گیا تو وہیں زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث روایت کر کے علمِ حدیث میں ایک نمایاں مقام پیدا کیا کہ بقول ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بڑے بڑے صحابہ علمی مشکلات کو حل کرنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

پاس آیا کرتے تھے اور بقول مسروق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مردوں کے مقابلہ مسائل سے زیادہ واقف تھیں۔

علم تصوف کے میدان میں جہاں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے شہرت حاصل کی تو وہیں رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اور رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا بھی پیچھے نہیں رہی۔

سخاوت کے میدان میں جہاں عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور عبدا لرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام لیا جاتا ہے تو وہیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نام بھی کتب حدیث میں لکھا نظر آتا ہے۔ حتی کہ میدان جہاد میں بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اور ام حرام رضی اللہ عنہا کا نام بھی نقل کیا جاتا ہے۔

کتب تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے تقریباً نوسو سال تک حکومت کی اور مسلم بادشاہوں نے اپنے دور اقتدار میں سمر قند، تاشقند اور بخاریٰ وغیرہ میں بڑے بڑے علمی مراکز قائم کئے جہاں کے فارغین حفاظ، قراء، محدثین، فقہاء، مفسرین اور مبلغین بن کر اشاعتِ دینِ اسلام میں منہمک ہو کر امت مسلمہ کے بھٹکے ہوئے افراد کو راہِ مستقیم پر لانے کی پوری جدوجہد اور کوشش میں لگ گئے۔

مسلم بادشاہوں کے اس عظیم کارنامے اور اقدام کی جتنی داد دی جائے وہ کم ہے۔ کیوں کہ اس سے مسلم طبقہ میں دینی شعور بیدار ہوا اور علوم نبوت اور علوم شریعت کو حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آیا۔ مگر غور کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ خیر القرون کے بعد سے لے کر ہر دور میں صنف نازک کو تعلیمی اور تربیتی میدان میں نظر انداز کیا گیا اور عوامی سطح پر ان کیلئے کوئی خاطر خواہ درسگاہ یا علمی مرکز قائم نہ ہو سکا جس سے وہ علمی پیاس بجھا سکیں۔ حالاں کہ ماں کا کردار بچے کیلئے اہم ہوتا ہے اور ماں کی گود بچے کیلئے سب سے پہلی درسگاہ ہوتی ہے، ماں اگر تعلیم یافتہ ہے تو بچے پر بھی اسکے اثرات اچھے ہی پڑتے ہیں ماں جاہل ہے تو بچے پر بھی اس کے منفرد اثرات پڑتے ہیں۔

خود حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "اطلبو العلم من المهد الى اللحد" کہ علم حاصل کرو ماں کی گود سے قبر تک۔ اس حدیث کی رو سے ماں کی گود میں علم سیکھنا اسی وقت ممکن ہے جب کہ ماں خود تعلیم یافتہ ہو۔

مسلم دور حاضر کے علماء اس طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے اس ضرورت کو سنجیدگی سے محسوس کرتے ہوئے صنف نازک کے لئے چند عربی مدارس قائم کئے جہاں سے بہت سی طالبات حافظہ اور عالم بن کر نکل رہی ہیں۔ ان میں یہ شعور اور جذبہ بھی بیدار ہوا ہے کہ احکام شریعت اور علوم نبوت کو ان بہنوں تک بھی پہونچایا جائے جن پر آج تک ظلمت و جہالت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ مگر یہ کام اتنا سہل اور آسان نہیں جب تک اشاعت دین کا صحیح طریقہ کار معلوم نہ ہو اس وقت تک تبلیغ کا خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ آج یہ طریقہ کار مستقبل ایک فن بن گیا ہے اور عیسائی مشنری اس پر کروڑوں ڈالرس خرچ کر رہی ہیں تو بیجا نہ ہوگا۔

الحمد للہ اس فن پر اپنی نوعیت کی مستقل کتاب خطبات حبّان برائے دختران اسلام حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی خلیفہ ومجاز حاذق الامت حضرت مولانا الشاہ حکیم ذکی الدین احمد صاحب پرنامبٹ نوراللہ مرقدہٗ نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے کتب معتبرہ سے ترتیب دی ہے۔ موصوف کو اللہ جل شانہ نے بہت سے علوم وفنون پر یکساں ملکہ عطا فرمایا ہے ان ہی میں سے خطابت بھی ہے۔

حضرت مولانا مدظلہ کی یہ تصنیف خطبات رحیمی کے بعد کی ہے۔ یہ کتاب بڑی مقبول ہوئی مجھے امید ہے کہ زیر نظر کتاب اس سے بھی زیادہ مقبول ہوگی کیوں کہ خواتین کے متعلق اس فن میں جو کتابیں ہیں وہ بالکل نہیں کے برابر ہیں۔

اس کتاب میں بہت سی خصوصیات شامل ہیں، جن میں سے سب سے اہم اس کا سلیس اردو زبان میں ہونا ہے۔ دقیق اور مشکل الفاظ سے حتی الامکان گریز کیا گیا ہے کیوں کہ مشکل الفاظ کی مدد سے عوام سے رابطہ مزید مشکل ہو جاتا ہے اور خطابت کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔

چوں کہ یہ کتاب عوام سے متعلق ہے اس لئے اس میں عقائد کا بھی خاص لحاظ رکھا گیا ہے ایسے واقعہ سے گریز کیا گیا ہے جس سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہو سکے۔ یہ یقیناً کمال احتیاط کی بات ہے۔

کتاب کو پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ یہ کتاب گرچہ خطابت سے متعلق ہے مگر اس کو اگر مطالعہ میں رکھا جائے اور گھر گھر اس کی تعلیم کو عام کیا جائے تو یقیناً مفید ہوگی۔ مجھے حیرت ہے مؤلف موصوف پر کہ وہ اتنے مصروف رہنے کے باوجود امت مسلمہ کی کس قدر علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

ظہیر احمد انصاری

سافٹ ویئر انجینئر تسمیہ انفارمیشن

ٹکنالوجی سولوشن (پرائیویٹ) لمٹیڈ بنگلور

۲۲ / مارچ ۲۰۰۹ء

اظہارِ فاطمی

محترمہ ڈاکٹر قرۃ العین فاطمہ عثمان صاحبہ، ریگل میڈیکل سینٹر دہلی

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم اَمَّا بَعۡد!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے شمار احسان ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا، اور امت محمدیہ میں شامل فرما کر خیر الامت کے لقب سے سرفراز فرمایا، اور خاص طور سے عورت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نواز کر اسلام میں بڑے مراتب عطا کئے، عورت کو ایک ماں، بیٹی، بہن جیسے عظیم رشتوں سے سرفراز فرمایا۔

آج آنے والی لڑکیاں کل کی ذمہ دار خواتین کہلاتی ہیں، وہ صرف ایک لڑکی ہی نہیں بلکہ آنے والے کل کی ذمہ دار شہری، بیوی، لیڈر، ٹیچر اور ماں بھی ہے، اسے نہ صرف اپنے بلکہ اپنے بعد آنے والی نسل کی زندگیوں کے لئے نمونہ، آئیڈیل کی تشکیل کے لئے ایک اہم کردار ادا کرنا ہے، اسلام نے عورت کو چار دیواری ہی میں محدود نہیں رکھا، اسے ہر شعبہ زندگی میں کام کرنے کی اجازت دی ہے اور معاشرتی امور میں

حسب ضرورت عملاً حصہ لینے کی اجازت بھی دی ہے، ان امور میں تجارت وزراعت، صنعت، درس وتدریس جیسے امور قابل ذکر ہیں، سماجی سرگرمیوں میں بھی عورتیں اپنا حصہ اور مقام رکھتی ہیں، اپنے اخلاق کی عمدگی وشائستگی، ادب وتواضع حسن خلق سے دین داری کا شوق پیدا کر کے اپنے ہی گھر نہیں بلکہ آس پاس ایک ہمدردانہ اور مہذب ماحول پیدا کر سکتی ہیں، ایک مسلمان خاتون کے لئے قابل فخر مقام ہے کہ جو دین اسلام نے اسے دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ بلند مقامات کے حصول کے لئے پیہم جدوجہد، مسلسل محنت، ایثار وقربانی اور نفس کشی جیسے شرائط ہیں جنہیں کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَمَنۡ يَّقۡنُتۡ مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ وَاَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا“ ترجمہ: اور تم میں سے جو اللہ ورسول کی اطاعت کرے گی اور اچھے اعمال کرے گی تو ہم اس کو دوگنا اجر دیں گے، اور ہم نے اس کے لئے عمدہ رزق تیار کر رکھا ہے۔

ایک کامیاب عورت وہی ہے جس کی اولاد نیک صالح ہو اور وہ اپنے کلام وعفت کی خود محافظ ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ آج بھی ایسی نیک بندیاں اس دنیا میں موجود ہیں کہ جن کی نیک فطرت، نیک مزاجی اور اسلامی تعلیم وتربیت نے اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والے جیالے پیدا کئے، جن کی مثال دنیا پیش کرتی ہے۔

میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے، مجھے فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے عظیم والدین کی دولت سے نوازا جنہوں نے ہم سب بھائی بہنوں کو دینداری کے خوبصورت وپاکیزہ سانچہ میں ڈھال کر ایسی تربیت کی اور قدم قدم پر شریعت کی پابندی، سنت رسول ﷺ کی پیروی، احکامِ خداوندی پر عمل کرا کر نہ صرف ہماری زندگیوں کو سنوارا بلکہ گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیا، اس میں صرف ہمارے والد محترم ہی

نہیں بلکہ والدہ محترمہ کا بھی اہم کردار ہے، کیوں کہ ایک عورت ہی گھر کو جہنم اور ایک نیک عورت گھر کو جنت کدہ میں بدل دیتی ہے، لیکن اللہ کا کرم اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں والدین ہی نہیں بلکہ دادا، دادی اور نانا، نانی ایسے عطا کئے کہ جو اپنے دور میں اسلام کی دی ہوئی تعلیم کے سمندر میں عملی طور پر ڈوبے ہوئے تھے، انہیں کی اعلیٰ تربیت کا جیتا جاگتا نمونہ ہمارے والد محترم ہیں۔ جن کو خدائے وحدہٗ لاشریک نے انمول صلاحیتوں سے نوازا ہے اور ایسا دردمند دل عطا کیا ہے جو ہمہ وقت اصلاحِ امت کے لئے فکرمند ہے، ہم نے اپنے والدین کو کبھی کوئی کام خلافِ شرع کرتے نہیں دیکھا، اپنی اب تک کی زندگی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی میں صرف کی، ہر وقت اپنے دین کی خدمت میں کوشاں ہیں، اپنی تقاریر و تحریر سے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔

مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے تقریباً بیس برس قبل والد محترم نے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی تعمیر کے لئے بنیاد رکھوائی، ہمارا مکان مسجد کے قریب تھا، غیر مسلم معمار کام میں مشغول تھے، ان کی عورتیں ہماری والدہ کے پاس پینے کا پانی لینے آجاتی تھیں، ہمارے گھر کے پاکیزہ اور نورانی ماحول کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئیں اور والد محترم کے اخلاق وعظمت، اسلامی طریقہ، عدل وانصاف اور پاکی وصفائی کا یہ اثر ہوا کہ ان کا پورا خاندان جو سات یا آٹھ افراد پر مشتمل تھا ایک ساتھ کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا، ایسے کئی واقعات ہیں۔ بہر حال یہ اللہ کا کرم ہے۔

مجھے اپنے والد محترم کے ساتھ ساتھ اپنے برادر کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، عزیزم حکیم مولوی محمد عثمان حبان دلدار قاسمی اور حکیم محمد عدنان حبان پر فخر اور ناز ہے کہ والد محترم کے ہم قدم ہر طرح اپنی تحریر و تقاریر کے ذریعہ اصلاحی امورِ تعلیم و تربیت اور خاص طور سے اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کشاں رہتے ہیں۔

مجھے جب معلوم ہوا کہ محترم ابوحضور کی ''خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام'' کی جلد چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم، نہم اور دہم طباعت کے مراحل سے گزر رہی ہیں تو دل فرطِ مسرت سے جھوم اٹھا اور نتیجتاً یہ چند سطور نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس پر پھیل گئیں، اگرچہ بندی اس قابل نہیں کہ لب کشائی کر سکے، بس دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان تصانیف کو امت کی بیٹیوں کے لئے نافع اور ذریعہ آخرت بنائے اور والد محترم کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور دونوں عالم میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

ایک مخلص باپ کی ادنیٰ وناکارہ بیٹی

ڈاکٹر قرۃ العین

۱۱/جون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
علم وفضل کے بڑے مرتبہ پر فائز تھیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ. اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

”جس کے ساتھ اللہ رب العزت خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔“

میری معزز ماؤں اور بہنوں السلام علیکم۔ آج میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت بیان کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سیرت

کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے آمین، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ اور دنیا کے سارے مسلمانوں کی ماں ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اسلام کیلئے قربانی

آپ کا اصل نام ہند تھا مگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کنیت ہی کے ذریعہ مشہور ہیں۔ آپ قریش کے ایک قبیلہ خاندان بنومخزوم سے تعلق رکھتی ہیں آپ کے والد ابوامیہ عرب کے معروف سخی اور فیاض لوگوں میں سے تھے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی ان کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوئی تھی۔ جو رسول اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر حبشہ کی طرف ہجرت کی اس سفر میں ان کی بیوی بھی ساتھ تھیں، حبشہ ہی میں ان کے ہاں ایک لڑکا سلمہ پیدا ہوا، جس کے نام پر شوہر اور بیوی ابوسلمہ اور ام سلمہ کے نام سے متعارف ہوئے، کچھ عرصہ بعد دونوں مکہ مکرمہ لوٹے تو ہجرت مدینہ کا حکم نازل ہوا، چنانچہ میاں بیوی اس ارادے سے شہر کو چھوڑ کر چل دئے مگر حضرت ام سلمہ کے خاندان والوں نے انہیں نہیں جانے دیا اور بچہ سسرال والوں نے چھین لیا، حضرت عبداللہ اکیلے ہی مدینہ کو روانہ ہوگئے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر دوہرے مصائب ٹوٹ پڑے، شوہر مدینہ چلے گئے بچہ یوں چھن گیا اور آپ اکیلی رہ گئیں، بیان کیا جاتا ہے کہ آپ تقریباً ایک سال تک ہر روز شہر کے باہر ایک ٹیلے پر آ بیٹھتیں اور روتی رہتیں، آخر خاندان کے لوگوں کو ترس آ گیا اور انہیں معہ بچہ ہجرت کی اجازت مل گئی۔

آپ تن تنہا ننھے کو لے کر اللہ کے راستے میں نکل پڑیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اسلام کی باعزت خواتین میں یہ فخر حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلی باپردہ خاتون ہیں جنہوں نے اکیلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر اپنے گھر بار کو چھوڑا اور ہجرت

اختیار کی آپ کو خود بھی اس رتبہ بلند کا احساس تھا اور آپ بعد کی زندگی میں اس واقعہ کو فخریہ انداز میں بیان فرماتی تھیں۔

حضور ﷺ سے آپ کا نکاح

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ احد میں بازو پر تیر کے گہرے زخم آئے کچھ عرصے بعد وہ انہی زخموں کی وجہ سے شہید ہوگئے، اب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مدینہ میں کوئی رشتہ دار نہ رہا جو آپ کا سہارا بنتا، آپ کے غم واندوہ کی کوئی انتہا نہیں تھی، ایسے موقع پر خود حضور پر نور ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام پہنچایا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بہت سے عذر پیش کئے، کہا میں عمر رسیدہ ہوں میری کفالت میں یتیم بچے ہیں۔ مجھے شرم و حیا مانع آتی ہے۔ بہر حال کچھ ردوکد کے بعد سر تسلیم خم کر دیا اور حضور ﷺ کی پاک و مطہر ازواج میں شامل ہوگئیں۔

آپ ایثار و وفا اور اخلاق فاضلہ کی حامل تھیں

بہترین حسب ونسب، شریف گھرانہ، اسلام میں سبقت اللہ کی راہ میں تکالیف ومصائب کی برداشت یتیموں کی کفالت کا اتنا خیال اور ایثار و وفا یہی وہ اخلاق فاضلہ تھے جس کے پیش نظر آنحضور ﷺ نے اس شریف خاتون کو ام المومنین کا درجہ عطا فرمایا، آپ حسن و جمال میں کامل تھیں اسی لئے آنحضور ﷺ کے نکاح کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان کی خوبصورتی کا حال سن کر انہیں دیکھنے آئی تھیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ جس دن آپ ازواج مطہرات میں شامل ہوئی ہیں اسی دن اپنے ہاتھ سے کھانا پکایا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ عقل وفراست میں ممتاز تھیں

آپ عقل وفراست میں ممتاز تھیں آپ کی رائے اور مشورہ ہمیشہ صحیح ہوا کرتا تھا، انہی وجوہات کے بنا پر رسول اللہ ﷺ بھی ان کی بڑی قدر کیا کرتے تھے، صلح حدیبیہ میں چونکہ بظاہر مسلمانوں نے مشرکین مکہ سے دب کر صلح کی تھی اس لئے ان میں کچھ بے دلی کے آثار نظر آرہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے احرام کھولنے اور قربانی دینے کو فرمایا مگر کوئی شخص اس تعمیل ارشاد پر آمادہ نظر نہیں آرہا تھا، اس موقع پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کو جو مشورہ دیا وہ آپ کی عقل مندی اور سمجھداری کا کھلا ثبوت ہے، آپ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ خود اس معاملے میں پہل کریں، لوگ خود بخود آپ کی پیروی کریں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے کہا، تھا آپ علم وفضل کے اعتبار سے بلند مرتبہ پر فائز تھیں، علماء امت اس سلسلے میں ان کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ساتھ لیتے ہیں، لوگ فقہی مسائل اور فتاویٰ کے حل میں بھی آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے، کتابوں میں آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد تین سو اٹھتر ہے، صحابہ کرام اور تابعین میں ان کے بہت سے شاگردوں کی تعداد بھی شامل ہے، آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے کئی مسئلوں کو درست کرایا۔

آپ کو حصول علم کا بہت شوق تھا

علامہ ابن قیم الجوزی کا کہنا ہے کہ اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتوے جمع کئے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے، آپ کو حصول علم کا بہت شوق تھا اور رسول اکرم ﷺ کے خطبوں کو بڑے غور سے سنا کرتی تھیں، مصنف اصابہ کی رائے میں آپ خوب روئی، کمالِ عقل اور درست رائے سے متصف تھیں۔

آپ اپنے والد کی طرح بڑی فیاض اور سخی تھیں اور دوسروں کو بھی ان اخلاق کے اپنانے کی تلقین کی کرتی تھیں۔ پہلے شوہر سے جو آپ کے بچے تھے ان کی تربیت بڑے احسن طریق سے کرتی تھیں۔ آپ کو آنحضور ﷺ کے آرام وراحت کا بڑا خیال رہا کرتا تھا، آپ نے انتہائے محبت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے کچھ بال مبارک بھی اپنے پاس رکھ چھوڑے تھے۔

آپ اچھی معالجہ بھی تھیں

چنانچہ بخاری کی روایت ہے عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھکو میرے گھر کے لوگوں نے ایک پیالہ میں پانی لے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا ایک چاندی کے ظرف میں ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک تھا جب کسی کو نظر لگتی یا اور کوئی پریشانی ہوتی تو وہ ان کے پاس ایک پیالہ میں پانی لیکر جاتا آپ اس میں وہ موئے مبارک دھو دیا کرتی تھیں، عثمان کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ موئے مبارک سرخ رنگ کا تھا۔

آپ ﷺ کی ازواج میں سب سے آخر میں انکا انتقال ہوا، انکی وصیت تھی کہ میری نماز جنازہ سعید بن زید پڑھائیں گے، مگر وہ پہلے ہی وفات پا چکے تھے اسلئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں یوں تو سارے ہی اوصاف جمیلہ اور صفات حمیدہ سے متصف تھیں مگر ذہانت فقہی معلومات، وقت نظر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد انہیں کا مرتبہ تھا، جلیل القدر صحابہ اور تابعین کبار ان سے مسائل کی تحقیق کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مسلمان خواتین کو بھی صحیح دین کی سمجھ عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆

گھر کو جنت کا نمونہ بنانا ہے

تو نیک سیرت بہو لائیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّ جِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ، صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اور صاف ستھری عورتیں صاف ستھرے مردوں کیلئے ہیں اور صاف ستھرے مرد صاف ستھری عورتوں کیلئے ہیں۔ محترم خواتین اسلام آج ایک اہم موضوع پر آپ سے لب کشائی کرنا چاہتا ہوں یعنی گھر کو جنت کا نمونہ بنانا ہے تو نیک سیرت بہولائیں سب سے پہلے ایک حدیث اور اسکا ترجمہ پیش کرتا ہوں. عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ لِاَرْبَعٍ

لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَ لِجَمَالِهَا وَ لِدِيْنِهَا فَاظْفُرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ. (متفق علیہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے کہ کسی عورت سے شادی چار چیزوں کی بناء پر کی جاتی ہے (۱) مال و دولت (۲) خاندانی شرافت و بڑائی (۳) حسن و جمال (۴) دینداری، لہٰذا تم دیندار عورت کو ترجیح دے کر کامیابی اپنالو ورنہ خسارہ اٹھاؤ گے۔

دین دار رشتہ کی اہمیت

ایک روایت جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ جب تمہارے یہاں کسی دیندار و اخلاق مند شخص کا پیغام نکاح آئے تو وہاں رشتہ کردو اگر ایسا نہ کرو گے تو دنیا میں فتنہ پیدا ہوگا، اور بڑے پیمانے پر خرابی رونما ہوگی۔

شریعت کے مطابق رشتے تلاش کریں

آج کل رشتے کے لئے کس قدر دشواریاں پیش آرہی ہیں بس خدا کی پناہ ہر کوئی پریشان وحیران ہے دور دور تک کوئی مناسب رشتہ نظر نہیں آتا، اگر شریعت کے مزاج کے مطابق رشتے تلاش کیے جائیں اور اسلامی طرز پر نکاح کیا جائے تو سارے مسائل حل ہوجائیں گے۔ مگر اسلامی طرز پر شادی کرنے کیلئے تو کم ہی لوگ سوچتے ہیں اسی لئے امیر وغریب پڑھے لکھے اوران پڑھ سبھی پریشان نظر آتے ہیں اسلام نے شادی کو کتنا آسان اور سہل بنایا ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک اعلیٰ درجہ کے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں عشرہ مبشرہ میں انکا شمار ہے یعنی ان برگزیدہ صحابی میں سے ایک ہیں جن کو زبان نبوت نے بیک وقت دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت اور خوشخبری سنائی حضور اکرم ﷺ سے ان کے خاص اور قریبی تعلقات تھے لیکن جب شادی کی تو آپ

ﷺ کو بھی اطلاع کرنا ضروری نہیں سمجھا بلکہ بعد میں آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو شکایت نہیں کی کہ مجھے کیوں نہیں بلایا اکیلے ہی شادی کرلی بلکہ یہ فرمایا اَوْلِمْ وَ لَوْ بِشَاةٍ ولیمہ کرو چاہے ایک ہی بکری سے ہو یعنی صحابہ کرام شادی کو اس قدر آسان اور معمولی چیز سمجھتے تھے کہ اس کیلئے نہ کوئی بہت زیادہ واہتمام کرتے تھے اور نہ ہی اور شادی کارڈ تقسیم کرتے ہم نے شادی کو اتنا مشکل کردیا ہے کہ رشتے ہی نہیں ملتے اور جب رشتے مل جاتے ہیں تو اس میں اتنی کثیر رقم خرچ کردی جاتی ہے کہ عمر بھر کی کمائی چلی جاتی ہے اور سودی قرض لینے کی نوبت آجاتی ہے سودی قرض لیتے ہوئے ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ آخر اسکا انجام کیا ہوگا تھوڑی دیر کیلئے تو اپنی ناک اونچی کرلیتے ہیں مگر قرض ادا کرتے کرتے کمر دوہری ہوجاتی ہے اس میں غلطی صرف لڑکے والوں کی نہیں بلکہ لڑکی والے بھی برابر کے شریک ہیں۔

سرمایہ کی زیادتی رزق میں اضافہ نہیں کرسکتی

لڑکی والے مالدار گھرانے کے لڑکوں پر نظریں گاڑے رہتے ہیں یا کسی عہدہ والے کی تلاش رہتی ہے بھولے سے بھی کسی ہونہار و پابند شریعت لڑکے کی طرف ذہن نہیں جاتا، مال ودولت کسی کی اختیاری چیز تو ہے نہیں اور نہ ہی ٹکاؤ ہے کبھی مالداری، تو کبھی غربت وافلاس انقلاب زمانہ اپنا رنگ بہت تیزی کے ساتھ دکھاتا ہے کوئی پانی کی طرح بڑھ جاتا ہے اور کچھ ہی دنوں میں مال ودولت کے انبار لگ جاتے ہیں اور کوئی برف کی طرف پگھل جاتا ہے، ٹکڑے ٹکڑے کی محتاجی ہوجاتی ہے فلیٹ سے فٹ پات پر آجاتا ہے، چونکہ ہمارا اعتماد خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے رزق رسانی کے ضابطے اور فرمان پر جیسا کہ ہونا چاہیے نہیں رہا، اس وجہ سے ہمارا تصور بنا ہوا ہے کہ سرمایہ دار کے یہاں رشتہ ہونے پر مالی ومعاشی دقتوں کا سامنا نہیں ہوگا،

ہماری بیٹی کھانے پینے کی محتاج نہ ہوگی مگر یہ سوچنا بھول جاتے ہیں، کہ رزق تو مقدر ہو چکا ہے اس سے زیادہ مل نہیں سکتا، سرمائے کی زیادتی رزق میں اضافہ کرنہیں سکتی، اگر لڑکی اپنے یہاں تھوڑی بہت نماز وروزے کی پابند رہی ہو مگر اس کا جوڑا غیر مناسب یعنی غیر دیندار مل جاتا ہے تو وہ نماز وروزہ بھی چلا جاتا ہے۔اور دن بدن گمراہی اور بد دینی بڑھتی ہی رہتی ہے اور پھر جو اولاد پیدا ہوگی اسکے اندر سدھار کہاں سے آئیگا اور پابند صوم وصلوۃ کیسے بن سکتی ہے اس لئے ایسی سوچ غلط ہے کہ مالدار لڑکے سے کردیں گے تو ہماری لڑکی کا مستقبل اچھا ہو جائیگا اور عیش وآرام کی زندگی بسر کرنے لگے گی ممکن ہے جیسے وہ مالدار ہو اسی طرح مال کی امیدیں لگائے بیٹھا ہو اور لڑکی سے بار بار مال ودولت کی فرمائش کرے اور نہ ملنے پر اسکو زدوکوب کرے اور ستائے، یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ روزمرہ کے اخبارات کی سرخیاں منظر عام پر ہیں، یہ سوچ کر مالدار اور اچھے گھرانے میں شادی کرادی اور بڑے خوش ہوئے کہ الحمد للہ لڑکی کا مستقبل سنور جائیگا مگر اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہوا اور طلاق وخلع تک نوبت آگئی اس لئے شادی کرتے وقت دیندار اور پابند وصوم صلوۃ لڑکے کو تلاش کریں اس میں انشاء اللہ خیر ہی ہوگی۔مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہم نے شادی کو عبادت نہیں بلکہ تجارت سمجھ رکھا ہے اسلئے ایسے گھرانے تلاش کرتے ہیں جہاں زیادہ سے زیادہ جہیز لے کر آئے اور ہم اس سے فائدہ اٹھائیں ہم نے شادی کا معیار جو مالداری کو قرار دیا ہے وہ انتہائی غلط ہے اور رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔

مجوسی کا مسلمان کو بہتر مشورہ

ایک قاضی صاحب نے اپنی ایک بچی کی شادی کا ارادہ فرمایا تو اپنے ایک مجوسی پڑوسی سے مشورہ طلب کیا اس نے عرض کیا حضور! تمام لوگ تو اپنے مسائل کے

لئے آپ سے رجوع کرتے ہیں اور آپ مجھ سے مشورہ لے رہے ہیں؟ فرمایا جو بھی ہو تم مجھے مشورہ دو، اس نے عرض کیا حضور! ہمارے سردار کسریٰ مال کو پسند فرماتے ہیں شاہ روم قیصر جمال کو ترجیح دیتے ہیں اور اہل عرب حسب ونسب کو اور آپ کے آقا و مولیٰ دین کو، بس آپ سوچ لیں کس کی پیروی کرنی ہے؟

ایک شخص نے حضرت حسن بصری سے اپنی بچی کی شادی کے متعلق مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا کسی خدا ترس دیندار سے شادی کردو اگر تمہاری لڑکی سے محبت ہوگئی اس کے دل میں بس گئی تو اسے عزت دے گا اور اگر نہ بھی جمی تو اسے ستائے گا نہیں اور تکلیف نہیں دے گا۔ (المتطرف ۲۴۸)

> آج ہم مالداری کو ترجیح دے کر کسریٰ کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں اور حسن وجمال کو ترجیح دے کر قیصر کا طریقہ اپنائے ہوئے ہیں اور حسب ونسب کو ترجیح دے کر دستور جاہلی کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور اگر چھوڑے ہوئے ہیں تو اپنے آقا ومولیٰ محبوب رب العالمین ﷺ کا طریقہ اور آپ کی سنت! یہ ہیں نئے دور کے مسلمان، نام لیوا تو سرکار مدینہ کے اور طریقہ اپنائیں قیصر وکسریٰ کا؟

ہم نے آج غیروں کے طور وطریق کو اس طرح اپنایا کہ اپنے نبی ﷺ کی سنت کو فراموش کر گئے صحابہ کرام کے طریقہ کو چھوڑ دیا جبکہ اسلام سے بہتر طریقہ کسی اور مذہب کے پاس نہیں ہے اور ہر ہر شعبہ کیلئے نبی اکرم ﷺ کا اسوہ اور طریقہ ہمارے پاس موجود ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں بہتر پیروی ہے دوسرے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا رسول جو تم کو دیں تو وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ۔

ہم نے اس آیت کریمہ اور حدیث شریف پر کتنا عمل کیا زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو سیاسیات سماجیات معاشرت معاملات معاشیات کسی بھی شعبہ میں ہم نے رسول اکرم ﷺ کے طریقہ وسنت کو نہیں اپنایا نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی کا انجام اور حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی ایک اور حدیث میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ فرمایا گیا مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ جس قوم کی آدمی مشابہت اختیار کریگا وہ اسی میں سے ہوگا۔

حیرت اور حماقت کی انتہاء

حیرت ہے حماقت ہے، نادانی وغفلت ہے اور دین وشریعت سے دوری ہے کہ لڑکے کے والدین بالخصوص ابا جان لڑکی والوں سے سب سے پہلا سوال یہ کرتے ہیں، کیسی ہے؟ یعنی اس کا رنگ کیسا ہے؟ خدوخال کیسا ہے؟

کیا اس لڑکی کے حسن و جمال اور خدوخال سے ابا جان کو بھی کچھ ملے گا؟ آخر اس کے رنگ وروغن کی اتنی فکر اور اس قدر دلچسپی بڑے میاں کو کیوں ہے؟ جب کہ بہو محرم ہے، ایک تو بقدر حسن اس کے نازونخرے ہوں گے اور حسن کا شیدائی بیٹا تو محو جمال اور مست وخواب وخیال رہے گا، اور اس پری پیکر کے تاب حسن سے مخمور وبے حال ہوگا اس کے طائر عقل کے پروں کا شہباز حسن نوچ کر بے دست و پا بنا دے گا، ہر وقت اسی کی دل جوئی اور اسی کے نازونخرے اور مطالبات میں پھنسا رہا کرے گا، تو پھر بڑے میاں اور بڑی بی کی درخواستوں پر کہاں کان دھرے گا، حاصل یہ کہ اچھا خاصا بیٹا جسے اتنے لاڈ پیار سے پالا اب وہ ماں باپ کا نافرمان ہے جب سے شادی ہوگئی بگڑ گیا ہے، ہر وقت بائک اٹھی رہتی ہے، اماں پوچھتی ہے بیٹا کہاں؟ بیٹا کہتا ہے کیا کروگی؟ معلوم کرکے ابا پوچھتے ہیں کہاں جارہے ہو؟ شہر جانا

تھا ابا کہتے ہیں جیپ پکڑ کے چلے جاؤنا، بڑے میاں ایک چپ ہزار چپ سامنے کچھ نہ بولیں گے اس کے جانے کے بعد دل کھول کر بڑ بڑا کر ٹھنڈے ہوجائیں گے، سر پر ہاتھ دھر کر تھوڑی دیر غور وفکر کے بعد الہامی گفتگو شروع ہوگی بڑے میاں بولیں گے ہائے بہت غلط جگہ شادی ہوگئی ہے، بیٹا شادی سے پہلے ہر بات پر دوڑ پڑتا تھا مگر جب سے یہ چڑیل آئی ہے ناس ہوگیا، گھر برباد کردیا یہاں رہتی ہے تو بھی تنگ کئے رہتی ہے اور میکے رہتی ہے تو یہ بھاگ کر جاتا رہتا ہے، بڑی بی بھی اپنے الہامی کلمات سنانا شروع کرتی ہیں ارے! وہ گھرانہ ہی اچھا نہیں بڑی بد ذات ہے، چڑیل مرجاتی تو اچھا تھا، ہمارے بیٹے کو تعویذ کھلا پلا کر پھیر دیا ہے، یکدم سے اپنی مٹھی میں کرلیا ہے ایسا عمل کردیا ہے کہ نہ پوچھو خیر اس قسم کی الہامی گفتگو کرتے رہتے ہیں اور رات دن کا ٹینشن لئے جیتے رہتے ہیں، ان سے کوئی پوچھے آپ تو چاندنی لائے تھے، خود بھی دیکھا تھا آپ کے گھر کی ماہر فن خواتین تشریف لے گئی تھیں، دیکھ داکھ کے رشتہ ہوا تھا پھر آپ کے گھر پہونچ کے وہ چڑیل کیسے ہوگئی؟ ناکارہ وآوارہ کیسے ہوگئی؟ کمینی اور کتی کیسے ہوگئی؟

ظاہر ہے اسکا انجام یہ ہوا صرف حسن وجمال کو ہی معیار قرار دیا اور اسی بنیاد پر شادی کرلی نبی اکرم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے اِیَّاکَ وَخَضْرَآءُ الدِّمَنْ سبز کوڑیوں سے اپنے آپ کو دور رکھو یعنی برے خاندان کی گوری لڑکیوں سے شادی نہیں کرنا چاہیے جو لوگ صرف ظاہری حسن وجمال ہی کو بنیاد بناتے ہیں وہ عموماً پچتاتے ہی ہیں۔

سب کو گوری بہو کی خواہش کیوں؟

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اچھے خاصے اپنے آپ کو دیندار کہنے والے بھی کہتے ہیں، گوری بہو چاہیے، اگرچہ ان کا بیٹا دیوصفت ہونے کے ساتھ دیوصورت ہو

مگران کوتو اس کے لئے حور چاہئے حور، خدا خیر کرے، جب یہ صورت حال دیندار شمار کئے جانے والوں کی ہے تو دیگر افزا دامت کا کیا کہنا؟ ایک صاحب جو لباس و پوشاک سے مولانا معلوم ہوتے ہیں اور مولانا کہے بھی جاتے ہیں انہوں نے مجھ سے فرمایا، اگر کوئی خوبصورت لڑکی ہو تو بتانا یہ سن کر میں تو چونک پڑا کہ یہ بڑے میاں خوبصورت لڑکی کیا کریں گے، خیر پھر انہوں نے یوں وضاحت فرمائی کہ میرا لڑکا جوان ہوگیا ہے اس کے لیے خوبصورت لڑکی کی تلاش ہے، یہ سن کر میں مطمئن ہوا کہ اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے لڑکے کے لئے تلاش کر رہے ہیں چوں کہ میں ان کا حد درجہ احترام کرتا ہوں اس لئے میں نے کچھ ردوقدح کئے بغیر کہہ دیا: ٹھیک ہے بتاؤں گا۔

ہمارے ایک خاص عنایت فرما قرابت دار ہیں انہوں نے اپنے بڑے لڑکے کی شادی ایک گوری لڑکی سے کی، مگر اس گورے پن کا لابھ نہیں ملا، اور کسی قسم کا سکون نہ پایا تو ایک مرتبہ کچھ ملول سے ہوکر ارشاد فرمانے لگے اس مرتبہ اپنے فلاں بیٹے کی شادی سانولی لڑکی سے کرنا ہے شاید کچھ آرام ملے۔

دینداری اور نیکی کو ترجیح دیں

ویسے تو کوئی بھی مسلم عورت ہو اس سے شادی کی جاسکتی ہے جائز ہونے کے لئے نہ عمر کی قید ہے نہ حسب ونسب کی اور نہ رنگ ونسل کی، لیکن ہماری نظر انتخاب کس پر پڑنی چاہیے ہماری تجویز خود اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کیا ہونی چاہئے، اس پر توجہ دینے اور عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے اگر شریعت کی طرف سے اس سلسلے میں ہماری رہنمائی نہ بھی فرمائی گئی ہوتی تو ہماری عقل وخرد کا فیصلہ اور ہماری ترجیح دین دار اور نیک عورت ہونی چاہئے تھی، چہ جائے کہ حضور اقدس ﷺ نے ہماری اس سلسلے میں خوب خوب رہنمائی فرمادی ہے مگر ہم ہیں اس سے غفلت برت رہے ہیں، اور پھر

پچھتا رہے ہیں شریک حیات نیک سیرت ہوگی تو اس کے کوکھ میں پلنے بڑھنے والی اولاد میں بھی اس کے نمایاں اثرات ملیں گے، اور جب وہ خود ہی چلتا پُرزہ ہوگی تو اس کے بچے بھی بُرے اثرات سے دوچار ہوکر چلتی مشین ہوں گے ایک روایت میں آیا ہوا ہے کہ اپنے نطفے کے لئے اچھی جگہ کا انتخاب کرو یعنی جیسی جگہ ہوگی ویسی پیداوار ہوگی، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دیکھ بھال لیا کرو کہ تم اپنے ہونے والے بچے کو کہاں رکھ رہے ہو کیونکہ رگ وریشے کا غیر شعور طور پر اثر پڑتا ہے، اندر اندر ہی اپنا پورا کام کر ڈالتا ہے، اچھی اور نیک خاتون کا انتخاب کروگے تو اس کے خیر و بھلائی کے اثرات اندر ہی اندر بچے کی سرشت میں داخل ہوجائیں گے۔

جعفر بن سلیمان نے کسی روز اپنے بچوں کو عار دلاتے ہوئے کہا کہ تم بڑے نکمے ہوگئے، مجھ جیسے بھی نہ ہوئے تو اس کے ایک بیٹے نے کہا ابا جان! آپ کی تمام تر توجہ مکہ ومدینہ کی غیر پاکدامنی حسیناؤں اور حجاز کی باندیوں کی طرف ہوئی اور اپنا نطفہ ان کے حوالے کیا اور پھر ان سے یہ امید لگائی کہ وہ شریف زادے پیدا کریں گی؟ ترجیح دین کو بنائیں تو دنیا میں بھی سکون پائیں اور آخرت کے بھی مزے لوٹیں، اپنی بہوؤں سے بھی راحت پائیں اور بچوں سے بھی سکون ملے، اور ان کی اولاد بھی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے، آپ کو ایسے بھی بہت سے آنکھ کے تارے ملیں گے جن کی شادیاں والدین نے دینداری کے علاوہ ساری چیز دیکھ بھال کے دھوم دھام سے رچائی اور بڑی امیدوں کیساتھ باہر (ملک سے باہر) کمانے کے لئے بھیج دیا مگر جب لاڈلا آیا تو سیدھے سسرال پہونچ گیا، گھر والوں سے بات بگڑتی گئی تو کہیں کرائے کا مکان لے لیا اور بیوی بچوں کو وہیں لیکے رہنے لگا۔

گھر بار سے قطع تعلق، اماں، ابا گئے بھاڑ میں، بھائی بہن سے کوئی مطلب نہیں، ارے آنکھوں کا تارا، کیسے آنکھوں کا کانٹا بن گیا، لختِ جگر اجگر ہو گیا؟ ایسا اسلئے ہوا کہ ہم نے اس کی جوڑی تن کی گوری لاکر دی تھی، اگر دین دار ہوتی تو شوہر کو اس کے والدین کے خلاف نہ ورغلاتی نہ بھڑکاتی بلکہ ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتی اور ان کے سکون وراحت کیلئے فکرمند رہا کرتی اور اپنے شوہر کو بھی ترغیب دیتی۔ اور والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کیلئے اس کو آمادہ کرتی جس سے خوشحال زندگی بسر ہوتی ساس بہو کے آئے دن کے جھگڑے نہ ہوتے اور دنیا ہی میں وہ گھر جنت نشاں بن جاتا کیونکہ عورت کی دینداری سے پورا خاندان اور معاشرہ دیندار ہوجاتا ہے ایک نیک سیرت خاتون معاشرے پر جتنا موثر ہوسکتی ہے ایک مرد اتنا موئژ نہیں ہوسکتا ہے۔

دیندار عورت سب سے بڑی نعمت

ایک روایت میں آیا ہوا ہے کہ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ یعنی دنیا کی زندگی میں آدمی کے لئے جو برتنے کے سامان ہیں ان میں سب سے اچھی چیز نیک عورت ہے، اگر دیندار عورت مل گئی تو دنیا کی نعمتوں میں سب سے اچھی نعمت حاصل ہے یہ نہیں فرمایا گیا کہ اگر ہم مزاج جوڑی مل گئی تو مرد وعورت کے مزاج میں ہم آہنگی رہے گی اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے کسی نہ کسی موڑ پر ٹکراؤ ہونا ہی ہے، لہٰذا نرم گرم کر کے گذار دینا ہی بھلا ہے اسی میں کامیابی ہے حکمت عملی ہی سے صنف نازک کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے طاقت وقوت رعب ودبدبہ کتنے دنوں؟ جیسے ہی اس کے بچے جوان ہوئے پوری فوج لے کر حملہ آور ہوجائے گی اور مجبوراً صلح کرنی پڑے گی یا ہاتھ پاؤں تڑانے پڑیں گے یا تاؤ میں آکر گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنی پڑے گی

اگر دیندار ہے تو بلاشبہ شوہر کے حقوق کا ضرور خیال رکھے گی، ستائے گی نہیں اسی لئے تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا دینداری کو ترجیح دو حسن و جمال حسب ونسب اور مال و دولت ان تینوں سے بڑھکر دینداری اور پرہیزگاری ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مسلم بادشاہوں اور بیگمات کی
بے جا تفاخر کی جھلک

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

’’اور اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین اور ان چیزوں کی بادشاہت جو زمین میں ہے‘‘۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

عفت مآب میری ماؤں اور بہنو! یہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں آنی اور فانی ہیں خواہ کوئی شاہزادی ہو یا فقیر زادی محلوں میں رہنے والی ہو یا جھونپڑیوں ہر ایک کو ایک دن یہاں سے جانا ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ ہیں خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے موت کی یاد دہانی اور دنیا کی بے ثباتی کو کئی شعروں میں بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔ ؂

قیصر اور اسکندر وجم چل بسے
زال اور سہراب و رستم چل بسے
کیسے کیسے شیر وضیغم چل بسے
سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے

یہ دنیا کی زیب وزینت اور اسکی آرائش وزیبائش صرف چند دن کیلئے ہیں بڑے بڑے پہلوان بڑے بڑے بادشاہ جن کے اشاروں پر بڑے بڑے شہر ویران ہو جایا کرتے تھے بڑے بڑے مالدار جن کے خزانوں کی کنجیاں طاقتور جماعت کو بوجھل کر دیا کرتی تھیں لیکن موت نے سب کے پرخچے اڑا دیئے آج کسی کا نام ونشان تک موجود نہیں ہے بڑی بڑی شاہزادیاں جن کے سامنے بڑے بڑے افراد اور دولت صف بستہ کھڑے رہا کرتے تھے سب چلی گئے۔ آج آپ کی خدمت میں خلافت راشدہ کے بعد جب مسلمانوں نے علوم وفنون میں اور فتوحات میں ترقی کی اور دنیا کے کونے کونے میں اسلامی سلطنتیں وجود میں آئیں اور دولت وثروت پر مسلم سلاطین کا قبضہ ہوا تو جہاں مسلم بادشاہوں نے بہت سے سماجی اور دینی کارنامے انجام دیئے، وہیں دولت کی فراوانی کے باعث کچھ ایسے حالات اور واقعات بھی وجود میں آئے جو خالصتاً اسلامی اور دینی نہیں تھے بلکہ ان میں سلطنت اور حکومت کی خوبی شامل تھی۔ اور بے جا تفاخر کی علامات اور بے راہ روی اور مادی زیب وزینت کا دور دورہ ہو گیا تھا،

ان حالات پر ڈاکٹر سعید عاشور کی عربی تحریرات نے خاصی روشنی ڈالی ہے جس کا ترجمہ ڈاکٹر محمد انظر ندوی نے کیا ہے، اسکی آخری قسط دہلی سے شائع ہوئے ماہنامہ ترجمان دارالعلوم کے شمارہ ماہ اپریل مئی جون ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی ہے آگے بیان ہونے والا مضمون ہم آپ کی خدمت میں ماہانہ ترجمان دارالعلوم دہلی سے حاصل کردہ تحریر ''خواتین اور اسلام'' اور مابعد اسلام عرب سماج میں عورتوں کا کردار سے اخذ کر کے ترجمان دارالعلوم کے مدیر کے شکریہ کے ساتھ عرض کر رہے ہیں۔

اسلامی حکومتوں پر غیر عربوں کے اثرات

عرب اسلامی تہذیب عہد عباسی کے نصف دوم سے لے کر ازمنۂ وسطیٰ کے اواخر تک نئے دور میں داخل ہوئی، بعض حیثیتوں سے اس تہذیب پر تدریجی طور سے انحطاط آنے اور اسلامی حکومت کے قلب پر غیر عرب عناصر کے سیاسی غلبہ وتسلط کے باوجود عرب خواتین کی ترقی نہ رکی، صورت حال کی اس تبدیلی کے باوجود عورتوں کا کردار نمایاں رہا، ان کے کردار کی بنیادی کڑیاں بغداد اور قاہرہ کے درمیان کی راہوں پر تلاش کی جاسکتی ہیں۔ ترکی عناصر نے عصر عباسی کے نصف ثانی میں عراق اور بغداد میں واضح طور پر نشانات انگشت چھوڑے، تیرہویں صدی عیسوی کے نصف میں تاتاریوں کے قبضہ کی وجہ سے مکمل طور پر سقوط عراق، خلافت عباسیہ (جس نے اس دور میں ایوبی حکومت کا زوال بچشم خود دیکھا تھا) مصر منتقلی، اور غلاموں کی اولین حکومت (جسے ترکی حکومت کہا جاتا ہے) کا قیام، ان تمام حالات نے ازمنۂ وسطیٰ کے اواخر (تیرہویں صدی عیسوی کے نصف سے پندرہویں صدی عیسوی کے اختتام تک کے عہد) میں قاہرہ کو عالم اسلام کا دھڑکتا ہوا دل اور تہذیبی وفکری شعاعوں کا سب سے بڑا مرکز بنا دیا تھا، اس لئے ضروری ہے کہ ازمنۂ وسطیٰ کے اواخر میں عورتوں

کی خدمات اور ان کے کردار کو جاننے اور سمجھنے کے لئے ہم بغداد سے قاہرہ کی طرف متوجہ ہوں جو جنگی سیاسی تہذیبی اور اقتصادی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔

ترکی اور ایرانی باندیوں کی کثرت

اس دور کے معاصر مآخذ میں عورتوں کے کردار کے بارے میں مطالعہ وتحقیق کے وقت یہ بات نظر میں رہنی چاہیے کہ رومی ترکی اور ایرانی لونڈیوں کی کثرت اور ان کے ساتھ ہم خوابی کے رواج کے سبب عورتوں کی سماجی حیثیت پستی اور زوال کی شکار ہوچکی تھی، اس کی وجہ سے خواتین اپنا وقار کھو چکی تھیں، اور ان کی حیثیت محض رکھیل کی سی ہو کر رہ گئی تھی، جن کے پاس عفت و پاکدامنی اور شرافت ونجابت نام کی کوئی چیز باقی نہ رہ گئی تھی، اس دور میں ان کی بالکل وہی حالت وکیفیت تھی جو حالت وکیفیت ظہور اسلام کے وقت تھی، اس طرح ازمنۂ وسطی کے اواخر میں عرب مسلم دنیا میں عورتوں کی حیثیت گر چکی تھی اور تدریجی طور پر ان کے تئیں نظریہ بدل گیا تھا، یہاں تک کہ عصر عباسی کے نصف ثانی میں انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔

نامحرموں کے ہاتھوں سے زینت

ہر سمت سے اٹھی ہوئے موجوں کے بیچ میں عورتوں نے اپنے جسم و جان اور اپنی زیب وزینت پر توجہ مرکوز کرنے میں افراط سے کام لیا، وہ اپنے چہرہ اور جسم کے بالوں کو چونٹنے اور بھوؤں کے بالوں کو جمانے اور مزین کرنے لگیں، دس سے بارہ سال کی عمر کے سیاہ فام غلاموں کی ایک بڑی تعداد نے عظیم سیاح ٹیفو کی نظر کو اپنی طرف اس وقت مبذول کرلیا، جب وہ قاہرہ کی سڑکوں پر چیختے چلاتے گشت کر رہے تھے، سیاہ فام غلاموں کی حقیقت حال کے بارے میں جاننے سے گریز کرتے تھے،

معاصر فقیہ ابن الحاج نے اپنے معاصر مردوں پر اس بات کے لئے اعتراض کیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو بال بنانے والوں کے حوالہ کردیتے تھے تاکہ وہ ان کے بال بنائیں اور اپنے ہاتھوں سے ان کے رخسار اور گداز ہونٹوں کو مس کریں۔

خواتین نے اس دور میں تکمیل زینت کے لئے طرح طرح کے طریقے اپنا رکھے تھے، وہ نہ صرف اپنے ہاتھوں میں مہندی اور ناخنوں پر سرخ پالش لگاتیں بلکہ جسم کی تزئین کے لیے گودائی بھی کرواتی تھیں۔

گر عام شاہراہوں پر جانے کا ان میں سے کسی کا ارادہ ہوتا تو وہ فاخرانہ ملبوسات زیب تن کرتی، سجتی دھجتی، خوشبو لگاتی اور قدر ممکن ہوتا زیورات پہنتی، وہ عام طور پر عنبر کے بنے ہوئے پٹکے، قیمتی جواہرات سے مرصع گلے کا ہار، ہیروں سے مینا کاری کئے ہوئے کنگن اور سونے اور موتی سے منقش سر کے پٹے پہنا کرتی، اسی طرح ان کے شلوار (پائجاموں) کے اوپر پازیب جڑے ہوتے تھے۔

آرائش پر بے جا اخراجات

ترکوں اور غلاموں کے حکام کی بات ہو یا عوام الناس کے مختلف طبقوں کی بات، اس دور کے سماج میں سبھوں کے نزدیک عورتوں کی بڑی قدر و منزلت تھی، غلاموں کی نگاہ میں ان کی بیبیوں کا اس قدر ادب و احترام تھا کہ ان لوگوں نے ان کے لیے خوند اور خاتون جیسے القاب مخصوص کر رکھے تھے، اسی طرح وہ اپنے مکاتیب و رسائل میں عزت و احترام کی مختلف عبارتیں تحریر کرتے تھے، اس کی واضح مثال بادشاہوں کے اپنی صاحبزادیوں، بیویوں اور بہنوں کے نام لکھے گئے خطوط و رسائل ہیں، سلاطین نے اپنی بیویوں کو مال و متاع سے اس قدر بوجھل کر دیا تھا کہ "اگر ہم ان میں سے ہر ایک کے ملبوسات اور ان کے دولت کدوں کے سامان آرائش کی بات

کرنے لگیں تو اس کے لیے ہمیں کئی جلدوں کی ضرورت پڑے گی۔" ان کی خواتین کی دولت کی فراوانی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہوجاتا تو اس کے ترکہ کی مقدار زائد از چھ (۶) لاکھ دینار ہوتی تھی، چنانچہ سلطان ناصر محمد بن قلاون کی صاحبزادی نے بے تحاشہ سرمایہ اپنے پیچھے چھوڑا جس کی تفصیلات ماخذ کی کتابوں میں ملتی ہیں، اس دولت بے بہا میں سے ایک "مرصع کھڑاؤں" کی قیمت دو ہزار دینار تھی۔

غیر اسلامی رسومات کی جھلک

بعض سلاطین اپنی بیویوں کے ساتھ دیہی پارکوں میں سیر و تفریح کے لیے جاتے ان کی بیگمات گھوڑوں پر رکھی ہوئی ریشمی پالکیوں پر بیٹھ کر نکلتیں، گھوڑوں کے آگے بعض امراء موجود ہوتے تو ان کے پیچھے ریشمی چادروں کے کچھ اسٹریچر اور ارد گرد غلام اور خدام ہوا کرتے تھے، اگر سلطان کی اہلیہ یا اس کی ماں حج کے سفر پر جاتیں تو اس کیلئے بڑے پیمانہ پر تیاریاں کی جاتی تھیں، چنانچہ وہ بڑی گنبد (برج) میں بیٹھ کر نکلتیں اور ان کی پالکی میں سلطانی تاج (عمامے) ہوتے تھے محل سے نکلنے کے وقت ڈھول اور شادیانے بجائے جاتے تھے اور ان کے پیچھے اونٹوں کی قطار ہوتی تھی، جب کہ سلطان، امراء کی بڑی تعداد کو راستے میں ان کیساتھ چلنے کی ہدایت کرتا تھا، شعار حج کی ادائیگی کے بعد جب بادشاہ کی ماں یا ان کی اہلیہ واپس ہوتی تھیں تو بادشاہ بذات خود ان کا استقبال کرنے کے لئے اپنے محل سے باہر نکلتا تھا محل میں ان کی آمد کے موقعہ پر بڑا جشن منایا جاتا تھا، جب کہ امراء قیمتی تحائف اور فاخرانہ ہدیے ان کے سامنے پیش کرتے تھے، اگر بادشاہ کو اپنی بیگمات میں سے کسی کے بیمار ہونے کی خبر ملتی تھی تو وہ بار بار اس کی عیادت اور مزاج پرسی کرتا تھا، ماحول کی تبدیلی اور نشاط

انگیزی کی خاطر انھیں دریائے نیل سے محظوظ ہونے اور بولاق جانے کی اجازت دی جاتی ، شفاء ملنے کی صورت میں عظیم جشن منایا جاتا، امرائے حکومت، قضاۃ اور اکابرین سلطنت بار بار تہنیت پیش کرنے کے لئے آتے ، بانسری اور طبلہ بجانے والے فن کار اور موسیقاران کے دروازے کے پاس جمع ہوتے۔ سلاطین یا امراء میں سے کسی کی اہلیہ کی وفات کی صورت میں تمام امراء اس کی نماز جنازہ پڑھتے اور اس کی روح کو تسکین پہنچانے کے لئے صدقات وخیرات کرتے تھے۔

حج جو خالص ایک فریضہ کی ادائیگی اور حکم خداوندی کی بجا آوری ہے وہ بھی ایک نمائش بن کر رہ گئی رعایا کا مال اس طرح عبادت کے نام اپنے اہل خانہ کیلئے لٹانا اور وزیروں اور اہل ثروت کا اس طرح جشن منانا اور قسم قسم کے رسم ورواج کے طور پر بادشاہوں اور اور بیگمات کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اپنے مالوں کو پانی کی طرح بہانا کیا سود مند ہوسکتا ہے؟ اس سے تو صرف غلط رسم کی بنیاد پڑتی ہے تاریخ کے اوراق الٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم بادشاہوں نے جہاں بہت سے دینی اور اور دنیاوی سماجی اور سیاسی کارنامے انجام دیئے وہیں بعض سلاطین نے بعض ایسی حرکتیں بھی کیں جس سے انکی شبیہ خراب ہوگئی اور مسلمانوں کے شاندار ماضی پر گویا ایک داغ ہے بیویوں اور گھر کی خواتین کیلئے انہوں نے نہ معلوم کیسے کیسے خرافات ایجاد کر رکھے تھے جسکی اجازت اسلام قطعانہیں دیتا۔

دورانِ حمل کی بے جا رسومات

سلطان کی کوئی بیوی اگر حاملہ ہوتی تو اس کی پوری امید اس بات پر مرتکز ہوجاتی تھی کہ اسے لڑکا تولد ہو جس سے اس کا نام اور اس کی یاد باقی رہے اور اس کے دل کے لئے باعث تسکین ہو، چنانچہ اگر اس کی امیدیں پوری ہوجاتیں تو وہ بچہ کی

پیدائش پر تزک واحتشام کے ساتھ جشن مناتے۔ بچہ کے ساتھ ساتھ اس کی ماں کا بھی احترام کیا جاتا، سات دنوں تک خوشیوں کی برات چلتی رہتی اور اس پر ہزاروں دینار کی لاگت آتی تھی۔

عورتوں کی عزت بھی اور......

عورتوں کا احترام واکرام صرف سلاطین اور حکام کی بیویوں تک محدود نہ تھا، بلکہ مختلف شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ عوام الناس بھی اپنی بیویوں کو عظمت وتوقیر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اگر کوئی خاتون باہر نکلنا چاہتی اور اس کا شوہر صاحب استطاعت ہوتا تو وہ اس کیلئے ایک گدھا حاصل کرتا جس کو اس کا مالک آگے آگے لے جاتا اور اس کے پیچھے پیچھے ایک خادم چلتا تھا، معاصر مآخذ میں عورتوں اور ان کی ندرت کی طرف اشاروں کی کمی کے باوجود ہمیں ڈھیر ساری ایسی مثالیں مل جاتی ہیں جن میں عورتوں کی مدح سرائی ملتی ہے، چنانچہ سخاوی نویں صدی عیسوی کی ایک خاتون کا یہ وصف بیان کرتے ہیں کہ وہ صاحب ریاست، صاحب قناعت اور صاحب مہارت تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی موت کے وقت کا منظر حسین تھا، کیوں کہ اس کے پیچھے پیچھے دین دار مردوں کا محافظ گروپ چل رہا تھا۔

یہ سوچنا مبالغہ سے خالی نہ ہوگا کہ ازمنہ وسطیٰ کے اواخر میں مسلم معاشرہ عورتوں کو ’’شریک حیات‘‘ اور ’’زندگی کا دایاں ہاتھ‘‘ جیسے القاب سے نواز کر انھیں مناسب مقام ومنصب سے نوازتا تھا ہمارے سامنے بہت سی علامتیں اور عبارتیں ہیں جو معاصرین کے، عورتوں کے تئیں اچھے خیالات ظاہر کرتے ہیں۔

لیکن ان سب کے باوجود مآخذ سے پتہ چلتا ہے کہ عورتیں کئی صورتوں میں تحقیر واستہزاء کی اذیتیں جھیلتی تھیں۔ اس دور میں عامۃ الناس نے قاضیوں کی جس بات پر

گرفت کی تھی وہ یہ ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ اپنا کوئی قضیہ لے کر جاتا تو قاضی عورت کی مدد کرتا تھا، اس بات پر وہ لوگ قاضی کے خلاف بھڑک اٹھتے، ایسے ایک واقعے میں قاضی کو مارا اور اسے جوتوں سے پیٹا گیا، مملوک بادشاہوں میں سے بعض عورت کو اپنے سامنے پیٹنے، اس کی گردن میں زنجیر ڈال کر گدھی پر بٹھا کر عام راستے پر اسے گھمانے اور اس کی تشہیر کرنے سے نہیں گھبراتے تھے، چنانچہ یہی واقعہ ۷۹۲ھ میں منطاش اور ظاہر برقوق کے درمیان فتنہ میں پیش آیا تھا، امیر منطاش نے شاہ ظاہر کی بہنوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، چنانچہ انھیں باندیوں کے ساتھ محصور کیا گیا اور پھر سڑکوں پر انھیں گھسیٹا گیا، ان کی چیخ وپکار کو سن کر حاضرین بھی رونے لگے تھے۔

ازمنۂ وسطیٰ میں کنیزوں کی سماجی حیثیت

اگر ازمنہ وسطیٰ میں خواتین عزت واحترام کے اس درجہ تک نہیں پہنچی تھیں جس درجہ پر دور جدید میں پہنچی ہیں، تو اس کے اسباب میں سے بڑا سبب اس وقت کی مروجہ فکر تھی، وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو صرف استمتاع اور استفادہ کے لئے پیدا کیا ہے یہ سوچ واضح طور پر اس وقت ظاہر ہوئی جب لوگوں نے اچھی اچھی لونڈیوں کو حاصل کرنے اور ان کے خریدنے میں زرکثیر خرچ کرنے میں دلچسپی دکھائی۔ حتی کہ سلطان ناصر محمد بن قلاون نے چار عورتوں سے شادی کی جب کہ اس کی لونڈیوں اور باندیوں کی تعداد بارہ سو تک پہنچ چکی تھی۔ امراء، عام حکام اور سلاطین زیادہ سے زیادہ باندیاں خریدنے کی دوڑ میں شریک ہوگئے۔ اس دور کے اسلامی معاشرہ میں باندیوں کی دو قسمیں معروف تھیں، گوری اور کالی، دلچسپ بات یہ ہے کہ کالی باندیوں کو گوری باندیوں پر ترجیح دی جاتی تھی، باندیوں کی قیمت ان کی خوبصورتی، آواز کی دل نشینی یا دیگر صلاحیتوں اور خوبیوں کی بنیاد پر لگائی جاتی تھی، غلاموں کی مارکیٹ میں

جانوروں کی طرح عورتوں کی خرید وفروخت کی جاتی تھی، ہر بازار میں دلال اپنے اپنے سامان کو سلیقہ کے ساتھ پیش کرتا تھا، وہ لونڈیوں کے چہرے کی خوبصورتی اور آواز کی چاشنی کے علاوہ ان کی اور خصوصیات گنواتا تھا، اکثر وبیشتر اپنی آزاد اور مستقل بیوی موجود رہنے کے باوجود آقا خود اپنی کنیز سے شادی کر لیتا تھا، اسی وجہ سے فقہاء نے عقد نکاح سے قبل کنیز کو آزاد کرنے کی شرط لگائی ہے معاصر مآخذ میں کنیزوں کے ڈھیر سارے نام ملتے ہیں، جنھوں نے خلفاء سلاطین، شاہوں اور امراء کے محلات میں اہم کردار ادا کیا۔

یہ عادت چل پڑی تھی کہ سلطان یا امیر جب حمام میں داخل ہوتا تھا تو اس کے ساتھ حمام میں اس کی خدمت کرنے اور جنسی تلذذ بہم پہنچانے کے لئے کنیزیں داخل ہوتی تھیں، امراء اور سلاطین نے غناء اور طرب کے لئے کنیزیں حاصل کر لی تھیں حتی کہ یہ ان کے لئے دلچسپی کی بات ہوگئی تھی کہ ہر خلیفہ، سلطان یا امیر کے لئے گانے والی کنیزوں کی جماعت ہو۔

معاصر مآخذ میں جہاں بعض کنیزوں کو ان کے سرداروں کے پاس مقام بلند حاصل کرنے کی بات کہی گئی ہے وہیں انہیں مآخذ میں کنیزوں کو ان کی سماجی حیثیت اور بہ اعتبار ''متاع'' یعنی سامان (کہ جس میں تصرف کرنے کا اس کے مالک کو مطلقاً اختیار رہتا ہے) انہیں اذیت اور تکلیف دینے کے واقعات بھی ملتے ہیں، الف لیلہ کے قصوں میں مریم الزناریہ کا قصہ بھی ہے، مریم جب اپنی ماں کے پاس واپس آئی تو اس کی ماں نے اس سے اس کی حالت دریافت کی کہ آیا وہ کنواری ہے یا نہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ امی! مسلم ممالک میں اگر کسی لڑکی کی ایک تاجر سے دوسرے تاجر کے ہاتھوں فروختگی عمل میں آتی ہو اور وہ اس کا محکوم بن کر رہتی ہو تو وہ لڑکی بھلا کیسے اپنی عصمت کو بچا کر کنواری رہ سکتی ہے؟ جس تاجر نے مجھے خریدا تھا اس نے مجھے دھمکی

دی مجھے مجبور کیا اور بالآخر اس نے میری عصمت ریزی کر کے میرا کنوار پن ختم کر دیا، بعد ازاں اس نے مجھے کسی اور تاجر کے ہاتھ فروخت کیا، بعض آقاؤں نے اپنی کنیزوں کو گاہے بہ گاہے بہت اذیت پہنچائی بعض لوگوں کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی کنیزوں کی پٹائی پانچ سو سے زائد کوڑے لگا کر کرتے تھے۔

مسلم ممالک میں کنیزوں کی سماجی حیثیت کا ایک رخ یہ تھا، ان کی زندگی کا دوسرا رخ یہ بھی تھا کہ وہ امراء اور حکام کے محلات میں ان کی بیگمات کے ساتھ لازمی جزء کی حیثیت سے زندگی گزارتی تھیں، پردہ اور تنہا داری کے وہی اصول وضوابط ان کے لئے بھی تھے جو خلیفہ یا سلطان یا امیر کی بیگمات کے لئے تھے، اس وقت ایک ہی جماعت ایسی تھی جنہیں بیگمات کے پاس آنے جانے کی اجازت تھی اور وہ آختوں اور خصیوں کی جماعت تھی، انہیں یہ اجازت اس لئے دی گئی تھی کیوں کہ ان کی کوئی خاص سماجی حیثیت نہ تھی۔

ازمنہ وسطیٰ کے اواخر میں مسلم معاشرہ کی عام زندگی میں بلاشک وشبہ عورتوں کا قابل لحاظ کردار اور بڑا حصہ تھا، اس دور میں لوگوں نے عورتوں پر جو روایتی اور سماجی بندشیں لگادی تھیں، ان سب کے باوجود عورتوں نے عام زندگی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے امام سخاوی نے اپنی کتاب ''اللامع'' کے مکمل ایک جزء میں نویں صدی ہجری کی ایک ہزار خواتین کی سوانح عمری بیان کی ہے، ان میں سے بیشتر نے عام زندگی کے لئے بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔

عورتوں کی حکومتی امور میں اثر ورسوخ

بعض معاصر مآخذ میں یہ حقیقت بھی مندرج ہے کہ مصر اور شام کے غلاموں کی حکومت کے سلاطین میں سے سلطان اینال جیسے بعض حکام نے اپنے آپ کو بیویوں

کے حوالے کر دیا تھا، چنانچہ ان میں سے بعض خواتین کا اثر ورسوخ اور ملک میں عظمت واحترام بڑھ گیا تھا، نیز سلطان ان کے احکامات کی اطاعت اور پیروی کرنے لگے تھے، اس صورت حال میں سلطان کی باتوں کی کوئی نہ شنوائی ہوتی تھی اور نہ اسے اپنی بیوی کے مقابلہ میں کوئی اختیار تھا۔

ہدیے اور رشوت میں بیگمات شریک

ایک مورخ ابن تغری بردی نے سلطان اینال کی بیگم خوند زینب کے بارے میں لکھا ہے کہ ہر ہدیہ اور ہر رشوت میں سلطان کے ساتھ اس کے لئے بھی بڑا حصہ مقرر تھا، اسی طرح دوسرے مورخ ابن ایاس نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ ''وہ بالادستی اور معزولی دونوں صورتوں میں امور مملکت پر غور وفکر کرنے لگی تھی'' اس زمانہ کی دیگر خواتین کے حالات بھی اسی طرح کے تھے۔

بہت سے حقیقت پسندانہ دلائل اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ ازمنہ وسطی کے اواخر میں حکام کی بیویاں امور مملکت میں دخل اندازی کرتی تھیں اور مسلم ممالک کی سیاست کی رہنمائی اور رہبری کرنے میں وہ اپنے شوہروں (حکام) کے ساتھ شریک رہتی تھیں، شجرۃ الدر کے بارے میں مورخین نے تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ''وہ اپنی تخلیق و بناوٹ کے حساب سے مشکل اور طاقت وقوت کے اعتبار سے مضبوط واقع ہوئی تھی''۔ علاوہ ازیں مصری تاریخ کے مشکل ترین دور میں اس نے اپنے ملک کو بچایا اور امور سلطنت کو بہ خوبی نبھایا، نیز وہ (۸۰) دنوں تک منصب حکومت پر فائز رہی، چنانچہ اس نے اپنے دور حکومت میں اپنی غیر معمولی ذہانت اور زبردست عقلمندی کا ثبوت پیش کیا، غلام بادشاہوں کے دور حکومت میں اصلاحی امور میں سلاطین وامراء کی بیویوں کو دخل اندازی کے مظاہر بار بار دیکھنے میں آتے رہے،

چنانچہ ۶۷ ھ میں جب شاہ سعید کی ماں کو امراء کے ساتھ مصالحت کرنے کے لئے نمائندہ بنا کر بھیجا، جب وہ ان کے پاس پہنچی تو ان امراء نے شاہ سعید کی ماں کا ہر طرح سے احترام کیا اور مصالحت کے لئے ان کے سامنے ڈھیر سارے شرائط رکھے، تاہم انھوں نے ان امراء کی شرائط کی پاسداری کی اور پھر وہ اپنے صاحبزادے کے پاس ثالثی کے نتیجہ کی خبر دینے کے لئے پہنچی۔

یہ اس دور کے حالات تھے جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کئے کہ شاہی بیگمات نے مال ودولت کی ریل پیل کیوجہ سے کس طرح اسراف اور فضول خرچی سے کام لیا اسی طرح دیگر بیگمات شاہی کا بھی حال رہا ہے کہ انہوں نے بھی عوام کے خون پسینہ سے کمائے ہوئے روپیوں کو اپنے زیب و زینت اور بے جا فضول خرچی میں صرف کیا یہ تو اس دور کا واقعہ ہے جبکہ دنیا اتنی ترقی نہیں کرسکی تھی اگر اس دور میں وہ بیگمات ہوتیں تو نہ معلوم کیا کیا کارنامے انجام دیتیں اور اسراف وفضول خرچی میں کس مقام پر پہونچ جاتیں جبکہ آج معمولی عورت بھی اپنے بناؤ سنگار اور زیب و زینت کیلئے ہزاروں روپئے خرچ کرڈالتی ہے، اس کے لئے نہ حلال وحرام کی تمیز ہوتی ہے نہ رشوت وسودخوری کی۔

محترم ماؤں اور بہنو! آج ہم کو ان عورتوں سے نصیحت حاصل کرنا چاہیے جنھوں نے عیش وآرام اور آرائش وزیبائش کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا اور جس طرح انہوں نے چاہا عوام کی محنت کی کمائیوں کو اپنے اوپر صرف کیا بالآخر وہ بھی دنیا سے چلی گئیں اور آج کوئی انکا نام لینے والا باقی نہیں رہا وہ دولت وثروت اور زمین وجائداد آج دوسروں کے قبضہ میں ہیں سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ یہ زمانے میں جو لوگوں کے درمیان ہم ادلتے بدلتے رہتے ہیں، حکومت وسلطنت منصب وعہدہ دولت وثروت اور زمین و جائداد کوئی چیز محبت

کیلئے نہیں ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ. وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ زمین کے اوپر جتنی بھی چیزیں ہیں سب فنا ہونے والی ہیں اور باقی رہنے والی ذات صرف رب ذوالجلال ہی کی ہے اگر کسی کو ہمیشہ رہنا ہوتا تو صرف انبیاء علیہم السلام کی مقدس ہستیاں تھیں لیکن کسی کو بھی ہمیشگی کی دولت نصیب نہیں بلکہ سب نے اپنے اپنے وقت موعود کو پورا کیا اور چل بسے اس لئے بڑے ہی ادب واحترام کے ساتھ اپنی ماؤں اور بہنوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنی آخرت کو سنوارنے کی فکر کریں اور اس دنیا کے ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر دھوکہ میں نہ پڑیں اور اپنے آپ کو شریعت کا پابند بنائیں کسی بھی وقت حکم شرح سے روگردانی اختیار مت کریں خاص طور سے شادیوں اور دیگر تقریبات کے موقعوں پر سود وغیرہ لے کر اپنی ناک اونچی رکھنے کیلئے طرح طرح کے رسوم ورواج اور خرافات میں ملوث نہ ہوں اور پردہ جو عفت و پاکدامنی کی اساس اور بنیاد ہے اسکا ہر وقت خیال کریں کسی بھی غیر محرم کے سامنے خواہ قریبی ہوں یا دور کا ہر ایک سے پردہ کریں اور قریبی غیر محرم سے تو بچنا زیادہ ہی ضروری ہے کیونکہ اس سے زیادہ ہی خطرہ ہے اللہ ہم سب کو سنت کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اکیسویں صدی کی عورتوں کیلئے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کردار

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِہَا اَجْرَہَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَہَا رِزْقًا کَرِیْمًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

”اور تم میں سے جو اللہ ورسول کی اطاعت کریں گی اور نیک کام کریں گی ہم ان کے اجر کو دوگنا کردیں گے اوران کے لئے عمدہ رزق تیار کررکھا ہے۔“

محترم خواتین اسلام! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی اور محبوب بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمل اور کردار ہم عورتوں کیلئے راہ عمل اور ذریعۂ نجات ہے انہوں نے

کس طرح دین کی خدمت کی اور علوم نبوی کا کثیر حصہ ہم تک پہونچایا اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں ہمارے لئے نمونہ عمل نہ ہو۔

آج کی خواتین کیلئے واجب الاتباع نمونہ

”سیرت عائشہ“ سیرت نگار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم اثر رقم سے نکلی ہوئی اردو زبان میں پہلی مکمل و مدلل، علمی اور تحقیقی کتاب ہے، جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حیات مبارکہ کے مختلف کردار، ان کی زندگی کے مختلف اور متنوع مراحل بڑی خوش اسلوبی اور سلیقہ مندی کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں، جیسا کہ علامہ موصوف کا امتیاز ہے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت و کردار آج کل کی مسلم خواتین کے لئے خاص طور سے لائق تقلید بلکہ واجب الاتباع نمونہ ہے اگر موجودہ پرفتن و پرآشوب زمانہ اور بگڑتے ہوئے ماحول اور فساد زدہ سماج کی عورتیں اپنے آپ کو اسی سیرت و کردار کے سانچے میں ڈھالیں تو ہمارا معاشرہ اور سماج کیا بلکہ پوری دنیا کا نقشہ بدل جائے گا۔

آج مسلمانوں کے اس دور انحطاط میں ان کے انحطاط کا آدھا سبب ”عورت“ ہے، وہم پرستی، جاہلانہ مراسم، خوشی وغمی کے موقعوں پر مسرفانہ مصارف اور جاہلیت کے دوسرے آثار صرف اس لئے ہمارے گھروں میں زندہ ہیں کہ آج بیویوں کے قالب میں تعلیمات اسلامی کی روح مردہ ہوگئی ہے، شاید اس کا سبب یہ ہو کہ ان کے سامنے مسلمان عورت کی زندگی کا کوئی مکمل نمونہ نہیں، لہٰذا اس خطاب میں آپ کے سامنے اس خاتون کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے جس کی زندگی شمع ہدایت ہے، ایک مسلمان عورت کے لئے ”سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا“ میں اس کی زندگی کے تمام تغیرات، انقلابات اور مصائب، شادی، رخصتی، سسرال، شوہر، سوکن، لاولدی، بیوگی، غربت،

خانہ داری، رشک وغبطہ، غرضیکہ ہر موقع اور ہر حالت کے لئے تقلید کے قابل نمونے موجود ہیں، پھر علمی، عملی، اخلاقی ہر قسم کے گوہر گرانما سے یہ پاک زندگی مالا مال ہے، اس لئے سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک آئینہ خانہ ہے، جس میں صاف طور سے یہ نظر آئے گا کہ ایک مسلمان عورت کی زندگی کی حقیقی تصویر کیا ہے۔

حرمِ نبوی ﷺ کی سیرت کامل نمونہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارکہ نہ صرف اس لئے قابل مطالعہ ہے کہ وہ اس حجلہ نشین حرم نبوت کی پاک زندگی کے واقعات کا مجموعہ ہے، بلکہ اس لحاظ سے بھی اس کا مطالعہ ضروری ہے کہ یہ دنیا کے ''بزرگ ترین انسان'' کی زندگی کا وہ نصف حصہ ہے، جو ''مرأۃ کاملہ'' کامل عورت کا بہترین مرقع ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔

قابل تقلید نمونہ

عورتوں کیلئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے بہتر کسی اور کی زندگی نہیں ہوسکتی ہے زندگی کے جس شعبہ میں چاہیں کو نمونہ اور مثال مل سکتی ہے علوم نبوی کا اتنا بڑا خزانہ اپنے سینے میں جمع کئے ہوئے تھیں کہ بڑے بڑے صحابۂ کرام اہم مسائل میں رجوع کیا کرتے تھے اور ان کو تشفی بخش جواب حرم نبوی سے ملتا ہے احادیث کی سب سے بڑی راویہ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں بڑے بڑے صحابہ کرام اور تابعین عظام نے آپ رضی اللہ عنہا سے علم حدیث حاصل کیا کتب حدیث ان کی روایتوں سے بھری پڑی ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردوں میں تو بہت سے لوگ درجہ کمال کو پہونچے مگر عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران

اور فرعون کی بیوی آسیہ کامل ہوئی ہیں اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے کہ تمام کھانوں میں ثرید افضل واعلی ہے۔

جنس نسواں پر احسان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے احسانات جنس نسواں پر بیشمار ہیں اور سب سے بڑا یہ احسان ہے کہ انہوں نے دنیا کو بتا دیا کہ ایک مسلمان عورت پردہ میں رہ کر بھی علمی، مذہبی اجتماعی اور سیاسی اور پند وموعظت اور اصلاح وارشاد اور امت کی بھلائی کے کام بجالا سکتی ہے غرض اسلام نے عورتوں کو جو رتبہ بخشا ہے اور ان کی گذشتہ گری ہوئی حالت کو جتنا اونچا کیا ہے ام المومنین کی زندگی کی تاریخ اس کی عملی تفسیر ہے۔

صحابہ میں اگر ایسے لوگ گذرے ہیں جو سچے اسلام کے خطاب کے مستحق اور عہد محمدی میں ہارون بننے کے سزاوار تھے تو الحمد للہ صحابیات میں بھی ایسی ذات تھی جو مریم اسلام کی حیثیت رکھتی تھیں۔

قبل از اسلام عورتوں پر کئے جانے والے مظالم پر غور کریں اور صنف نازک کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے عورتوں پر کتنا عظیم احسان کیا اور انکا مقام ومرتبہ کس قدر بلند کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پوری زندگی میں اسکا نمونہ مل سکتا ہے دین اسلام کی بہت سی خدمات انجام دیں اور کتنے مردوں پر بھی فائق ہوئیں اور قیامت تک آنے والی خواتین کو احساس کمتری سے نکال کر یہ ثابت کر دیا کہ ایک عورت پردے میں رہ کر علمی مذہبی سیاسی سماجی خدمات انجام دے سکتی ہے قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ان کی برأت کیلئے کئی آیتیں نازل فرمائیں اور مغفرت کا وعدہ بھی کیا گیا جو رہتی دنیا تک اہل اسلام کی زبانوں پر جاری رہیگا ان سب خصوصیات اور فضائل کے باجود اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے دلوں میں بہت زیادہ تھا کبھی فرماتیں

اے کاش میں درخت کا پتہ ہوتی کاش میں کوئی درخت ہوتی کہ قیامت میں مجھ سے کوئی حساب کتاب نہ لیا جاتا۔

اور ہمارا حال یہ ہے کہ ذرا بھی ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں، احکام شرع کی کوئی پابندی نہیں صحابیات کے واقعات ان کی زندگی کے حالات ہم سنتے رہتے ہیں مگر کچھ خیال نہیں اور عمل کا داعیہ ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا غیروں کی تقلید میں فخر محسوس کرتے ہیں اور مغرب سے آئی ہوئی چیز بسر وچشم قبول کرتے ہیں یورپ کے نزدیک کسی مذہب کے معقول ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس نے عورت کا کیا درجہ قائم کیا ہے۔

> اسلام صراط مستقیم افراط وتفریط کے وسط سے نکلا ہے وہ نہ عورت کو خدا جانتا ہے نہ زندگی کی راہ میں کانٹا سمجھتا ہے، اس نے عورت کی بہترین تعریف کی ہے کہ وہ مرد کے لئے اس کشمکش گاہ عالم میں تسکین وتسلی کی روح ہے آنحضرت ﷺ کی زندگی انسانی معاشرت کے لئے نمونہ تھی اس بنا پر صرف اس لئے کہ شوہر کو اپنی بیوی کی خوشنودی کی کس طرح کوشش کرنی چاہیے آپ کبھی کبھی ان کے ساتھ غیر معمولی انبساط کے ساتھ پیش آتے تھے۔

بیوی سے محبت

آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نہایت محبت رکھتے تھے، اور یہ تمام صحابہ کو معلوم تھا اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر سر رکھے ہوئے وفات پائی، اس محبت کی اصل وجہ یہی تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فہم مسائل اجتہاد فکر اور حفظ احکام میں تمام ازواج سے ممتاز تھیں۔

شوہر سے محبت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی رسول اللہ ﷺ سے نہ صرف شدید محبت تھی بلکہ شغف اور عشق تھا، اس محبت کا کوئی اور دعوی کرتا تو ان کو ملال ہوتا تھا، کبھی راتوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوتیں اور آپ کو پہلو میں نہ پاتیں تو بے قرار ہو جاتیں۔

سوتیلی اولاد کے ساتھ برتاؤ

سوتیلی اولاد کیساتھ برتاؤ اور سلوک کے متعلق ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کنواری تھیں، لیکن ان سے سن میں پانچ چھ برس بڑی تھیں، غالباً ایک سال یا اس سے بھی کچھ کم دونوں ماں بیٹی ایک ساتھ رہی ہوں گی، سن ۲ ہجری کے بیچ میں وہ حضرت علی مرتضی سے بیاہ دی گئیں شادی کے لئے جن ماؤں نے سامان درست کیا تھا ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے حکم سے انہوں نے خاص طور سے اس کا اہتمام کیا، مکان لیپا، بستر لگایا، اپنے ہاتھ سے کھجور کی چھال دھن کر تکیے بنائے، چھوہارے اور منقے دعوت میں پیش کئے، شادی کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جس گھر میں گئیں اس میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں صرف ایک دیوار کا فصل تھا، بیچ میں دریچہ تھا جس سے کبھی کبھی باہم گفتگو ہوتی۔

دعوت اصلاح

عہد نبوی میں ایک صحابی نے اپنی لڑکی کا نکاح اس سے پوچھے بغیر کسی سے کر دیا، لڑکی نے بارگاہ نبوی میں استغاثہ کیا، آپ نے باپ کو بلا کر کہا کہ نکاح فسخ

کرادیا جائے، لڑکی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اس اب نکاح کو قبول کر لیتی ہوں، میرا مقصد صرف یہ تھا کہ ہماری بہنوں کے ذاتی حقوق کی توضیح ہوجائے، اگر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سیاست گاہ عالم میں آئیں تو وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ مسلمان عورت کے حقوق کا دائرہ اتنا تنگ نہیں ہے جتنا عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔

احسان لینے اور خودستانی سے اجتناب

کسی کا احسان کم قبول کرتی تھیں اور کر لیتی تھیں تو اس کا معاوضہ ضرور ادا کر دیتی تھیں، اپنے منہ سے اپنی تعریف پسند نہیں کرتی تھیں۔

خودداری، دلیری اور شجاعت، فیاضی اور سخاوت

اس عجز وانکساری کے باوجود وہ خوددار بھی تھیں کبھی کبھی یہ خودداری دوسروں کے مقابلہ میں تنگ مزاجی کی حد تک پہنچ جاتی اور خود آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں وہ نازمحبوبانہ بن جاتی۔

آپ رضی اللہ عنہا نہایت شجاع اور پردل تھیں، راتوں کو تنہا اٹھ کر قبرستان چلی جاتی تھیں، میدان جنگ میں آکر کھڑی ہوجاتی تھیں غزوۂ احد میں جب مسلمانوں میں اضطراب برپا تھا، اپنی پیٹھ پر مشک لاد کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق کا سب سے ممتاز جوہر ان کی طبعی فیاضی اور کشادہ دستی تھی، دونوں بہنیں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء نہایت کریم النفس اور فیاض تھیں، خیرات میں تھوڑے بہت کا لحاظ نہ کرتیں، جو موجود ہوتا سائل کی نذر کر دیتیں۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے پوری ستر ہزار کی رقم خدا کی راہ میں دے دی اور دوپٹہ کا گوشہ جھاڑ دیا۔

عبادت میں خشیت الٰہی اور غلاموں پر شفقت اور اعانت

عبادت الٰہی میں اکثر مصروف رہتیں، چاشت کی نماز پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر میرے ماں باپ بھی قبر سے اٹھ کر آئیں اور مجھ کو منع کریں تو میں باز نہ آؤں، آنحضرت ﷺ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد ادا کرتی تھیں، اکثر روزے رکھا کرتی تھیں اور بعض روایتوں میں ہے کہ ہمیشہ روزے سے رہتی تھیں، حج کی شدت سے پابند تھیں کوئی سال ایسا بہت کم گذرتا تھا جس میں وہ حج نہ کرتی ہوں۔

منہیات کی چھوٹی چھوٹی باتوں تک سے بھی پرہیز کرتی تھیں، راستہ میں اگر کبھی ہوتیں اور گھنٹے کی آواز آتی تو ٹھہر جاتیں کہ کان میں اس کی آواز نہ آئے ان کے ایک گھر میں کچھ کرایہ دار تھے، یہ شطرنج کھیلا کرتے تھے ان کو کہلا بھیجا کہ اگر اس حرکت سے باز نہ آؤ گے تو گھر سے نکلوا دوں گی۔

صرف ایک قسم کے کفارہ میں ایک دفعہ انہوں نے چالیس غلام آزاد کئے آپ کے کل آزاد کئے ہوئے غلاموں کی تعداد ۶۷ تھی۔

فقراء اور اہل حاجت کی اعانت ان کے حسب حیثیت کرنا چاہیے اگر کسی نیچے طبقہ کا آدمی تمہارے پاس آتا ہے تو صرف اس کی حاجت براری ہی اس کے درد کی دوا ہے، لیکن اگر اس سے بلند درجہ کا آدمی ہے تو وہ کسی قدر عزت وتعظیم کا بھی مستحق ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس نکتہ کو ہمیشہ مدنظر رکھتی تھیں۔

پردہ اور سوکنوں کے ساتھ حسنِ سلوک

پردہ کا بہت خیال رکھتی تھیں، آیت حجاب کے بعد تو یہ تاکید فرض ہوگیا تھا۔ عورت کے لئے دنیا کی سب سے تلخ چیز ایک سوکن کا وجود ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی

ایک سے لے کر آٹھ آٹھ سوکنوں تک ایک ساتھ رہی ہیں، تاہم شرف صحبت کے پرتو سے یہ آئینے ہر قسم کے رنگ وغبار سے پاک تھے۔

روایت حدیث میں ان کا درجہ

کثرت روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا چوتھا نمبر ہے، لیکن محض روایت کی کثرت ان کی فضیلت کا باعث نہیں ہے، اصل چیز نکتہ فہمی ہے، قلیل الروایت بزرگوں میں بڑے بڑے فقہائے صحابہ داخل ہیں، لیکن عموماً وہ اشخاص جو ہر شخص سے ہر قسم کی باتیں روایت کر دیا کرتے ہیں، فہم روایت سے عاری ہوتے ہیں، روایت کی کثرت کے ساتھ تفقہ اور قوت استنباط کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایتوں کی ایک خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ جن احکام اور واقعات کو نقل کرتی ہیں اکثر ان کے علل واسباب بھی بیان کرتی ہیں وہ خاص حکم جن مصلحتوں پر مبنی ہوتا ہے ان کی تشریح کرتی ہیں۔

افتاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ہی اپنے پدر بزرگوار کی زندگی ہی میں مرجعیت عام اور منصب افتاء حاصل کر لیا تھا ان کے فتاوے اس کثرت سے احادیث میں مذکور ہیں کہ اگر ایک جگہ جمع کئے جائیں تو ایک مستقل دفتر تیار ہو جائے۔

آج کل ہماری ماؤں اور بہنوں کو ہر کام کیلئے فرصت ہے مگر پڑھنے لکھنے اور دینی کتابوں کا مطالعہ کرنے کیلئے ذرا بھی فرصت اور وقت نہیں ہے فضولیات اور بکواس میں گھنٹوں گذار سکتی ہیں ٹی وی دیکھنے اور دوسروں کی غیبت اور چغلی کرنے

میں اپنے اوقات ضائع کر دیتی ہیں نبی کریم ﷺ کا مبارک ارشاد تھا بَلِّغُوْ عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً میری طرف سے اگر کسی کو ایک آیت بھی پہونچی تو دوسروں تک وہ پہونچا دے جس طرح مردوں کو یہ فکر ہوتی تھی کہ آپ ﷺ کی یہ حدیث ہم دوسروں تک پہونچاویں اسی طرح عورتیں بھی اس معاملہ میں پیش پیش رہا کرتی تھیں اور ہر صحابی کا گھر گویا ایک مدرسہ تھا جہاں جا کر لوگ علم کی پیاس بجھایا کرتے تھے اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مکان بھی ایک دارالعلوم تھا جہاں بہت سے علوم نبوت کے تشنگان اپنی علمی پیاس بجھا کر سیراب ہوا کرتے تھے عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا احسان بہت زیادہ ہے اس دور میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تقلید وپیروی انتہائی اشد اور ضروری ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تقلید وپیروی کرنے اور ان کی سیرت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

پردے کی مخالفت کا پہلا واقعہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِہِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْہَا اِلَّا قَلِیْلاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترم خواتین اسلام میں نے قرآن کریم کی جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے اس میں ان منافقین کا ذکر کیا گیا ہے جن کے دلوں میں شہوت پرستی کا مرض تھا جس کی وجہ سے عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا کہ اگر ایسی حرکتوں سے وہ باز نہ آئیں گے تو اے نبی ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے اور پھر

مدینہ میں رہنے نہ پائیں درحقیقت پردے کی مخالفت ایسے ہی لوگ کرتے ہیں جن کی فطرت میں کجی ہے اور شہوت پرستی کی گندی صفت انکا شیوہ ہے۔

پردے کی مخالفت شیطانی مزاج ہے

پردہ سے چڑنا، اس کے نام سے نفرت کرنا، اس کو عورت کے لئے غلامی کی زنجیر قرار دینا؛ یہ اس بیمار ذہنیت، عیاش طبیعت، اور شیطانی مزاجی کی علامت ہے جو مغربی دنیا کے حکمراں طبقہ میں عام ہے۔

عورت کو رسوا کرنے والے عناصر ہر دور میں رہے ہیں؛ آج سے چودہ سو سال پہلے جب نہ تو تعلیم کا رواج تھا، نہ ملازمتوں کا چلن تھا، نہ شیشہ کی دیواروں سے بنے اور مخملی پردوں سے آراستہ آفس تھے کہ ان کے شایان شان کسی خاتون سکریٹری کی ضرورت پڑے، نہ بلند و بالا ٹاوروں میں ایسے شاپنگ سینٹرز تھے کہ ان کی رونق بڑھانے کے لئے سیلز گرل کی خدمات حاصل کرنے پر مجبور ہونا پڑے، نہ ایسی ملٹی نیشنل کمپنیاں تھیں کہ ان کو اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لئے کسی نسوانی چہرہ کا سہارا لینا پڑے، لیکن پردہ کی مخالفت اس وقت بھی ہوئی اور شاید آج سے زیادہ شدت کے ساتھ ہوئی، کیوں کہ پردہ کی مخالفت کے اسباب کچھ اور ہی تھے؛ وہ دل کا ایک روگ تھا اور آنکھوں کی ایک ہوس تھی جو عورت کے چہرہ پر نقاب دیکھنے کی روادار نہ تھی۔

آج سے چودہ سو سال پہلے مدینہ منورہ میں جہاں مسلمانوں اور یہودیوں کی مشترک آبادی تھی، قریب قریب مکانات تھے، ایک دوسرے سے معاملات پڑتے تھے، خرید و فروخت کے مواقع پر آمنا سامنا ہوتا تھا، جب پردہ کا حکم نازل ہوا تو

یہودیوں کے ناپاک خیالات پر ایک کاری ضرب لگی، تفریح اور لطف اندوزی کے مواقع ان کو ہاتھ سے نکلتے محسوس ہوئے، کل تک پاکباز وعفت مآب خواتین کے چہروں پر ناپاک نگاہ ڈال کر ان کے دل میں چھپے جس شیطان کی باچھیں کھل جایا کرتی تھیں، آج اس شیطان کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا، لیکن شیطان شیطان ہے، کیسے مر سکتا تھا! اور کیسے اپنی حرکت سے باز آسکتا تھا؟

بنوقینقاع کے یہودیوں کے بازار میں ایک پردہ نشین مسلم خاتون کا ایک یہودی سنار کی دکان پر آنا ہوا، خاتون کے چہرہ پر پڑی نقاب کو دیکھ کر بازار میں موجود یہودیوں کو سخت ناگواری ہوئی، اسلام کی آمد سے پہلے اس معاشرہ میں یہودیوں کو پوری آزادی حاصل تھی، کوئی پردہ نہیں، کوئی رکاوٹ نہیں، اوران کے ناپاک عزائم کی تکمیل کی راہ میں کوئی چیز حائل نہیں چنانچہ عادت کے مطابق انہوں نے ان باعزت پردہ نشین خاتون سے چہرہ کھولنے کی فرمائش ظاہر کی، ان کا یہ مطالبہ جب پورا نہ ہوا تو ان کا خون کھول گیا، آخر کار انہوں نے حرکت یہ کی کہ ان خاتون کو غافل پاکر ان کے دوپٹہ کا وہ سرا جوان کی کمر پر سے لٹک رہا تھا، ان کے پچھلے دامن میں باندھ دیا، سامان خرید کر تیزی کے ساتھ وہ خاتون جب اٹھیں تو دوپٹہ کے کھنچاؤ سے ان کا دامن بھی اٹھ گیا، جسم کا کھلنا تھا کہ یہودی شیطانوں نے ایک قہقہہ لگایا اور شرم وحیا کی اس مورت کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکلی، قریب ہی ایک دکان میں ایک غیرت مند مسلم نوجوان کھڑا تھا، لمحہ بھی نہیں گزرا کہ اسکے نیام سے تلوار باہر آئی، لہرائی، چمکی، اوراس یہودی سنار کے سر کو تن سے جدا کر گئی، بازار میں موجود تمام یہودی اس نوجوان پر ٹوٹ پڑے، لڑتے لڑتے آخر کار وہ نوجوان شہید ہو گیا، حضور ﷺ کو جب یہودیوں کے ہاتھوں ایک مسلم خاتون کی اہانت کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا، یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کے آگے اپنا سر جھکا دیا۔

فرانس میں اسلام قبول کرنے والے

یہ تھا پہلا واقعہ پردہ کی مخالفت کا، اور یہ تھی وہ حقیقت جو پردہ کی مخالفت کے پیچھے کارفرما تھی، اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے، شکلیں بدل گئیں، انداز بدل گیا، عناوین بدل گئے، لیکن سبب وہی ہے اور مقصد بھی وہی، لیکن کیا عورتوں پر اس پروپیگنڈہ کا اثر پڑ رہا ہے؟ کیا خواتین اس فریب کا شکار ہو رہی ہیں، اور آزادی کے نام پر مردوں کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال رہی ہیں؟ اس کا جواب سرکوزی کے بیان کے نیچے چھپی خبر سے ہمیں مل جاتا ہے، خبر کی سرخی کہتی ہے: ''فرانس میں سالانہ اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد دس ہزار پہنچ چکی ہے'' خبر کے نیچے تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں، خبر کی سرخی ہی کافی ہے لیکن یہاں اتنا بتانا ضروری ہے کہ خبر کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں خواتین کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے؛ وجہ اس کی یہ ہے کہ مغربی ممالک میں تعلیم یافتہ خواتین ان نعروں کی حقیقت سے آگاہ ہو چکی ہیں، آزادی، عریانیت اور فحاشی کے بھیانک نتائج دیکھ کر وہ اسلام کی چہار دیواری میں آکر زندگی اور اپنا مستقبل محفوظ رکھنا چاہتی ہیں، تبھی تو مغربی خواتین اسلام قبول کرنے کے واقعات اتنی تیزی سے سامنے آرہے ہیں اور سرکوزی اور سرکوزی جیسے دوسرے افراد کے منہ پر ایک طمانچہ ثابت ہو رہے ہیں۔

مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جارہا ہے

مسلمانوں کے خلاف عالمی سطح پر لمبے عرصے سے بہت ساری سازشیں رچی جاتی رہی ہیں، مختلف عنوانات سے ان کو مشق ستم بنانے کی سعی نامسعود کرنا کوئی نئی بات نہیں، چنانچہ کبھی تعلیم یافتہ مسلم نوجوانوں کو دہشت گردی کے الزام میں پھنسا کر

ان کا جینا دوبھر کردیا جاتا ہے، کبھی رسول اللہ ﷺ کا توہین آمیز کارٹون شائع کر کے مسلمانوں کے جذبات کوٹھیس پہنچایا جاتا ہے، تو کبھی تباہ کن ہتھیار کے بہانے عراق اور افغانستان جیسے ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاتی ہے تو کبھی ایران جیسے غیور ملک کے ایٹمی پروگرام کو امن عالم کے لئے خطرہ باور کرا کر اقوام متحدہ میں قرارداد منظر کر کے اس پر پابندیاں عائد کردی جاتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ کفر ایک ہی مذہب ہے خواہ نصرانی ہو یا یہودی مجوسی ہو یا ہندو ہو یہ سب اسلام کے خلاف متحد ہو سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں ایک اور موقع پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دوسری قومیں مسلمانوں کو ہلاک کرنے کیلئے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے کھانے والا لوگوں کو اپنے پیالے پر بلاتا ہے صحابۂ کرام نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم (مسلمان) اس دن قلیل تعداد میں ہونگے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اس دن آج کے مقابلے میں کہیں زیادہ تعداد میں ہوں گے مگر اس دن تمہاری حقیقت سمندروں کے جھاگ کے مانند ہوگی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسکی کیا وجہ ہوگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وھن صحابہ کرام نے پھر عرض کیا کہ وھن کیا چیز ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا۔

آج جہاں عالمی سطح پر مسلمانوں کو مختلف سازشوں کے ذریعہ کمزور کرنیکی کوشش کی جارہی ہے وہیں ہماری بھی کچھ کمزوریاں ہیں اسی بنیاد پر ہم مختلف سازشوں کا شکار ہورہے ہیں اور طرح طرح کے بیجا الزامات میں ہم کو پھانسا جارہا ہے اور اسلامی احکامات پر غلط اعتراضات کر کے اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت فراہم کررہے ہیں۔

برقع پہننے کی صورت میں جرمانہ

فرانس میں مسلم خواتین کے برقعہ پہننے پر پابندی اسی سلسلے کی ایک روح فرسا کڑی ہے۔اسی پر بس نہیں بلکہ برقعہ پہننے کی صورت میں جرمانہ بھی ادا کرنا پڑے گا، اگر وہ بار، بار یہی جرم کرتی رہیں تو ان کو ایسے مراکز میں بھیجا جائے گا جہاں فرانس کی شہریت حاصل کرنے کے متمنی تارکین وطن کو فرانس کے شہری قوانین کے بارے میں تفصیلات فراہم کی جاتی ہیں، ان مراکز کی رپورٹ پر مختلف ممالک سے آنے والے تارکین وطن کو فرانس کی شہریت دیئے جانے یا نہ دینے کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بار بار برقعہ پہننے کا جرم کرنے والی مسلم خواتین کو فرانس کی شہریت سے بھی دستبردار ہونا پڑیگا، فرانس جیسے ترقی یافتہ ممالک کی بات تو دور خود وطن عزیز ہندوستان کے مختلف ریاستوں میں حالیہ چند سالوں کے دوران نقاب پہن کر اسکول جانے والی طالبات کو اسکول سے نکالے جانے کے واقعات رونما ہوئے ہیں، اصل میں فرانس کا برقعہ مخالف قانون نہ صرف مسلمانوں کے بلکہ قوم نسواں کے خلاف چل رہی ایک گہری سازش کا حصہ ہے، غور طلب ہے کہ جہاں بلجیم اور فرانس جیسے ممالک کی حکومتیں مسلم خواتین کا تشخص مٹانے کی کوشش میں لگی رہیں اور برقعہ پر پابندی عائد کر کے خوش ہیں، وہیں ان دنوں برطانیہ اور دوسرے مغربی ممالک کی خواتین میں اسلام قبول کرنے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے، اس تبدیلیٔ مذہب کی خاص وجہ مغربی معاشرے میں خواتین کی روز بروز بڑھتی ناقدری اور اس کو متاعِ کوچہ و بازار سمجھنے کی ذہنیت ہے۔

یورپ کی بوکھلاہٹ اسلام کی مقبولیت

برطانیہ میں اس رجحان میں کافی تیزی آئی ہے اور ۲۰۰۱ میں جو مردم شماری ہوئی تھی اس کے مطابق اسلام قبول کرنے والی برطانوی خواتین کی تعداد ۳۰ ہزار سے

تجاوز کر چکی تھی اور اب یہ تعداد ۵۰ ہزار سے بھی زیادہ آگے نکل گئی ہے، برطانیہ کی خواتین بے حیائی کی زندگی پر باحجاب زندگی کو ترجیح دے رہی ہیں۔ دراصل فرانس اور بلجیم جیسے ممالک کی بوکھلاہٹ کا بنیادی سبب پوری دنیا خصوصاً یورپ میں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت ہی ہے۔ ۲۰۰۶ میں ڈنمارک کے ایک اخبار میں اللہ کے رسول اللہ ﷺ کا توہین آمیز کارٹون شائع ہونے کے بعد یورپ خصوصاً فرانس میں لوگوں نے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ شروع کردیا۔ نتیجتاً آئے دن لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ ابھی تازہ خبر کے مطابق امریکہ میں صرف دس سال کے قلیل عرصہ میں 25 لاکھ مردوں اور عورتوں نے سلام قبول کیا ہے۔ (سبحان اللہ)

آزادی کے نام پر عورتوں کا استحصال

یہ نہایت ہی مضحکہ خیز امر ہے کہ آزادئ نسواں کے نام نہاد علمبردار عورتوں کو متاع کوچہ و بازار سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے اور اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ملازمت پیشہ اور بے پردہ خواتین کے ساتھ نازیبا سلوک کی خبریں میڈیا میں آئے دن آتی رہتی ہیں۔ حال ہی میں احمد آباد یونیورسٹی کے ایک ڈپارٹمنٹ کے ذریعے کئے گئے ایک سروے میں پایا گیا ہے کہ زیادہ تر برسر ملازمت خواتین کو ان کے باس (Boss) کے ہاتھوں جنسی استحصال کا شکار ہونا پڑتا ہے اور عصمت دری کی شرح میں آئے دن اضافہ ہورہا ہے۔

جہاں تک عالمی پیمانے پر حجاب پر پابندی کے رجحان میں اضافہ کا تعلق ہے تو اس کے بہت حد تک ذمہ دار ہم خود بھی ہیں۔ کیوں کہ مسلم خواتین آج مغربی تہذیب کو آنکھ بند کرکے خوش آمدید کہہ رہی ہیں، میڈیا اور نام نہاد روشن خیال طبقے کی جانب سے انہیں یہ باور کرانے کی مسلسل کوشش کی جاتی رہی ہے کہ پردہ نہ صرف

عورت کی ترقی بلکہ ملک کی ترقی میں بھی رکاوٹ ہے، یہی وجہ ہے کہ کل تک ہمارا مسلم معاشرہ جو چادر شرم وحیا اوڑھے ہوئے تھا آج بے لباسی اور عریانیت کی آماجگاہ بنا ہوا ہے، مسلم لڑکیاں جنس اور اسکرٹ پہن کر بازاروں میں دعوت نظارہ دیتی ہوئی نظر آرہی ہیں جبکہ اصول یہ ہے کہ عورت اپنے مقام زینت کو ظاہر نہ کرے اور اپنی نگاہوں کو نیچی کرکے چلے وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ "اور مومن عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے مقام زینت کو ظاہر نہ کریں مگر ان میں سے جو کھلا ہی رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈال لیں، غور کرنیکی بات ہے کیا آج مسلم خواتین اس آیت کے کسی ٹکڑے پر عمل کرتی ہیں؟ جب ہم نے اسلام کے ان عمدہ احکام کو نظر انداز کردیا تو غیروں نے گویا موقع پاکر ان احکام پر پابندی لگانے کی کوشش کی اگر ہم مسلم خواتین ہر جگہ پردے کی پابندی کرنے لگیں تو یہ ممکن ہی نہیں ہیکہ اسکی مخالفت کی جاسکے۔"

مغرب اخلاقی جذام میں مبتلا ہے

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مسلم ممالک میں اسلام اور مغرب کی کشمکش کے صفحہ ۲۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "اجتماعی ومعاشرت اور سوشل زندگی میں مغربی طریقوں کی پیروی اور ان کے اصول زندگی اور طرز معاشرت کو قبول کرلینا اسلامی معاشرہ میں بڑے دوررس نتائج رکھتا ہے، اس وقت مغرب ایک اخلاقی جذام میں مبتلا ہے جس سے اس کا جسم برابر کٹتا اور گلتا جارہا ہے اور اب اس کی عفونت پورے ماحول میں پھیلی ہوئی ہے، اس مرض جذام کا سبب (جو

تقریباً لاعلاج ہے) اس کی جنسی بے راہ روی اور اخلاقی انارکی ہے جو بہیمیت اور حیوانیت کے حدود تک پہنچ گئی ہے، لیکن اس کیفیت کا بھی حقیقی واولین سبب عورتوں کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی، مکمل بے پردگی، مردوزن کا غیر محدود اختلاط اور شراب نوشی تھی، کسی اسلامی ملک میں اگر عورتوں کو ایسی ہی آزادی دی گئی، پردہ یکسر اٹھا دیا گیا، دونوں صنفوں کے اختلاط کے آزادانہ مواقع فراہم کیے گئے، مخلوط تعلیم جاری کی گئی تو اس کا نتیجہ اخلاقی انتشار اور جنسی انارکی، سول میرج تمام اخلاقی ودینی حدود و اصول سے بغاوت، اور بالاختصار اس اخلاقی جذام کے سوا کچھ نہیں جو مغرب کو ٹھیک انہیں اسباب کی بنا پر لاحق ہو چکا ہے، ان اسلامی ملکوں میں جہاں مغربی تہذیب کی پرجوش نقل کی جارہی ہے، اور جہاں پردہ بالکل اٹھ گیا ہے اور مردوزن کو اختلاط کے آزادانہ مواقع حاصل ہیں، پھر صحافت، سینما، ٹیلی ویژن، لٹریچر اور حکمراں طبقہ کی زندگی اس کی ہمت افزائی بلکہ رہنمائی کررہی ہے، وہاں اس جذام کے آثار وعلامات پوری طرح ظاہر ہونے لگے ہیں، اور یہ قانون قدرت ہے جس سے کہیں مفر نہیں۔

بس اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلامی اصول واحکام کو لازم پکڑیں اور رسول اکرم ﷺ کی سنت کو اپنی زندگیوں میں لائیں ورنہ جس طرح اہل مغرب اخلاقی جذام میں مبتلا ہیں ہمارے اندر بھی ویسے اخلاق نہ پیدا ہو جائیں، عریانیت و فحاشیت اور گندے لٹریچر کی وجہ سے اخلاقی گراوٹ میں مبتلا ہو جائیں اللہ تعالیٰ مغربی طور وطریق سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، اور مسلم خواتین خصوصاً دوشیزاؤں کو پردے کا اہتمام کرنیکی توفیق عطا فرمائیں آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

ایک حق گو اور مجاہدہ خاتون

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ.
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس شخص کا جہاد سب سے بہتر ہے جو ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے حق بات کہدے۔ تاریخ میں بہت سی حق گو خواتین گذاری ہیں جنہوں نے بادشاہ وقت کو للکارا ہے اور آخرت کا خوف دلا کر ان کو راہِ راست پر لانے کی سعی کی ہے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایسوں ہی کے بارے میں کہا ہے:

آئین جوانمردی حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بہت سی ایسی خواتین ہیں جو مردوں پر سبقت لے گئیں اور ایسے ایسے مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے جو شیر دل بہادروں سے بھی نہ ہو سکے اور گویا اپنے ان عظیم الشان کارناموں کیوجہ سے یہ ثابت کر دیا کہ عورت اپاہج اور لولی لنگڑی نہیں ہے اور خالق کائنات نے اس کو بھی بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے ایک عورت یا خواتین شریعت کے دائرے میں رہ کر اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کر کے اپنا لوہا منوا سکتی ہیں عورت کا مقام ومرتبہ شریعت نے بہت بلند رکھا ہے مردوں کے حقوق کے ساتھ عورتوں کے حقوق بھی مقرر کر دیئے ہیں وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْنَ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر اسی طرح ہیں جیسے کہ مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں البتہ مرد کی بہت ساری ذمہ داریوں اور وہبی وکسبی خصوصیات کی وجہ سے اس کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کسی قدر بلند رکھا ہے لیکن عورت کو اسلام نے مایوس نہیں کیا ہے بلکہ مختلف روپ میں اسکی اہمیت اور قدر و قیمت کو اجاگر کیا ہے ماں کی اہمیت اور اسکی عزت وخدمت کی طرف ذہن کو مبذول کراتے ہوئے نبی اکرم ﷺ ارشاد فرمایا اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے یعنی ماں کی عزت و خدمت کر نیکی وجہ سے انسان دخول جنت کا مستحق ہوگا اب اس سے بڑا اعزاز و اکرام ایک عورت کیلئے اور کیا ہوسکتا ہے تاریخ میں ایک عورت کی حق گوئی ذکر کیا گیا ہے۔

حسین بن موسیٰ کی بیوی کی حق گوئی

دوسری صدی ہجری اپنے سالوں کے آخری سانس گن رہی تھی اور نئی صدی کی آمد کی خوشی لوگوں کے دلوں میں چٹکیاں لے رہی تھی اوران کے چہروں سے عیاں

تھی، تخت خلافت پر مامون رشید رونق افروز تھا، درحقیقت یہ خلیفہ کے نام پر شاہی حکمرانوں کا دور تھا جن کے ظلم کے قصے لرزہ خیز اور عیش پرستی کے واقعات حیران کن ہیں، یہی وجہ ہے کہ قصر خلافت کی منڈیروں پر حق گو علماء کے سروں کے چراغ جلتے رہے ہیں، جنہوں نے حق گوئی کی بے مثال تاریخ لکھی ہے، اسلامی تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ ان ادوار کی مسلم خواتین بھی حق گوئی کے اظہار میں کسی سے پیچھے نہیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیمات کی وجہ سے علماء حق کے علاوہ عام مسلمانوں کی زبان بھی تلوار سے تیز چلتی تھی گویا حق گوئی کی تلوار پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دھار رکھی گئی تھی لیکن مامون رشید کا دور خلافت اس کے عدل وانصاف، علم وفضل کی قدردانی، رحم دلی، رعایا پروری اور عفو ودرگزر کے لیے تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے، یہی خلیفہ مامون رشید اپنے عالیشان دربار میں تخت شاہی پر رونق افروز ہے، اس کا بیٹا عباس ولی عہدِ سلطنت برابر میں بیٹھا ہے اور درباری اپنے مراتب کے لحاظ سے اپنی نشستوں پر براجمان، اچانک ایک نسوانی پیکر جس کے رخساروں کے گلاب مرجھا گئے ہیں، الفاظ کے انگارے برساتی، جملوں کے سنسناتے تیر پھینکتی دربار میں داخل ہوئی، یہ خاتون خلیفہ سے مخاطب تھی۔

حق کی آواز کو مت روکو

اے مامون رشید! ایک بیوہ کا مکان جو اس کی عصمت کا محافظ تھا تجھے مبارک ہو، مامون چونک پڑا، خاتون پھر مخاطب ہوئی، لیکن یاد رکھ ایک دن تجھے بادشاہوں کے بادشاہ کائنات کے خالق کے دربار میں حاضر ہونا ہے انصاف کر میں ایک ظالم کی شکایت لے کر آئی ہوں، خاتون کے الفاظ مامون کے دل پر گرے اور اس کے جذبات میں ایک طوفانی ہلچل مچادی، اس نے خاتون سے کہا: اس ظالم کا نام بتا''

خاتون نے شہزادہ عباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، وہ مغرور ظالم اور جذباتی شہزادہ عباس ہے جو تیرے برابر میں بیٹھا ہے'' الفاظ کا یہ تیر شہزادہ عباس کے کلیجے میں پیوست ہوگیا اس کا چہرہ فق اور زبان گنگ ہوگئی، یہ بات اس کے دائرۂ خیال سے باہر تھی کہ ایک کمزور عورت بھرے دربار میں حکومت کی شان وشوکت کو کنارے کر کے خلیفہ وقت سے اس کے بیٹے کی شکایت اس جرأت و بے باکی سے کرسکتی ہے، مامون کی پیشانی پر بل پڑ گئے، چہرہ غصہ سے تمتمانے لگا۔ اس کے احساس کے شعلے سے جملے کی چنگاری نکلی اس نے چوبدار کو حکم دیا کہ عباس کو اس عورت کے برابر کھڑا کردے تا کہ مدعا اور مدعی علیہ برابر ہوجائیں، عورت کا چہرہ جذبات کی بھٹی کا شعلہ بنا ہوا تھا، زبان الفاظ کے انگارے برساتی رہی، وزرائے سلطنت نے اس کو آداب شاہی کے لئے کہا لیکن مظلومہ جرأت وحق گوئی کی تلوار کی نوک سے ملبوسن آداب شاہی کی دھجیاں اڑاتی رہی خلیفہ نے درباریوں کو خاتون کو روکنے سے منع کرتے ہوئے کہا کہ یہ حق کی آواز ہے اسے مت روکو، شہزادہ قصوروار ہے اس لئے خاموش ہے اس نے خاتون سے کہا کہ تمہارے ساتھ انصاف ہوگا اپنی بات پوری کرو۔

خلیفہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے

خاتون گویا ہوئی: ''امیر المومنین میرا نام مغیرہ بنت ازوار ہے، میں برامکہ خاندان کی بیٹی اور حسین بن موسی کی بیوہ اور اس کے دو بچوں کی ماں ہوں، آپ کا بیٹا عباس کچھ سالوں پہلے ہمارے علاقہ میں اپنے ساتھیوں اور سپاہیوں کے ساتھ شکار کھیلنے کی غرض سے ڈیرہ ڈالے پڑا تھا میں اپنی گھریلو ضرورت کے لئے پانی کا گھڑا لئے اس کے نزدیک سے گزری اس نے للچائی ہوئی نظر سے مجھے دیکھا میرا حسب ونسب پوچھنا چاہا غصہ تو بہت آیا مگر میں نے کوئی جواب نہ دیا۔

اس نے کچھ سپاہیوں کو میرے پیچھے لگادیا اور مجھے شادی کرنے پر مجبور کیا انکار کی صورت میں میری بربادی کی دھمکی دی۔

آپ کا بیٹا میری عزت کا دشمن بن بیٹھا تھا، میں نے قطعی طور پر انکار کردیا تو شہزادے نے میرا گھر چھین کر مجھے دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کردیا جب سے میں اپنی عزت بچائے بچوں کی پرورش کررہی ہوں، بچے بڑے ہوتے جارہے ہیں اور میری محنت ومشقت کرنے کی طاقت جواب دیتی جارہی ہے لہٰذا مجبور ہوکر آپ کے در پر دستک دی ہے، عذاب خداوندی سے ڈر۔ وہ دن جلد آنے والا ہے جب دوزخ دہکائی جائے گی اور تو اور تیرا بیٹا دوزخ کا نوالہ بنیں گے، ایک بیوہ کے ساتھ انصاف کر، خلیفہ کے تمام جسم میں سنسنی دوڑ گئی اس کا جسم کانپنے لگا آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اپنے آنسو دامن ندامت سے پونچھتے ہوئے اس نے اشرفیوں کی پانچ تھیلیاں اپنے ہاتھ سے مغیرہ کے قدموں میں ڈال دیں اور شہزادہ عباس کا محل قصر عباس اس کو دے کر درخواست کی کہ شہزادے کا قصور معاف کردے۔

آج وقت کی آنکھیں ایسے مناظر کو، کان حق کے اظہار کے ایسے بول سننے کو ترستے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اپنے آپ کو اس طرح حالات کے تابع کردیا ہے کہ ہم حق بات کو نہ کہنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی اپنی عفت وعصمت اور دینی حمیت کے پیش نظر اپنی بات حکمرانوں تک پہونچا سکتے ہیں آج ہمارے اردگرد کے ماحول اتنے خراب اور ناگفتہ بہ ہوگئے ہیں کہ دینی حمیت وغیرت مٹ چکی ہے ہماری خواتین میں اور بھی حد سے زیادہ بے دینی پیدا ہوتی جارہی ہے بازاروں اور پارکوں میں بلا پردے کے پھرنا ہوٹلوں میں جا کر کھانا کھانا اور نامحرموں سے بات چیت کرنا یہ سب معمولی چیز بن گئی ہیں آزادئ نسواں کے پرفریب مناظر نے آج عورت کو بکاؤ مال بنا دیا ہے آج ہماری خواتین کیلئے وہ بیوہ عورت مثال اور نمونہ ہے جس نے اپنے بچوں کی

پرورش کی خاطر دوسری شادی نہیں کی اور اپنی عفت وعصمت کی مکمل حفاظت کی لیکن اسی کے ساتھ مامون الرشید کے تحمل وبردباری کی داد بھی دینی چاہیے کہ اس نے ایک کمزور اور بیوہ عورت کی کڑوی کسیلی بھرے دربار میں سنی اور چہرے پر اس عورت کی طرف سے کوئی بل نہیں پڑا اور فوراً اسکی دادرسی فرمائی آج کے اس دور میں نہ ایسے حاکموں کا تصور کیا جاسکتا ہے اور نہ ایسی عورتوں کی حق گوئی و بے باکی کے واقعات کان سن سکتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو حق بات کہنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

مسلمانوں کی پستی کا بڑا سبب عورتوں کی جہالت بھی ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ ۔ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ. عَلَّمَهُ الْبَيَانَ.

معزز خواتین اسلام! اگر تاریخ کے اوراق کو کھنگالیں تو معلوم ہوگا کہ علم ایسی چیز ہے جس کی اہمیت اور قدر و قیمت ہر دور میں اور مذہب وملت میں مسلم رہی ہے اسی ملک اور اسی قوم نے ترقی کی ہے جو خود زیور علم سے آراستہ و پیراستہ رہی ہو اسی

ملک کے نونہال ترقی کے بام عروج پر پہونچتے ہیں جنہوں نے علم کی قدر کی ہو اس میں نہ کسی ملک کی تخصیص نہ کسی فرقے کی تخصیص نہ کسی قوم ومذہب کی کوئی خصوصیت کیونکہ علم کسی کی میراث اور جاگیر نہیں رہی ہے علم جس نے بھی حاصل کیا اسکو عزت و سر بلندی نصیب ہوئی خواہ وہ کسی معمولی ذات کا ہی فرد کیوں نہ ہو لیکن جب علم ودانش کی بیش بہا دولت اس نے سمیٹ لی تو بڑے سے بڑا آدمی بھی اسکے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے علم کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ اپنے رب کے نام سے پڑھئے یہ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت ہے جو نبی آخر الزماں ﷺ پر نازل ہوئی اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ علم کی اہمیت ہر چیز سے بڑھی ہوئی ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ امت مسلمہ جس کو سب سے عظیم الشان رسول اور سب سے افضل وبابرکت کتاب ملی اور جس کو خیر امت کا لقب ملا اور جسکو ابتدا ہی میں تعلیم کی رغبت دلائی گئی اس قوم کے افراد آج جہالت کے غار پر جا گرے اور ذلت ورسوائی اس کا مقدر بن چکی ہے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس قوم کے مرد افراد تو الگ رہے بلکہ اس قوم کی عورتیں بھی علمی میدان میں عظیم الشان خدمات انجام دیتیں اور اپنے بچوں کو بھی علمی میدان میں اتارتیں عورت کے علم ودانش سے مسلمانوں کو سر بلندی نصیب ہوتی ہے اور عورت کی جہالت کیوجہ سے مسلمان پستی کی طرف جاتا ہے۔

علوم وفنون عورتوں کیلئے بھی

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مردوں کو جو احکام دیئے ہیں عورتیں بھی اسکی مکلّف ومامور ہیں سوائے چند مسائل کے جو عورتوں کے ساتھ خاص ہوتے ہیں

اسی طرح علوم وفنون میں بھی جس طرح مرد مکلّف ہیں عورتیں بھی امکانی حد تک اس کو عملی جامہ پہنائیں کیونکہ مرد وعورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں آج عورتوں کو بہت سی جگہوں پر تعلیم سے دور رکھا جا رہا ہے یعنی اسکی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے جبکہ عورت کی تعلیم کا مسئلہ کسی قدر مرد کی تعلیم سے کم سے نہیں ہے کیونکہ عورت کی تعلیم سے پورا معاشرہ اور خاندان تہذیب یافتہ وشائستہ اور دین دار وباشرع ہوتا ہے اور اسکی جہالت سے پورا خاندان ومعاشرہ غیر تہذیب بلکہ دین سے دور ہوتا ہے اسلئے تعلیم نسواں کی طرف توجہ دینے کی خاص ضرورت ہے۔

محترم خواتین

جنس لطیف کے متعلق جو مباحث در پیش ہیں، ان میں سب سے زیادہ اہم اور مشکل مسئلہ تعلیم نسواں کا ہے، جدید اور قدیم گروہ کے مابین جو دیوار قائم ہے، اس کے اسباب وعلل میں اس مسئلہ کو بھی کافی دخل ہے، بہت سے بزرگوں نے اس پر مذہبی رنگ بھی چڑھایا ہے اور زیادہ سے زیادہ اس قدر اجازت دی ہے کہ عورتوں کو معمولی تعلیم دی جائے، لیکن افسوس بزرگوں نے اسلام کی ہدایات پر گہری نظر ڈالی اور نہ حضرت محمد ﷺ کے طرز عمل پر غور کیا، اور نہ صحابہ وتابعین کے خیالات کو نظر امعان سے دیکھا کہ ان کو نظر آتا کہ قرون اولیٰ میں عورتوں کی تعلیم کا کیا زور وشور تھا، ازواج مطہرات اور صحابیات نے کیا کیا کمالات پیدا کئے تھے، علوم وفنون میں ان کا کیا مقام تھا، اسلام کا خوانِ کرم صرف مردوں ہی کے لئے نہیں اترا، جنس لطیف بھی اس میں برابر کی حصہ دار ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم وفضل سے کون انکار کرسکتا ہے، اجلہ صحابہ وتابعین ان سے مسائل میں استفادہ کرتے تھے، احادیث میں مختلف مسائل کے ذیل میں حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے بلند پایہ صحابی کے متعلق ان کے صحیح اور دلچسپ واقعات منقول ہیں، جن سے ان کے علم و دانش کا پتہ چلتا ہے، ان کا شمار مجتہدین صحابہ میں ہوتا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ ازواج مطہرات بھی علوم قرآن اور سنن نبوی ﷺ واقف کامل اور ماہر تھیں، پس حقیقت میں جنس لطیف کی تعلیم سنت ہے جس کے ادا نہ کرنے کے ہم اس وقت ملزم ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق منقول ہے کہ ایک بار حضور نے فرمایا کہ جو لوگ بیعت تحت الشجرۃ میں شریک ہوئے ہیں، ان میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں داخل ہوگا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فوراً عرض کیا کہ قرآن مجید تو کہا ہے (وَاِنَّ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا) (مریم:۷۱) (تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اس میں (دوزخ) میں نہ داخل ہو) اس کو سن کر حضور اکرم ﷺ نے اپنے کلام کی تشریح ایک دوسری آیت قرآنی سے کی، کیا آج بھی عورتوں کی تعلیم اس درجہ کی ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کے شکوک پیدا کریں اور علمائے ملت سے اس کے جوابات لیں؟ اگر نہیں ہوتی تو کیوں محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت سے اعراض کیا جا رہا ہے، اگر سچ پوچھو تو مسلمانوں کی پستی کا قوی تر سبب عورتوں کی جہالت ہے، اگلے زمانہ میں علماء ایسی عورتوں کی گود میں پرورش پاتے تھے جو حقیقت میں علوم وفنون کا دودھ پلاتی تھیں، اور مذہب اور قومیت کی روح پھونکتی تھیں، عصر نبوت سے لے کر کئی صدیوں تک اس کا رواج رہا کہ عورتیں مستقل درس دیتیں، لوگ ان سے استفادہ کرتے اور ان کے سامنے زانوئے شاگردی طے کرنے پر فخر کرتے۔

اب اس سے بڑھ کر ہمارے لئے نمونہ اور مثال کیا چاہیے کہ دور نبوت میں بھی اسکی طرف خاص توجہ کی جاتی تھی کہ لڑکوں کی طرح لڑکیاں بھی علم حاصل کرتی تھیں اگر یہ چیز بڑی اہم نہ ہوتی تو صحابیات جیسی مقدس ہستی اسکی طرف توجہ مبذول نہ کرتی۔

خطیبۂ انصار رضی اللہ عنہا کا لقب

امام ابوداود سجستانی جن کی سنن صحاح ستہ میں داخل ہے، فن حدیث میں ایک عورت کے بھی خوشہ چیں کرتے، علامہ سیوطی کی فہرست اساتذہ میں بہت سی صاحب کمال عورتیں نظر آتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر شخص اسماء بنت عمیس سے اپنے خوابوں کی تعبیر پوچھا کرتے تھے، بعض عورتوں نے خطبات (لکچرز) میں اتنی مہارت بہم پہونچائی تھی کہ ان کو خاص لقب دئے جاتے تھے، اسماء بنت سکن کو عام طور سے ''خطیبۂ انصار'' کا خطاب ملا تھا، نسیبہ بنت کعب سے صحابہ اور علمائے تابعین غسل میت کی تعلیم حاصل کرتے تھے، ان تمام تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعلیم کے متعلق جو اختلافات ہیں وہ اکثر شخص رایوں پر مبنی ہیں، صحابہ اور تابعین کا عمل اس کے خلاف ہے۔

بعض ابنائے تعلیم جدید، مسئلہ تعلیم نسواں کے متعلق حدیث ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ'' علم کا طلب کرنا مسلم اور مسلمۃ پر فرض ہے سے استدلال پیش کرتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ اس روایت میں ''مسلمۃ'' کا لفظ صحیح نہیں ہے لیکن عورتوں کی تعلیم کے لئے اس لفظ کی حاجت ہی نہیں ''مسلم'' کا لفظ خود عام ہے، مردوں کے ساتھ مخصوص نہیں، قرآن مجید اور داعی اسلام کا یہ عام طرز ہے کہ اس قسم کے مشترکہ احکام میں عورتیں بھی شامل رہتی ہیں، اس کی تصدیق ایک دوسری روایت سے ہوتی ہے کہ ایک بار حضور ﷺ کے پاس دو عورتیں کچھ مخصوص مسائل پوچھنے کے لئے حاضر ہوئیں، وہ پوچھنے سے شرماتی تھیں لیکن جب حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں مسائل شرعیہ کے دریافت میں شرم کرنے سے منع فرمایا اور یہی فرمایا کہ ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ'' یہ روایت

شرح موطا مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ میں مذکور ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مسلم کا خطاب مرد وعورت دونوں کو عام ہے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ طور پر خطاب کیا **عَلِّمُوا رِجَالَكُمْ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ وَعَلِّمُوا نِسَائَكُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ** حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو سورہ مائدہ اور اپنی عورتوں کو سورہ نور سکھاؤ، سورہ مائدہ میں غسل تیمّم اور وضو کے احکام ڈاکوؤں کی سزا قتل کرنیوالوں کی سزا، کونسے جانوروں کا کھانا حلال ہے اور کونسے جانوروں کا کھانا حلال نہیں ہے ان سب کے احکام بیان کئے گئے اس کے علاوہ اور بہت سی حکمت وموعظت کی باتوں پر یہ سورہ مشتمل ہے اور سورہ نور میں زانی زانیہ کی سزا تہمت لگانیوالے کے احکام پردے کے احکام کونسی عورتوں سے پردہ اور کن کن مرد سے عورتوں کو پردہ ایسے ہی عورتوں کو غیر مسلم عورتوں سے بھی پردہ ہے تو سورہ نور میں ان سب چیزوں کا ذکر موجود ہے چونکہ مذہب اسلام سراپا عمل ہے انسان کی زندگی سے متعلق جتنے احکام کی ضرورت ہوتی ہے وہ سارے احکام مذہب اسلام میں موجود ہیں مرد ہوں یا عورت بوڑھے ہوں یا جوان صحیح معنوں میں مسلمان اسی وقت ہو سکتے ہیں جبکہ اسلام کے ہر ہر حکم پر عمل کریں اور ہر حکم پر عمل اسی وقت ممکن ہے جبکہ اس کو حاصل کیا جائے اور سیکھا جائے، اسلئے ہر مرد عورت پر ضروریات زندگی سے متعلق احکام کا سیکھنا لازم اور ضروری ہے۔

خواتین کو لکھنا سکھانا بھی سنت ہے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاص باب عورتوں کی تعلیم کا باندھا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں تعلیم نسواں کا مسئلہ ایک خاص اہمیت رکھتا تھا، تعلیم کے متعلق شارع علیہ السلام نے قریب قریب ہر موقع پر لحاظ فرمایا ہے چنانچہ ایک حدیث میں آیا

ہے **وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَ فَتَزَوَّجَ بِهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ**" (بخاری کتاب العلم) جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہے، اس نے اس کی تعلیم و تربیت تہذیب واصلاح اخلاق میں ایک خاص کوشش کی پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا، خداوند کریم اسے دہرا اجر دیگا۔

یہ حکم لونڈیوں کیلئے ہے تاہم اس سے اندازہ کر سکتے ہو کہ تعلیم کا جن الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے، کیا ان سے یہ مستنبط نہیں ہوتا ہے کہ شارع نے جنس لطیف کی تعلیم کا کس قدر لحاظ کیا، بہر حال عورتوں کی تعلیم ایک ضروری اور لابدی چیز ہے، مذہب کی طرف سے اس کیلئے کوئی امتناعی حکم نہیں صادر ہوا بلکہ جا بجا اس قسم کی تصریحات ملتی ہیں جن سے اسکے ضروری ہونے کا اشارہ پایا جاتا ہے پڑھنے سے زیادہ اہم مسئلہ لکھنے کا ہے جس کا خود عہد نبوت میں ہم رواج دکھلا سکتے ہیں قدیم خیال کے لوگ اس کے سخت مخالف ہیں، حالانکہ ابوداؤد کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے ایک خاص شخص کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے مقرر فرمایا تھا کہ وہ انہیں کتابت کی تعلیم دے، اور اسی بنا پر محققین علماء نے اس کے جواز کا فتوی دیا ہے۔ (فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ)

اس وقت غفلت وجہالت کا دور دورہ ہے بے راہ رہروی عام ہوتی جارہی ہے بہت سی خواتین کو کچھ خبر نہیں کہ ان کے ذمہ اسلام سے کیا احکام عائد ہوتے ہیں جس کو دیکھو اپنی طبیعت کی پابند فطر آتی ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلم عورتیں اسلام سے دور ہوتی جارہی ہیں ان کے اندر دینی رجحان کم ہوتا بلکہ ختم ہوتا جارہا ہے دینی کتابوں کے پڑھنے اور لکھنے لکھانے کی طرف عموماً کوئی توجہ نہیں ہوتی ہے عربی زبان سے براہ راست علم کا حاصل کرنا مدارس میں جا کر پڑھنا تو دور کی بات ہے مساجد میں جو مکاتب قائم ہوتے ہیں جہاں اردو وغیرہ کی تھوڑی بہت تعلیم ہوتی ہے اسکی طرف بھی توجہ نہیں ہوتی کتنی مسلم خواتین کی بچیاں ہیں کہ گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں یا کسی

دوسرے کے گھر میں جا کر کام کاج کرتی ہیں انکی پوری ذمہ داری ان کے والدین پر عائد ہوتی ہے کل قیامت کے دن والدین سے اس کی بابت سوال کیا جائے گا کہ آخر بیٹی کو تعلیم سے کیوں محروم کر رکھا تھا اس کو اتنا علم کیوں نہیں سکھایا جس سے اس کو حلال وحرام کی تمیز ہو سکے؟ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنی تم میں سے ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا۔

مرد وخواتین کی فضیلت میں تفاوت ہے

آج خواتین میں جہاں بہت سی کمیاں اور خامیاں ہیں وہیں احساس کمتری کا شکار ہو جانا بھی عورتوں میں ایک بہت بڑی کمزوری ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت و برتری حاصل ہے اور شوہروں کی خدمت اور اطاعت شعاری میں ہی ہمارے لئے نجات اور کامیابی ہے لیکن کیا عورتوں کو صرف گھریلو کام کاج اور خدمت ہی کیلئے خالق کائنات نے پیدا کیا ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت نے اپنے پاک کلام میں جہاں مردوں کے حقوق کے ذکر کیا ہے وہیں عورتوں کے حقوق کو بھی ذکر کیا ہے وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور عورتوں کیلئے مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جس طرح کہ عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں اور نبی پاک علیہ السلام نے عورتوں کے حقوق کو بیان کیا اور ان کے ساتھ حسن معاشرت سے رہنے کی تاکید اور وصیت فرمائی ہے اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کی وصیت قبول کرو۔

ان اہم مسائل میں جو آج سے نہیں بلکہ سیکڑوں برس سے دقیقہ سنج اور نکتہ رس دماغوں کی جولانگاہ بنے ہوئے ہیں، مرد اور عورت کے باہمی تفاضل کا مسئلہ بھی ہے،

علم کلام کی مفصل اور بسیط کتابوں میں صفحے کے صفحے اسی موضوع پر رنگے گئے ہیں، آج یہی مباحث اور قدماء کی تحریریں کوتاہ نظروں کو مغالطہ میں ڈالے ہوئے ہیں ہم کو اس سے انکار نہیں کہ فطرت نے مردوں کو عورتوں پر ترجیح دی ہے، قرآن مجید میں اس کے متعلق بعض مصرح نصوص بھی موجود ہیں لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آیات قرآنیہ کے معانی کو جو عجیب وسعت حاصل ہے، اور ان کی جو تعجب انگیز توضیح وتشریح کی گئی ہے، قرآن مجید کا سیاق اور شارع علیہ السلام کے اعمال وسنن کبھی اس کی تائید وتوثیق نہیں کرتے، ہم کو یہ تسلیم ہے کہ قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے کہ ''وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَةٌ'' (نساء ۲۲۸) مردوں کو ان پر (عورتوں پر) فضیلت حاصل ہے لیکن یہ فضیلت ان معاملات میں نہیں ہے جن کے متعلق آج نہایت بلند آہنگی سے دعویٰ کیا جاتا ہے بلکہ یہ ان وظائف واعمال میں ہے جن کا تعلق اعضاء وجوارح انسانی سے ہے ظاہر ہے کہ فریضہ جہاد کی ادائیگی اسباب معیشت کا مہیا کرنا یہ سب چیزیں مردوں کے لئے مخصوص ہیں، عورتوں کو ان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ قضا وقدر نے ان کے جسم کی جو ساخت رکھی ہے، اور ان کو جو خاص اعصاب دیئے گئے ہیں وہ اس قسم کے مصائب و مشاق برداشت کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں، لیکن اس کا یہ ہرگز منشا نہیں ہے کہ اس فضیلت کے حربہ سے عورتوں کے تمام حقوق سلب کر لئے جائیں جو ان کی ترقی و تہذیب کے لئے ضروری اور لازمی ہیں۔

ہم اس موقع پر مصر کے مشہور فاضل مفتی محمد عبدہ کی زریں رائے درج کرتے ہیں جو حقیقت میں اس فضیلت کے مطلب کو زیادہ واضح کرتی ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے ''اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ'' (نساء:۳۴) مردوں کی فضیلت پر ایک پر زور استدلال پیش کیا جاتا ہے لیکن اگر ذرا نفس معنی پر غور کر لیا جائے تو اسی آیت سے اس فضیلت کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے، عربی علم وادب کی رو سے جب ''قیام''

کا صلہ ''علیٰ'' سے آتا ہے اس وقت اس کے معنی حفظ و نگہداشت کے ہوتے ہیں، پس گویا پہلی اور دوسری آیت کے ملانے سے یہ معنی پیدا ہوتے ہیں کہ مردوں کو عورتوں پر جو فضیلت عطا کی گئی ہے وہ اسی لئے ہے کہ مرد عورتوں کی حفاظت و نگہداشت اور کفایت و حمایت کے ذمہ دار ہیں، علامہ عبدہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَلْـمُرَادُ بِالْقِيَامِ هٰذَا هُوَ الرِّئَاسَةُ الَّتِىْ يَتَصَرَّفُ فِيْهَا الْمَرْؤُسُ بِاِرَادَتِهٖ وَ اِخْتِيَارِهٖ وَ لَيْسَ مَعْنَاهَا اَنْ يَّكُوْنَ الْمَرْؤُسُ مَقْهُوْرًا مَسْلُوْبَ الْاِرَادَةِ، لَا يَعْمَلُ عَمَلاً اِلَّا مَايُوَجِّهُهُ اِلَيْهِ رَئِيْسُهٗ فَاِنْ كَوْنَ الشَّخْصِ فِىْ مَاءٍ عَلٰى آخَرِ هُوَ عِبَارَةٌ عَنْ اِرْشَادِهٖ وَالْمُرَاقَبَةِ عَلَيْهِ فِىْ تَنْفِيْذِهٖ مَايُرْشِدُهٗ اِلَيْهِ اَىْ مُلَاحَظَتِهٖ فِىْ اَعْمَالِهٖ وَتَرْبِيَتِهٖ'' (تفسير المنار ۲/۶۸)

(مردوں کو جو اس آیت کریمہ میں عورتوں کا محافظ و نگہبان بتایا گیا ہے، اس کا مقصود یہ ہے کہ محکوم حاکم کے ماتحت رہ کر اپنے ارادہ اور اختیار کے مطابق ذاتی اعمال و افعال میں تصرف کرتا رہے، نہ یہ کہ محکوم محض رہ کر اپنے تمام ارادوں اور حرکات حاکم کے سپرد کردئے اور وہ جدھر باگ پھیر دے بلا چوں چرا اسی طرف مڑ جائے، حکومت کی غرض یہی ہے کہ وہ صرف محکوم کے طرز عمل اور طریق کار کی نگرانی کرے)۔

اس عبارت سے صاف واضح ہوگیا کہ مردوں کی فضیلت کا ماحصل محض عورتوں کے طریق کار کی نگرانی ہے، انہیں ان کی تعلیم میں مزاحمت و ممانعت کا کوئی حق نہیں، سطحی نظر میں یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ یہ اعمال (کسب معیشت) وغیرہ مردوں کے لئے کیوں مخصوص کردیئے گئے؟ اس کا ایک جواب (اعضاء کی ساخت) اوپر دیا جاچکا ہے، ایک اور دوسرا جواب جو فاضل مصری نے تحریر کیا ہے، ہم اس موقع پر عرض کرتے ہیں: ''عورتوں کے ذمہ اولاد کی تربیت اور پرورش کا ایک ضروری فرض رکھا گیا ہے، اور اس خاص فرض کے ادا کرنے کے لئے جو قوت فطرت نے اسے دی

ہے، وہ صرف اسی کے ساتھ مخصوص ہے اور عورت کے بغیر اس کی تکمیل ناممکن ہے، اور جو فرائض مردوں کے لئے رکھے گئے ہیں گو ان کی نسبت یہ ممکن ہے کہ باحسن وجوہ تو نہیں تاہم کچھ نہ کچھ عورتیں بھی اس کو پورا کرسکتی ہیں، لیکن اگر ان فرائض میں حکماً اور قانوناً عورتوں کو شریک کیا جاتا تو وہ فرائض جو عورتوں کے بغیر انجام پاسکتے کیونکر مکمل ہوتے، اسی لئے شریعت نے کسب معیشت وغیرہ مردوں کے لئے اور اصلاح اخلاق و عادات اولاد، عورتوں کے لئے متعین فرمائی''۔

آخر میں یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ یہ فضیلت جنس رجال کو جنس نساء پر حاصل ہے، اشخاص و افراد اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ شخصی فضیلت اپنے مکاسب و مناقب کا نتیجہ ہوتی ہے، ورنہ یوں تو علامہ ابن حزم مسلمانوں میں سب سے زیادہ درجہ عورتوں کا سمجھتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک ازواج مطہرات سے کوئی افضل نہیں۔

زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کا حصہ ہے

صحابیات کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کی طرح کردار ادا کرتی تھیں حتیٰ کہ جنگوں کے اندر بھی مجاہدین زخمیوں کی مرہم پٹی اور پانی پلانے کیلئے شریک ہوا کرتی تھیں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ ہیں غزوۂ احد میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور پیاسوں کو پانی پلانے کیلئے گئی تھیں لیکن مسلمانوں میں افراتفری ہوئی تو انہوں نے اپنی تلوار سونت لی اور ڈھال تھام لی اور جو کفار مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آرہے تھے انکو دفع کررہی تھیں کوئی خطرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آتا تو تیزی سے اسکا مقابلہ کرتی اور شاہین کی طرح جھپٹ پڑتیں ایسی جرأت و پھرتی کو دیکھ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا الْتَفَتُّ يَمِيْنًا وَّ لَا شِمَالاً اِلَّا اَنَا وَاَرٰنُهَا تُقَاتِلُ دُوْنِىْ، میں نے جب بھی دائیں بائیں

دیکھا تو اسی کو اپنے سامنے جنگ کرتے ہوئے پایا، صحابیات نے کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جس میں خدمات انجام نہ دی ہوں بلکہ صحابیات نے تو علم حدیث کے روایت کرنے اور اسکو پھیلانے میں ایسا کارنامہ انجام دیا کہ بڑے بڑے مردوں سے بھی فائق ہوگئیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور تیسرے نمبر پر اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان سے بڑے بڑے صحابہ نے حدیثیں روایت کی ہیں حضرت عمر بن خطاب ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن عباس جیسے اجلہ صحابہ نے اسماء بنت عمیس سے حدیثیں روایت کی ہیں حضرت اسماء کو خوابوں کی تعبیر میں اچھی مہارت تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے تعبیر دریافت فرماتے تھے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ایک مرغ نے ناف کے نیچے پیٹ میں ٹھونگ مار کر دو سوراخ کر دیئے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو انہوں نے اسکی تعبیر بتلائی کہ ایک عجمی شخص ہے جو آپکو شہید کریگا چنانچہ ایک مجوسی نے آپ کو شہید کیا جسکا نام لولو تھا اس طرح کی سیکڑوں مثالیں ہیں کہ صحابیات نے زندگی کے تمام شعبوں میں اپنے علم وفضل کا ڈنکا بجایا لیکن ہمیشہ پردے میں رہ کر نہ کے بے پردگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمام مسلم خواتین کو علم وعمل کی دولت سے آراستہ وپیراستہ فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

ہندوستان کی پہلی خاتون کی تعلیمی جدوجہد

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْ فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم. فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْکَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ بَعُوْضَۃٌ مَاسَقٰی مِنْھَا کَافِرًا شَرْبَۃَ مَاءٍ. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

معزز خواتین اسلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک اگر یہ دنیا مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اس سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ پلاتے لیکن اللہ تعالی کے نزدیک اس حقیر وذلیل دنیا کی کوئی حقیقت اور اہمیت نہیں ہے عجب دستور ہے اس دنیا کا جو اس کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہے تو دنیا اس کے آگے آگے بھاگتی ہے اور جو اسکو چھوڑ کر بھاگتا ہے اس کے سامنے ذلیل وخوار ہوکر آتی ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک طریقہ پر ہو

جائیں گے یعنی کافر ہوجائیں گے تو ہم ان لوگوں کے گھروں کو جو اللہ کو نہیں مانتے چاندی کے کردیتے اور سیڑھیاں جس کے ذریعہ چڑھتے ہیں اسکو بھی چاندی کے بنا دیتے اوران میں سے بعض کو سونے کے بھی بنادیتے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لئے کسی کو بھی دے سکتا ہے لیکن کافروں کے گھروں اور کواڑوں کواور دیگر چیز کو چاندی اورسونے کا اسلئے نہیں بناتے ہیں طبیعتوں میں حرص ولالچ موجود ہے ممکن ہے کہ کفر کو حق سمجھ کرا کثر لوگ کفر ہی کو اختیار کر بیٹھیں آپ دیکھتی ہونگی کہ کافر وفاجراور بڑے بڑے بدمعاش بے انتہا دولت وثروت کے مالک ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیااور دنیا کی کسی عظیم سے عظیم چیز کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس لئے جو کسی بھی طرح کی کوئی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ عموماً اس کو وہ چیز عطا فرمادیتے ہیں مَنْ جَدَّ وَجَدَ جس نے کوشش کی اس نے پالیا جو بھی اسباب وذرائع کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ چیزیں عطا فرماہی دیتے ہیں محنت اور جفاکشی انسان کو بڑے سے بڑے مرتبے پر پہونچادیتی ہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم آج غیر جو ترقی کررہے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے محنتیں برداشت کیں قربانیاں دیں سستی اور کاہلی کو پاس نہیں آنے دیا کسی بھی شعبے میں آپ دیکھیں تو غیر مسلم ہی ہیں اسلام نے تو صنف نازک کو ایسی ملازمت کی اجازت نہیں دی جس میں بے پردگی ہو بے حیائی ہواور عصمت وعفت محفوظ نہ رہے۔

لیکن پردے کے ساتھ اگر کسی بھی فن میں مہارت پیدا کر کے اس میں خدمت انجام دیں تو اسکی ممانعت اسلام میں نہیں ہے صحابیات میں بھی ڈاکٹر تھیں عالمہ حافظہ اور دینیات کی ماہر تھیں کیا یہ ہمارے لئے نمونہ نہیں ہے آجکل عورتوں نے اپنی ذمہ داریاں گھریلو کاموں تک محدود کررکھی ہیں کھانا پکانا اور بچوں کی تربیت اور پرورش کرنا ہی اپنی مشغولیات اور ذمہ داری سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی بہت سی خوبیون اور

صلاحیتوں سے نوازا ہے ایک خاتون مسلم پردے میں رہ کر وہ سارے کام انجام دے سکتی ہے جو مرد انجام دیتا ہے لیکن آجکل اسکی بڑی کمی محسوس کی جارہی ہے اور عورتیں بڑی کاہل اور سست ہوتی جارہی ہیں اور ڈاکٹر بننا عالمہ فاضلہ بننا اسی طرح دیگر علوم وفنون کو ملی وقومی خدمت انجام دینے کے لئے حاصل کرنا بہت مشکل کام سمجھا جارہا ہے میں اسوقت آپ کے سامنے ایک نصیحت آمیز اور شوق انگیز واقعہ سناتا ہوں حیدرآباد سے شائع ہونے والے ماہنامہ الفیصل شمارہ فروری ۲۰۱۰ء میں جناب محمد سراج عظیم صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا جو ایک غیر مسلم لڑکی کی تعلیمی جدوجہد پر مشتمل ہے۔

معزز خواتین

یہ ایک غریب مگر باہمت لڑکی کا واقعہ ہے، جس نے اپنی محنت، لگن، ہمت اور مستقل مزاجی سے ایسا کارنامہ انجام دیا جو ہم سب کے لئے ہمیشہ مشعل راہ رہے گا، یہ لڑکی مہاراشٹرا کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں 1861 میں پیدا ہوئی، ماں باپ نے اس کا نام جمنا رکھا، 1874 میں جمنا جب صرف تیرہ برس کی تھی تب اس کی شادی محکمہ ڈاک میں کام کرنے والے ایک کلرک سے ہوگئی، اس کے شوہر کا نام گوپال راؤ جوشی تھا، جب جمنا اپنی سسرال پہنچی تو اس کے شوہر نے اس کا نام آنندی بائی رکھدیا، آنندی بائی بہت محنتی اور سمجھدار لڑکی تھی مگر ان پڑھ تھی، گوپال راؤ کو آنندی کے ان پڑھ ہونے کا بہت دکھ ہوتا تھا وہ ہر وقت اس کوشش میں رہتا کہ آنندی کسی طرح سے پڑھ لکھ جائے، آخر ایک دن اپنی اسی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ انگریزی، ہندی اور مراٹھی کی چھوٹی چھوٹی کتابیں خرید کر لایا اور آنندی بائی کو دیں۔

گوپال راؤ جوشی نے ایک دن باقاعدہ آنندی کو پڑھانا شروع کیا۔ وہ جب اپنے کام سے شام کو واپس آتا تو رات کا کھانا کھا کر لالٹین کے سامنے بیٹھ کر آنندی

بائی کو پڑھنا، لکھنا سکھاتا، آنندی اپنے ہم عمر بچوں سے کہیں زیادہ ذہین تھی۔ اس نے بہت جلدی پڑھنا اور لکھنا سیکھ لیا۔

آنندی ابھی چودہ برس کی ہی ہوئی تھی کہ ایک بیٹے کی ماں بن گئی، پیدائش کے کچھ دن بعد اس کا بیٹا بیمار پڑ گیا، گوپال اور آنندی اپنی غریبی کی وجہ سے اپنے بیٹے کو کسی اچھے ڈاکٹر کو نہیں دکھا سکے، ان کا بیٹا ایک مہینے کا بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا، بچے کی موت سے آنندی بائی بہت دل برداشتہ ہوئی، وہ گم صم رہنے لگی، گوپال راؤ بھی بہت افسردہ رہنے لگا، اس حادثے نے دونوں کی زندگی پر گہرا اثر چھوڑا، ان کو رہ رہ کر اپنی غریبی پر رونا آتا تھا کہ وہ اس قابل بھی نہیں تھے کہ اپنے بچے کا شہر جا کر ڈاکٹر سے علاج کرا سکتے نہ ہی علاقے میں کوئی ایسا ڈاکٹر تھا جو مفت علاج کرتا، آنندی بائی کو بیٹے کی موت کے غم نے بہت سی سوچوں میں ڈبو دیا تھا۔ وہ سوچتی تھی کہ ہم عورتیں صرف گھروں میں کام کرنے اور گھروں کی چار دیواروں میں رہنے یا کھیتوں پر کام کرنے کے علاوہ کچھ اور کیوں نہیں کر سکتیں، جس سے اپنا بھی بھلا ہو اور دوسروں کا بھی، کیا ہم وہ کام نہیں کر سکتی ہیں جو مرد کرتے ہیں، آنندی کو اس بات کا گہرا صدمہ تھا کہ علاقے میں گنے چنے ڈاکٹر تھے اور ان میں سے ایک بھی خاتون ڈاکٹر نہیں تھی، تبھی اس نے ایک اہم فیصلہ کیا کہ وہ خود ڈاکٹر بنے گی اور اپنے گاؤں اور اپنے ملک کی خدمت کرے گی تاکہ اس کی طرح اب کوئی اور ماں ڈاکٹر کی کمی اور غربت کی وجہ سے اپنے بچے کو نہ گنوادے، اس زمانے میں گاؤں کی کسی عورت کا پڑھنا لکھنا معیوب سمجھا جاتا تھا اور پھر ڈاکٹر بننے کے بارے میں سوچنے کا مطلب جوئے شیر لانے کے برابر تھا، لوگوں نے آنندی کا بڑا مذاق اڑایا، برا بھلا کہا لیکن وہ ارادے کی مضبوط لڑکی تھی، اپنے فیصلے پر ثابت قدمی سے جمی رہی، اس کا شوہر گوپال راؤ جوشی بھی اس کی ہمت افزائی کرتا رہا، اس کو بھی گاؤں والے برا بھلا کہتے لیکن وہ پروانہ کرتا، آنندی چپ

چاپ محنت اور لگن کے ساتھ اپنی پڑھائی میں لگی رہی۔ اسی درمیان ایک امریکی خاتون ہندستان آئی، اس کا نام مسز کارپینٹر Mrs.Carpenter تھا۔ اس کے ہندوستان قیام کے دوران ایک دن اتفاق سے اس کو آنندی کے بارے میں معلوم ہوا، وہ آنندی سے مل کر بہت خوش ہوئی، اس کو جب معلوم ہوا کہ آنندی ڈاکٹر بننا چاہتی ہے تب تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی، اس نے آنندی کو امریکہ آنے کی دعوت دی، مسز کارپنٹر نے آنندی بائی کا ہندوستان سے امریکہ تک کا جہاز کا کرایہ، وہاں رہنے کھانے اور پڑھائی کا تمام خرچ خود کیا، آنندی کی خوشی کی انتہا نہ تھی لیکن اپنے عزیز اور محبت کرنے والے شوہر سے الگ ہو کر تنہا امریکہ ہزاروں میل دور جانے کے تصور نے اس کو مغموم کر رکھا تھا، مسز کارپینٹر نے آنندی کو سمجھایا اور ڈھارس بندھائی کہ بس کچھ دنوں اپنے ملک اور شوہر سے الگ رہنے کے بعد تم ایک ڈاکٹر بن جاؤ گی، پھر تم اپنے ملک اور اپنے شوہر کے لئے عزت وافتخار کا نشان ہوگی۔ کارپینٹر نے گوپال راؤ کی بھی ہمت بندھائی اور اس کو آنندی کا پورا خیال رکھنے اور اس کی مدد کرنے کا یقین دلایا۔ آخر ایک دن آنندی پانی کے جہاز سے بحر الکاہل کے وسیع و عریض سمندر میں امریکہ کے لئے روانہ ہوگئی، اس سفر میں اس کا شوہر اس کے ساتھ نہیں تھا، اس نے اپنے شوہر اور ملک کی یادوں کے ساتھ تن تنہا جہاز سے بحر الکاہل کے طویل سفر کو طے کیا اور امریکہ پہنچ گئی۔

وہاں پہنچ کر اس نے مسز کارپینٹر کی مدد سے امریکہ کے چند بہترین کالجوں میں سے ایک ویمنس میڈیکل کالج آف پین سلوینیا Women's Medical Collage Pennsylvania میں ڈاکٹری کے کورس ایم بی بی ایس (M B B S) میں داخلہ لے لیا۔ یہاں بھی آنندی بائی اپنی پڑھائی میں پوری لگن اور محنت کے ساتھ لگی رہی، اس درمیان میں وہ اور گوپال راؤ جوشی ایک دوسرے کو خطوط کے ذریعے اپنی حالت سے مطلع کرتے رہے اور ایک دوسرے کی ہمت بندھاتے رہے۔

آخر کار ایک دن وہ آیا جب اس کی ڈاکٹری کی تعلیم مکمل ہوگئی، اس کا خواب پورا ہوگیا، وہ بہت خوش تھی۔ گوپال راؤ جوشی بھی خوشی اور فخر سے پھولے نہیں سماتا تھا، آنندی ابھی تک اپنے بیٹے کو بھول نہیں سکی تھی، وہ سوچتی تھی کہ میری طرح کتنی مائیں ہوں گی جو اپنی غریبی کی وجہ سے اپنے بچوں کو ڈاکٹر کے پاس نہیں لے جاسکتی ہوں گی اور ان کی گود سونی ہوگی، اس نے فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ اپنے ملک جاکر اپنے گاؤں کے لوگوں اور غریب عوام کی خدمت کرے گی۔

آنندی بائی نے مارچ 1886 میں اپنی تعلیم مکمل کی، اسی سال اس نے پھر پانی کے جہاز سے اپنے ملک کی واپسی کا سفر اختیار کیا، اس نے اپنی لگن اور مصمم ارادے کے ساتھ غیر ممکن کو ممکن کر دکھایا تھا اور اب خوش وخرم واپس اپنے ملک اپنے گاؤں کے لوگوں اور اپنے شوہر کے پاس جارہی تھی، جب وہ امریکہ کے سفر پر جارہی تھی تو اس کے گاؤں والوں نے اس کا بڑا مذاق اڑایا تھا اسکے خلاف بہت گندی اور سخت باتیں کہی تھیں۔ لیکن جب وہ ڈاکٹر بن کر واپس لوٹی تو سب کی زبان پر اس کی تعریف کے علاوہ کچھ نہ تھا، انہوں نے اپنے گاؤں کی بہو کا گرم جوشی سے استقبال کیا، کیوں کہ اس نے ان کا اور گاؤں کا سر فخر سے بلند کر دیا تھا، اب لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس کی عزت کرتے تھے، اس نے آنے والی نسلوں کیلئے ایک مثال قائم کی تھی۔ اس نے ثابت کر دیا تھا کہ اگر سچی لگن ہو اور محنت کی جائے تو کوئی بھی کام دشوار نہیں ہے، بس انسان کو مضبوط قوت ارادی کا مالک ہونا چاہیے، وہ ہندوستان کی سب سے پہلی خاتون ڈاکٹر تھی۔

افسوس کہ آنندی بائی اپنے گاؤں کے لوگوں اور ملک کی خدمت نہیں کرسکی کیوں کہ امریکہ سے واپسی کے چند مہینوں بعد ہی پچیس سال کی عمر میں اس کو ٹی بی کا عارضہ ہوا اور اس کا انتقال ہوگیا، مگر اس طرح ایک غیر معروف گاؤں کی غریب لڑکی

نے ہندوستان کی تاریخ میں اپنا نام درج کرالیا اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک روشن مثال قائم کردی۔ یہ ایک غیر مسلم غریب لڑکی کی کہانی ہے جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انسان اگر کسی کام کے کرنے کی ہمت اور پختہ ارادہ کرلے تو اس کیلئے وہ کام مشکل اور دشوار نہیں عزم مصمم اور علو ہمتی ساری رکاوٹوں اور بندشوں کو توڑ کر اپنا راستہ ہموار کرلیتی ہے۔

چیتے کا جگر چاہیے شاہیں کا تجسس
دنیا نہیں مردان جفاکش کیلئے تنگ

صفحہ تاریخ پر ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ ہر قسم کی پریشانیوں اور دشواریوں کے باوجود خواتین نے اپنے بلند حوصلے اور محنت ولگن کے ذریعہ ناممکن کو ممکن ثابت کر دیا کیا صحابیات کی مثالیں ہمارے سامنے نہیں ہیں؟ کہ کس طرح انہوں نے محنتیں کیں اور تکالیف برداشت کیں اور ملک وملت کی عظیم الشان خدمات انجام دیں انہوں نے صرف گھریلو خدمت ہی نہیں بلکہ میدان جنگ میں براہ راست شرکت فرما کر کفار ومشرکین سے مقابلہ تک کرنے سے گریز نہیں کیا آج تاریخ انکے ناموں سے بھری ہیں اور ہی عظیم الشان خدمات ہی انکے تاریخی ہونے کا سبب ہیں کسی اردو شاعر نے کہا ہے۔ ؎

مورخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

اور ہمارا حال یہ ہے کہ ملک وملت کی خدمت تو کجا اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہیں کر پاتے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ ہماری ہی تربیت نہیں ہم دوسروں کی تربیت کہاں سے کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم دین سے آراستہ و پیراستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆

بے پردہ خواتین میں
پردے کا رواج بڑھ رہا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

معزز خواتین، ماؤں اور بہنوں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اے نبی! اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر چادر ڈال لیں۔ مذہب اسلام نے پردے کی اہمیت پر بڑا زور دیا ہے پردہ ہی عورتوں

کی عفت وعصمت کا ضامن اور محافظ ہے اور بے پردگی سے ساری برائیاں وجود میں آتی ہیں اسلام سے قبل بے پردگی عام تھی مگر اسلام پردے پر حد سے زیادہ توجہ دی۔

پردے پر فخر کا اظہار

بے پردہ خواتین میں پردہ کا رواج اس تیزی سے بڑھ رہا ہے کہ پردہ کے مخالفین کی نیندیں حرام ہوتی جارہی ہیں، فلمی ایکٹریس، ماڈلس، گلوکاراؤں اور نائٹ کلبوں میں رقص وسرود کی محفلیں سجانے والی خواتین کے تائب ہونے، اور شرعی اصول وضوابط کے مطابق زندگی گزارنے کی خبریں آئے دن اخبارات ورسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں، حیرت ہوتی ہے کہ یہاں مشرق کے مسلم نوجوان تعلیم یا ملازمت کی خاطر مشرق کی سرحد پار کرکے جب مغرب کی سرحدوں میں داخل ہوتے ہیں تو ان کے چہرے داڑھی سے صاف ہوتے ہیں، لیکن جب یہی نوجوان مغربی ماحول سے چھٹیاں منانے کے لیے اپنے وطن واپس لوٹتے ہیں تو ان کے چہروں پر گھنی اور لمبی داڑھی دیکھ کر ان کو پہچاننا مشکل ہوجاتا ہے، اور قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ پر یقین اور بڑھ جاتا ہے۔

اسی طرح وہ خواتین جو یہاں پردہ کے نام سے چڑتی تھیں، اور پردہ کی تلقین کرنے والی خاندان کی بڑی بوڑھی عورتوں کا کھلم کھلا مذاق اڑاتی تھیں، حتیٰ کہ ان کے ساتھ چلنے پھرنے کو اپنے لئے باعث عار سمجھتی تھیں، وہی خواتین یورپ جاکر جب واپس آتی ہیں تو ان کے چہرے پر پردہ کا نور ہوتا ہے، اور ان کے ہر عمل سے اپنے پردہ پر فخر کا اظہار ہورہا ہوتا ہے۔ دوسری طرف پردہ نہ کرنے اور مختصر اور تنگ لباس زیب تن کرنے کے جو نتائج سامنے آرہے ہیں، وہ بھی بے پردہ خواتین کے لئے ایک

مسئلہ بنے ہوئے ہیں، مغرب کی نقالی نے ان کو اس جگہ پہنچا دیا ہے جہاں ان کا وجود ہی خطرہ میں نظر آنے لگا ہے، اور اگر ان کا وجود باقی رہا بھی تو پرانے زمانہ کی ان باندیوں کی طرح ہوگا جن کو سانس لینے کے لیے بھی اپنے آقا کے اشارہ کا انتظار کرنا پڑتا تھا؛ کچھ اسی طرح کی حالت آج مردوں نے خواتین کی بنا دی ہے۔

فلم کی کہانی بے پردہ عورتوں کیلئے

مصر میں حال ہی میں ایک فلم ریلیز ہوئی ہے فلم کی کہانی عوامی جگہوں پر نوجوان عورتوں کے ساتھ پیش آنے والے توہین آمیز واقعات پر مشتمل ہے۔

جیسے ان کے گلے سے سونے کی چین کھینچ لینا، جلتی سگریٹ ان کی طرف اچھال دینا، گندے فقرے ان پر چست کرنا، ناشائستہ حرکتیں کر کے ان کی دل آزاری کرنا، سرِ عام ان کے ساتھ اہانت آمیز برتاؤ کرنا، اور احتجاج کرنے پر ان کو گالیاں بکنا، اور اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے غصہ دکھانا، اور ستم بالائے ستم یہ کہ وہاں موجود دوسرے مردوں کا کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنا بلکہ عورتوں اور ان کی بے جا فیشن پرستی کو موردِ الزام قرار دینا۔

بے پردہ خواتین کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کی یہ چند مہذب قسمیں ہیں، رہیں غیر مہذب قسمیں تو ان کی فہرست بہت طویل ہے، اور ان کی تفصیلات میں جانا بھی غیر مہذب ہونے کی دلیل ہے۔

بے پردہ کہنے پر اگر کسی بے پردہ خاتون کو اعتراض ہو تو ان کے لیے یہ عرض ہے کہ اس فلم میں جتنی عورتوں کے واقعات پیش کیے گئے ہیں ان میں ایک بھی پردہ نشین نہیں ہے، بلکہ وہ سب نہایت ماڈرن اور ہائی سوسائٹی سے تعلق رکھنے والی ہیں، فلم کی دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک ہدایت نامہ بھی جاری کیا گیا ہے،

جس میں عورتوں کو مردوں کی بدسلوکی سے بچنے کی کچھ ترکیبیں بیان کی گئی ہیں، ترکیبوں کے استعمال کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ پہلے مرحلوں میں مردوں کی ناشائستہ حرکتوں کو نظرانداز کر دیا جائے۔

۲۔ اگر اس کے بعد بھی مرد اپنی حرکتوں سے باز نہ آوے تو سخت لہجہ میں جواب دیا جائے۔

۳۔ اس کے بعد بھی اگر اس پر کوئی اثر نہ پڑے تو چیخ چلا کر لوگوں کو متوجہ کیا جائے۔

۴۔ اگر لوگوں کی بے حسی اتنی بڑھ چکی ہو کہ روز کا معمول سمجھ کر کسی خاتون کے چیخنے اور چلانے کا ان پر کوئی اثر نہ پڑے تو پھر اپنی حفاظت کا انتظام خود کرنا چاہیے، اور اس کی شکلیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اپنے ساتھ سینٹ کی شیشی رکھیں اور ایسے موقع پر مرد کی آنکھ میں چھڑک دیں۔

۲۔ پسی مرچ کی پڑیا رکھیں جسے ضرورت پڑنے پر مرد کے چہرے پر پھینک دیں۔

۳۔ اپنے پرس میں ایک دو پتھر رکھ کر چلیں اور موقع پر ان پتھروں کا استعمال کریں۔

۴۔ اگر آپ کسی اسکول یا کالج کی طالبہ ہیں تو یقیناً آپ کے ہاتھ میں کوئی ضخیم مجلد کتاب ہوگی، ایسے مواقع پر اس کتاب کو ہتھیار بنا کر مرد کے چہرے کو بگاڑا جاسکتا ہے۔

۵۔ چابیوں کا گچھا اگر آپ کے پرس میں ہے تو سر پر اس سے بھی ضرب لگائی جاسکتی ہے۔

٦۔ اونچی ہیل کی مار بھی ہتھوڑے کی طرح لگتی ہے، اس کا بھی ایسے مواقع پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

یہ ہیں وہ چند ترکیبیں جو اس فلم کے ریلیز ہونے کے موقع پر بتائی گئی ہیں۔

عورت کی فطرت ہی شرم ہے

غلط کو صحیح ثابت کرنے کے لئے غلامان یورپ کو کتنے پاپڑ بیلنے پڑے، لیکن نتیجہ اس کے بعد بھی صفر ہی رہا، نہ غلط صحیح ہوسکتا ہے اور نہ ہی صحیح غلط، عورت کا اپنا ایک مزاج ہے، یوں تو دانشوران یورپ مزاج، طبیعت اور صلاحیت کی رعایت کرنے پر بڑا زور دیتے ہیں، لیکن صنف نازک کے معاملہ میں وہ اپنے اس نظریہ کو بالکل فراموش کردیتے ہیں، اور عورت کو اس کے مزاج کے خلاف زندگی گزارنے پر مجبور کرتے ہیں، عورت کی فطرت میں شرم ہے، حیا ہے، جھجک ہے، ڈر ہے، نرمی ہے نزاکت ہے، اور اگر آپ برا نہ مانیں تو اعتماد اور قوت فیصلہ کی بھی اس کے اندر کمی ہے، آپ اس کے ہاتھ میں پتھر کیا بم بھی دے دیں تو بھی وہ مردوں کے اس توہین آمیز رویہ کا مقابلہ نہیں کرسکتی، اس کا تو صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ ایسا موقع ہی نہ آنے دیا جائے کہ جس سے عورت کو ایسی رسوا کن صورت حال کا سامنا کرنا پڑے، اسلام نے عورتوں کے لئے جو حدود مقرر کردی ہیں، صرف انہی حدود میں رہتے ہوئے اس طرح کے واقعات سے بچا جاسکتا ہے، آج ضرورت انہی حدود کی پابندی کرنے کی ہے نہ کہ عورت کے ہاتھ میں اینٹ پتھر دینے کی!

اسلام نے عورتوں کیلئے جو احکام وقوانین اور حدود مقرر کئے ہیں وہ انکی فطرت نسوانیت کے عین مطابق اور موافق ہے اور اسمیں عورتوں کی عزت بھی ہے آج عورتوں کی فطرت کے خلاف جو ذمہ داریاں آزادی کے نام ڈالی جارہی ہیں اس سے بڑے

ناگفتہ بہ حالات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں اور دفتروں اور آفسوں میں روزمرہ نئے نئے واقعات رونما ہورہے ہیں نہ کنواری کی عزت محفوظ رہتی ہے نہ ادھیڑ عمر کی۔

مانع حمل گولیوں کی نحوست

جرمنی سے متعلق ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کنواری لڑکیوں کی نسل ختم ہوتی جارہی ہے، اور مانع حمل گولیوں نے استقرار حمل کو بری طرح متاثر کررکھا ہے۔

بے پردگی اور عریانیت نے نوجوان لڑکوں اور دوشیزاؤں کا بہت برا حال کر رکھا ہے شادی سے قبل دوشیزاؤں کا نوجوان لڑکوں کے ساتھ پھرنا نکاح کے آپسی میل ملاپ نے بے حیائی کے بام عروج تک پہونچا دیا ہے اور استقرار حمل نہ ہونے کیلئے طرح طرح کی ترکیبیں اختیار کرتی ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شادی کے بعد بھی ایسی خواتین اولاد کیلئے ترستی رہتی ہیں کیونکہ رحم میں کمزور آجاتی ہے جس کی وجہ سے آسانی سے پھر استقرار حمل نہیں ہوتا اور یہ سب مغربی تہذیب وتمدن کی مرہون منت ہے۔

مغربی معاشرہ ذہنی بیمار

مغربی معاشرہ کے ذہنی اور فکری امراض نے انھیں اس حد تک بے غیرت بنا رکھا ہے کہ ان کے یہاں شادی سے قبل جنسی تعلقات کو بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا، بس کچھ آسان سی شرطیں ہیں جنھیں پورا کرنا ضروری ہے، اول یہ کہ لڑکے اور لڑکی میں گھرے دوستانہ تعلقات پائے جاتے ہوں۔ دوسرے یہ کہ وہ دونوں کم سے کم ہائی اسکول پاس ہوں، اور تیسرے انھیں امید ہو کہ آگے چل کر وہ شادی کرلیں گے، اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ناجائز ولادتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا، کنواری ماؤں کی تعداد بڑھتی گئی، اور جنسی امراض پھیلتے چلے گئے۔

جس طرح کھانا پینا وغیرہ فطری تقاضہ ہے جب بھوک لگے تو اب شکم سیر کرنیکے لئے آپ کو کھانا ہی پڑے گا اسی طرح جب پیاس لگے تو اب پیاس بجھانے کیلئے پانی کی ضرورت پیش آئیگی اسی طرح جب انسان اپنی جوانی کی عمر کو پہونچ جائے تو اسکی فطرت کا مقتضا یہی ہے کہ اسکی جنسی خواہش کی تکمیل ہو اسلام جو آفاقی مذہب ہے اسکے اصول وضوابط فطرت انسانی کے عین موافق ہیں جنسی خواہش کی تکمیل کیلئے عمدہ اصول مقرر کئے ہیں اور عفت و پاکدامنی کو برقرار رکھنے کیلئے پردے کو لازم اور ضروری قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَانْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ اور تم میں جو بے شادی شدہ مرد وعورت ہوں انکا نکاح کرو آگے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ اگر وہ فقیر اور تنگدست ہوں تو اللہ تعالیٰ انکو اپنے فضل سے مالدار کردیں گے اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے نو جوانوں کی جماعت، تم میں جو شادی کی طاقت رکھتا ہو اسکو شادی کرنا چاہیے اگر اس اصول پر عمل کیا جائے تو آئے دن جو زنا کاری بدکاری کے نت نئے واقعات پیش ہرگز پیش نہ آئیں کیونکہ جب شادیاں سستی ہونگی تو زنا کا صدور کم ہوگا لیکن اس زمانہ میں مہنگی ہوگئی ہیں اسلئے بدکاریاں اور زنا بالجبر کے واقعات کثرت سے رونما ہوا رہے ہیں، لیکن افسوس یہ ہے کہ اہل اسلام بھی اسلامی اصولوں کو ٹھکرا کر اہل مغرب کی کاسہ لیسی کررہے ہیں۔

مغربی معاشرہ کی بے غیرتی

مغربی معاشرہ میں بے حسی و بے غیرتی کا اندازہ اس ایک واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے میڈم کیرن جو کہ Upssala University Sweeden میں پروفیسر ہیں، ان کا کہنا ہے میرے دو بچے ہیں، بڑی بیٹی 18 سال کی اور چھوٹا لڑکا 14 سال کا، جب میں ہائی اسکول میں تھی تب میری بیٹی پیدا ہوئی تھی، میرے کالج

کے دنوں میں میرا بیٹا پیدا ہوا، میں نے طے کیا تھا کہ جب تک میرے بچے سمجھ دار نہیں ہوجاتے، میں شادی نہیں کروں گی۔

میری بیٹی کی تمنا تھی کہ وہ مجھے دلہن کے روپ میں دیکھے، میں نے پچھلے سال ہی اپنی پہلی شادی کی ہے اور میری بیٹی نے ہی مجھے دلہن بنایا تھا۔

مغربی حکومتوں کا اعتراف ہے کہ معاشرہ میں ہونے والے اسکینڈلز، اور لڑکیوں کا اپنے کلاس ٹیچر، بوائے فرینڈ، اور سڑکوں اور پارکوں میں اجنبی لوگوں کے ذریعے زدوکوب کیے جانے، اوران کے ساتھ زنا بالجبر کے واقعات تیزی سے بڑھ رہے ہیں لیکن حکومتیں اس کی روک تھام میں ناکام ہیں، حکومت ایسے ادارے قائم کر رہی ہے، اور میڈیکل کا ایسا عملہ ٹریننگ دے کر تیار کر رہی ہے جو ان تشدد زدہ عورتوں کی دادرسی کرسکے، ان کا علاج کرے اور ان کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی تفصیلات معلوم کرے تاکہ ثبوت ملنے پر زیادتی کرنے والے کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکے۔قوانین بن رہے ہیں اور بگڑ رہے ہیں مگر عورتوں کی دادرسی نہیں ہو پارہی ہے اور نہ انکو انصاف مل پارہا ہے کیونکہ فطرت کے بنائے ہوئے اصول کو توڑ کر زندگی گذارنے کا نتیجہ یہی ہوگا کہ بے غیرتی بے حسی انکا مقدر ہوگی۔

مگر افسوس اس پر ہے کہ اسی کو ہم ترقی کا نام دے رہے ہیں اور اہل مشرق بھی مغرب سے آنیوالی ہر نقل وحرکت کی قدم قدم پر پیروی کرنے میں فخر محسوس کررہے ہیں اور ہمارا معاشرہ بھی مغرب کی نقالی میں بہت آگے بڑھ چکا ہے جبکہ مغرب میں عورتوں پر ہونیوالے ظلم وستم کے واقعات اخباروں کی زینت بنتے ہیں اور مسلم طبقہ کے پڑھے لکھے لوگ بھی ایسے واقعات کو پڑھتے رہتے ہیں مگر پھر بھی ہوش کے ناخن نہیں لیتے اور یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے لئے سب سے بہتر اور عمدہ اصول وہی ہے

جو مذہب اسلام نے ہم کو عطا کیا ہے ہزاروں قوانین کیوں نہ وضع کر لئے جائیں مگر جنسی بے راہ روی کبھی بھی دور نہیں ہو سکتی! جب تک اسلام کے وضع کئے ہوئے قانون کے مطابق عمل نہ کیا جائے اور نوجوانوں کی وقت پر شادی نہ کر دی جائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں شادیاں بالکل آسان تھیں اسلئے زنا مشکل تھا آج سیکڑوں اور ہزاروں لڑکیاں بن بیاہی بیٹھی ہوئی ہیں اور مختلف وجوہات کی بنیاد پر شادیاں نہیں ہو پا رہی ہیں اور اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ ہوٹلوں اور پارکوں کی سیر کر رہی ہیں جس کے نیچے میں وہ سب کچھ ہو رہا ہے جو نہیں ہونا چاہیے اور مغرب کا تو کہنا ہی کیا ہے جہاں آزادی کے نام پر عورتیں مظلومیت کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔

مغربی معاشرہ پوری انسانیت کیلئے ناسور

یہ ہے مغرب کا وہ معاشرہ جس کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں، اور جو ظاہری چمک دمک کی بیساکھی کے سہارے اپنے دن گن رہا ہے، آج نہیں تو کل یہ معاشرہ پوری انسانیت کے لیے ناسور بن جائے گا، اہل دانش اس بات کو ضرور محسوس کرتے ہیں لیکن ان کس سدھار کی ساری کوششیں بے سود ثابت ہو رہی ہیں، بلکہ قوانین اور ضابطوں کے بعد ان کے اخلاقی اور فکری امراض کا گراف مزید بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

مغربی مفکرین اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ان کے متعفن معاشرہ کے مدمقابل صرف اسلامی معاشرہ ہے، لہٰذا ان کی کوشش ہے کہ اسلام کے ماننے والوں کو بھی مغربی دھارے میں ضم کر لیا جائے تاکہ ان کی برائیاں چھپ سکیں، مثل مشہور ہے کہ کبڑا ہر کسی کو کبڑا ہی دیکھنا چاہتا ہے، لیکن یہ کسی مسئلہ کا حل نہیں۔

بے حیائی تمام برائیوں کی جڑ

یوروپین اور ملحدین کے طور طریقہ سے متاثرہ امت مسلمہ جہاں بہت ساری برائیوں میں پھنسی ہوئی ہے اور شریعت کے بہت سارے اوامر کی خلاف ورزی کر رہی ہے، ان برائیوں میں سے ایک برائی بے حیائی کی ہے جو اس امت کے اندر سرایت کر چکی ہے بے حیائی تقریباً تمام برائیوں کی جڑ ہے، شرم وحیاء کے فقدان کی وجہ سے انسان جو چاہتا ہے کرتا ہے، اسی بے حیائی و بے شرمی کو دور حاضر میں جرات ہمت، مہذب اور اسٹائیل کا نام دیا جاتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ لوگوں کے دل و دماغ پر اللہ تعالی نے مہر ثبت کر دی ہے گویا ان کے دماغوں میں صحیح اور سچی بات آنے والی نہیں مردوں کی حیا تو نکل ہی گئی، عورتوں کی حیا بھی مفقود ہے، حیا کے سلسلہ میں اسلامی تعلیم بالکل واضح ہے اور شریعت محمدیہ میں حیاء کی اتنی قدر اور اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حیا کو ایمان کی شاخ بتلایا ہے، آپ نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةٌ فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَ الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ ایمان کی ستر اور کچھ یا ساٹھ اور کچھ شاخیں ہیں ان میں سب سے بہتر لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے دور کرنا ہے اور شرم ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (متفق علیہ)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ جب تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو کسی نے فارسی میں اسی کا ترجمہ کر دیا ہے بے حیا باش ہر چہ خواہی کن جب شرم وحیا تمہارے اندر سے نکل گئی تو جو چاہو کرو آدمی کو گناہوں سے روکنے والی چیز اللہ کا خوف ہے دوسرے نمبر پر شرم وحیا ہے بسا اوقات آدمی شرم وحیا کیوجہ سے بھی بہت سے گناہوں سے باز آتا ہے اور بے شرمی بے حیائی انسان کو بڑے بڑے

گناہوں پر آمادہ کرتی ہے بے پردہ عورتوں اور دوشیزاؤں کا اجنبی مردوں کے ساتھ پھرنا اور ہنس ہنس کر ان سے گفتگو اور بات چیت کرنا یہ بھی بے حیائی اور بے شرمی ہی کیوجہ سے ہوتا ہے کیونکہ اگر انکے اندر شرم وحیا ہوتی تو ہرگز ہرگز اس طرح کے فعلوں کا ارتکاب نہ کرتیں بے شرمی بے حیائی انسان کو ذلیل ورسوا کر ڈالتی ہے اور شرم وحیا انسان کو عزت وسربلندی عطا کرتی ہے۔

حیاء ایمان میں سے ہے

کلی طور پر شرم کا نتیجہ بہتر ہی ہوتا ہے اور شرم صاف اچھائی لاتی ہے آپ نے فرمایا: اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ، اَوْ قَالَ اَلْحَیَاءُ کُلُّہٗ خَیْرٌ حیا تمام کی تمام بہتر ہوتی ہے یا فرمایا حیا سب ہی بہتر ہے اس لئے آپ نے بہت زیادہ حیا کرنے سے بھی نہیں روکا بلکہ آپ نے حیا کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ایک صحابی نے اپنے بھائی کو حیاء کے سلسلہ میں ڈانٹا تو آپ نے ڈانٹنے سے منع فرمایا ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَھُوَ یَعِظُ اَخَاہُ فِی الْحَیَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ دَعْہُ فَاِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ '' ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ اکرم ﷺ کا گزر ایک انصاری کے پاس سے ہوا جو اپنے بھائی کو زیادہ حیاء کرنے پر ڈانٹ رہا تھا، آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اس لئے کہ حیا ایمان میں سے ہے۔ (متفق علیہ)

اسلام کتنی عمدہ تعلیم دیتا ہے اے کاش ہمیں اس کی قدر ہوتی اور اسکو سینے سے لگانے اور اس پر عملی پیرا ہوتے تو کیا اچھا ہوتا معاشرے کے اندر جو برائیاں پھیلی ہوئی ہیں لوگ غیر اطمینانی اور بے چینی کی زندگی گذار رہے ہیں عورتوں کی عزتیں محفوظ نہیں ہیں لوگ ہوسناک نگاہوں سے دیکھتے ہیں مگر ہمیں ذرا بھی غیرت نہیں آتی

کہ آخر ایسا کیوں ہوا اسکی تلافی کی کیا صورت ہوگی؟ احادیث رسول سنتے ہیں صحابۂ کرام کے واقعات سنتے ہیں مگر ہمارے دلوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ ایک ایک حدیث کو سن کر دل وجان سے اس پر عمل کرتے یہ تو ناممکنات میں سے تھا کہ آپ ﷺ کی کوئی حدیث وہ سنیں اور اس پر عمل نہ کریں یہی تو وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو دنیا ہی میں اپنی رضا کا پروانہ عطا کر دیا اور دنیوی اقتدار اور ترقی بھی عطا کی اور اخروی فلاح وبہبود تو یہ ہے اور آنے والی نسلوں کیلئے ان کی اتباع اور پیروی کو لازم اور ضروری قرار دیا آج ہماری کامیابی رسول اکرم ﷺ کی سنت کی اتباع اور پیروی کرنے میں ہے۔

بے حیا عورت جنت میں نہیں جائے گی

حیاء ایک اچھی چیز ہے اور یہ اچھائی اور بھلائی لاتی ہے، اگر یہی حیاء کسی سے مفقود ہے جائے تو پھر اسکے اندر سے بھلائی وبرائی کا احساس بھی ختم ہوجاتا ہے اور وہ شخص بدکردار بداخلاق، بے شرم ہوتا ہے، نوجوان لڑکے داڑھی، مونچھ صاف کر کے گلے میں زنجیر ڈال کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، اسی طرح عورتیں بال بنوا کر جینس پینٹ پہن کر موٹر سواریاں چلاتی ہیں یہ سب حیا نہ ہونے کا نتیجہ ہے: ''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ'' آپ نے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں لعنت کی ہے۔ (بخاری، ابوداود، ترمذی)

عورتوں کا بال بنوانا، جنس پینٹ زیب تن کرنا اور مردوں کی شکل وصورت اختیار کرنا بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے؟ دور حاضر میں عورتیں تنگ باریک اور ناقص لباس پہنتی ہیں جو پہننے کے باوجود برہنہ معلوم ہوتی ہیں، خود کو نوجوانوں کی طرف مائل کرتی ہیں

اورنوجوانوں کوللچاتی ہیں ایسی عورتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی، آپ نے فرمایا: ''صِنۡفَانِ مِنۡ اَهۡلِ النَّارِ لَمۡ اَرَهُمَا بَعۡدَ قَوۡمٍ مَّعَهُمۡ سِيَاطٌ كَاَذۡنَابِ الۡبَقَرِ يَضۡرِبُوۡنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيۡلَاتٌ مَائِلَاتٌ كَاَسۡنِمَةِ الۡبُخۡتِ الۡمَائِلَةِ لَايَدۡخُلۡنَ الۡجَنَّةَ وَلَايَجِدۡ رِيۡحَهَا وَ اِنۡ رِيۡحُهَا لَيُوۡجَدُ مِنۡ مَسِيۡرَةِ كَذَا وَكَذَا'' دوزخیوں کی دو صفتیں ایسی ہیں جن کو اب تک میں نے نہیں دیکھا ہے (میرے بعد آئیں گی) ایک تو وہ قوم ہوگی جس کے پاس گائے کے دموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور لوگوں کو ان کوڑوں سے ماریں گے، دوسری صنف عورتوں کی ہوگی، جو لباس پہنے ہوں گی مگر برہنہ معلوم ہوں گی، دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوں گے، یہ عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی بلکہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی، گرچہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے ضرور آئے گی۔

(بخاری، مسلم، مسند احمد)

دیوث مرد جنت میں نہیں جائے گا

آدمی اپنی بیوی، بہو، بیٹی، بہن کو لے کر مارکٹنگ کرے، بے پردہ گھماتا پھرے تھیٹروں میں جا کے سب مل کر فلم دیکھیں، اپنی عورتوں کو غیر مردوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے نہ منع کرے، ان کی عورتیں نوجوان لڑکوں کے ساتھ جہاں چاہے جائے جہاں چاہے رات گزارے بے حیا مرد کی جانب سے کوئی روک ٹوک نہ ہو ایسا آدمی دیوث ہے، جو جنت میں نہیں جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا ثَلَاثَةٌ لَايَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ اَللَّعَانُ لِوَالِدَيۡهِ، وَ الدَّيُوۡثُ، وَرِجۡلَةُ النِّسَاءِ '' تین آدمی جنت میں نہیں داخل

ہوں گے، اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا، دیوث (جو اپنی بیوی کے پاس آنے والے پر کوئی روک ٹوک نہ کرے، جب کہ وہ جانتا ہے کہ اس کی بیوی فحش کام کرتی ہے) اور مرد نما عورت (جو مردوں کی نقالی کرتی ہے) ایک بے حیائی یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے گھروں میں ذی روح خصوصا ہیرو ہیروئین کی تصاویر لٹکائے تا کہ گھر کے مرد ہیروئین کی تصویر سے اور عورتیں ہیرو کی تصویر سے اپنے دلوں کو تسلی دے، تصویر کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا'' لَايَدۡخُلُ الۡمَلَائِكَةُ بَيۡتًا فِيۡهِ كَلۡبٌ وَ لَاصُوۡرَةٌ ''فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

آج کل کا ماحول تو ایسا بن گیا ہے کہ کوئی بھی چیز تصویر سے عموماً خالی نہیں ہوا کرتی ہے بلکہ عورتوں کی نیم عریان تصاویر لوگ اپنی دکانوں ہوٹلوں اور مکانوں پر لٹکاتے رہتے جس کو گھر کا ہر فرد دیکھتا ہے اور کسی کی غیرت پر جوں تک نہیں رینگتی غیر کریں تو کوئی مسئلہ نہیں لیکن جو اسلام کا نام لینے والے ہیں وہ بھی اس لعنت میں مبتلا ہیں جب اس طرح کی تصاویر بچے دیکھیں گے تو ان کے ذہن ودماغ پر کیا اثر پڑیگا اور آنے والی ہماری نسل کس رخ پر جائیگی اگر آج ہم اسلام کے اصول کو نہیں اپنائیں گے تو ہماری نسل کیا اپنائیگی اور کس طرح وہ احکام شرع کی مطیع وفرمابردار اور پابند ہوگی کیونکہ آنے والا دن تو اور بھی خراب اور بد سے بدتر ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُلِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

☆☆☆

زمانہ کا نیا فتنہ

عورت کی کوکھ کی خرید وفروخت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترم خواتین اسلام، نبی اکرم ﷺ کا مبارک ارشاد: خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں تو تین قسم کے لوگوں کو بہتر قرار دیا گیا ایک تو آپ ﷺ کے زمانے کے لوگ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دوسرے تابعین تیسرے تبع تابعین پھر اسکے بعد جھوٹ فریب دغا بازی وغیرہ عام ہوجائے گی

اور جتنا زمانہ نبوت سے بعد ہوتا جائیگا اتنی ہی لوگوں میں بے دینی پھیلتی جائیگی لوگوں میں نیک عمل کا جذبہ کم ہوتا جائیگا نئے نئے فتنے وجود میں آئیں گے لوگوں میں برائیاں عام ہونگی آج ہم اکیسویں صدی میں چل رہے ہیں اور دور نبوت سے چودہ سو سال دور ہوگئے ہیں اسلئے وہ خیر اور بھلائی جو آپ ﷺ کے زمانہ میں تھی وہ اب کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی آج کے دور میں دین پر عمل کرنا پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ مشکل ہے نئے نئے فتنے چیلنج بن کر ہمارے سامنے آرہے ہیں اور یہ سب دشمنان اسلام کی طرف سے ایک سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت سب کچھ ہورہا ہے ایک فیشن کے نام پر اسلام کے ایک حکم کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے مگر جب فیشن کا نام دیا جاتا ہے تو ہمارے مسلمان بھائی اسکو قبول کرلیتے ہیں اور یہ نہیں سوچے کہ آخر اس سے ہمارے اسلام کا نقصان ہورہا ہے ان تمام فتنوں میں عورت کا فتنہ سب سے بڑا ہے ہر جگہ عورت ہی نظر آرہی ہے تجارت اور خرید وفروخت کیلئے بھی عورت کو گویا سامان کی طرح استعمال کیا جارہا ہے کوئی بھی شعبہ اور محکمہ ایسا نہیں ملے گا جہاں عورت نہ ملے اور آج ایسا دور آگیا ہے کہ لوگ عورت کے رحم کی بیع وشراء کررہے ہیں اور طرح طرح کے ناجائز اور حرام کام کے لئے عورت ہی استعمال ہورہی ہے۔

پاک اور حلال چیزوں کا حکم

بسا اوقات بھوک کو مٹانے کے لئے ایک چور چوری، ایک ڈاکو ڈکیتی، ایک راہزن رہزنی اور ایک جیب کترا جیب کترنے کا کام انجام دیتا ہے، اسی آگ کو بجھانے کے لئے اس معصوم بچے کو بھٹیوں میں جھونک دیا جاتا ہے، جس نے ابھی تک شعور کی منزلیں طے نہیں کی ہیں۔ شکم کے اسی شعلے کو سرد کرنے کے لئے ہی مظلوم خواتین قحبہ گری کرنے پر مجبور ہیں، پیٹ کی اسی آگ کو بجھانے کے لئے آج کل کوکھ

کو بھی کرایہ پر دیا جا رہا ہے، سرشٹی چیریٹیبل ٹرسٹ کے مینیجنگ ڈائریکٹر گورومورتی کے مطابق ’’بیوائیں اور طلاق شدہ خواتین اس میں پیش پیش ہیں، تاہم شادی شدہ خواتین بھی اپنے شوہروں کی اجازت سے اس میدان میں قدم رکھ رہی ہیں، سچ کہا جاتا ہے پیٹ بڑا پاپی ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جس نے اس پیٹ کو بنایا ہے، اس نے اس پیٹ کو بھرنے کی ذمے داری بھی اپنے اوپر لے رکھی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُوْا الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ (الذاریات:۵۸) اللہ تو خود ہی سب کا روزی رساں قوت والا اور زور آور ہے‘‘۔ البتہ یہ شرط لگا دی ہے کہ تم کو ہاتھ پیر مارنے پڑیں گے:

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلَاۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (الجمعۃ:۱۰)

’’پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو‘‘ اور ہاتھ پیر مارنے کے لئے بھی یہ اصول بتایا ہے: کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا (البقرۃ:۱۶۸) ’’زمین کی پاک اور حلال چیزوں میں سے کھاؤ‘‘

جو اس اصول کو اپنائے گا، وہ ان شاء اللہ بھوکا نہیں رہے گا، بہ حیثیت مسلمان ہم کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ حرام کمائی جہنم کا ایندھن بننے کا سبب بنے گی، جو لوگ اس بات پر یقین نہیں رکھتے، انہیں بھی معلوم ہے کہ حرام کمائی والے ہر طرح کی پریشانیوں میں گھرے رہتے ہیں، بہ ظاہر ٹیپ ٹاپ اور شان و شوکت نظر آتی ہے، لیکن اندر سے ذرا بھی سکون نہیں ہوتا، عالی شان کوٹھیوں میں نیند کی گولی کھائے بغیر نیند نہیں آتی، جبکہ ایک مزدور فٹ پاتھ پر اخبار بچھا کر چین کی نیند سوتا ہے۔

حکومت ترقی کی جانب اور آدمی حیوانیت کی جانب

شرعی طور پر کوکھ کی خرید و فروخت کی حقیقت جاننے سے پہلے اس سلسلے میں حکومت کے رویے پر افسوس کرنے کو جی چاہتا ہے۔

حکومت مسلسل اپنی ترقیوں کے راگ الاپ رہی ہے، میزائل پر میزائل کا کامیاب تجربہ ہوتا جا رہا ہے، سٹلائٹ خلاؤں میں بھیجے جا رہے ہیں، سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کی دوڑ میں یورپ کو پیچھے چھوڑنے کی کوششیں ہو رہی ہیں، لیکن اسی ترقی کی طرف گامزن ملک کے لوگ ننگے بھوکے کولہو کے بیل کی طرح جُتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ فاقہ مستی کے شکار کتنے ایسے لوگ ہیں، جنہوں نے اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو کوڑیوں کے دام بیچ دیا ہے۔ کیا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک میں بسنے والے لوگوں کی خبر گیری کرے؟ اب آیئے اس سلسلے میں شرعی نقطۂ نظر جاننے کی کوشش کریں۔ اس مسئلے کی دو صورتیں ہیں۔

شوہر کے مادۂ منویہ اور اسکی بیوی کے بیضۃ المنی کو کسی اجنبیہ کے رحم میں رکھ کر اسکی افزائش کی جائے۔ یہ دونوں صورتیں درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر حرام ہیں۔

اختلاطِ نسب

اسلام نے نسب کی حفاظت کو بڑی اہمیت دی ہے۔ حتیٰ کہ متبنیٰ (لے پالک) بیٹے کے سلسلے میں خود آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو یہ حکم دیا گیا: اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ (الاحزاب۔۵) ’’لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے بلاؤ اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے‘‘۔ یہاں بھی یہی مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ کیوں کہ مادۂ منویہ اور بیضۃ المنی جب اجنبیہ کے رحم میں پرورش پائے گا تو ظاہر ہے کہ حمل کی مشقتوں کو تو برداشت کرنے والی کوئی اور ہوگی اور پیدا ہونے والا بچہ کسی اور کی طرف منسوب ہوگا۔ دوسری صورت میں جب کہ مادۂ منویہ اور بیوی کا بیضۃ المنی اسی مرد کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جاوے، ماں کی طرف سے نسب مختلط ہوگا، کیوں کہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ بچے کی ماں وہ ہو، جس کا بیضۃ المنی ہے۔ کہ یہی حمل قرار

پانے کی بنیادی وجہ ہے، لیکن دوسری طرف قرآن کہتا ہے: **حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا** (الاحقاف:۱۵) اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اسے جنا'' دوسری جگہ ہے **اِنۡ اُمَّهٰتُهُمۡ اِلَّا الّٰٓـئِىۡ وَلَدۡنَهُمۡ** (المجادلۃ:۲) ''بچے کی مائیں وہی ہیں، جنہوں نے ان کو جنا ہے'' پھر یہ بات بھی یقینی نہیں ہے کہ بچہ اسی بیضۃ المنی کے اختلاط کی وجہ سے ہوا ہے، جو اس کی دوسری بیوی کے رحم سے لیا گیا ہے۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ اسی کے بیضے سے یہ حمل قرار پایا ہو۔

اس کی زنا سے مشابہت ہے

اصل زنا تو یہ ہے کہ ایک اجنبی مرد کا ایک اجنبی عورت کے ساتھ جسمانی تعلق قائم ہوجائے، یہاں صورۃً تو یہ چیز نہیں پائی جاتی، لیکن نتیجے کے اعتبار سے زنا کے مشابہ شکل ضرور پائی جاتی ہے، کیوں کہ زنا کے ذریعے ایک اجنبی مرد کا مادۂ منویہ ایک اجنبی عورت کے رحم میں جاتا ہے۔ یہاں بھی اجنبی مرد کا مادۂ منویہ اجنبیہ کے رحم میں جاتا ہے لہٰذا شکلاً یہ زنا سے مشابہ ہوا اور قرآن ہمیں اس سے دور رہنے کا حکم دیتا ہے:
لَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰٓى (الاسراء:۳۲) زنا کے قریب مت جاؤ''

زنا ایک ایسی بری اور قبیح شئی ہے جس سے نسلیں تباہ و برباد ہوجاتی ہیں بلکہ صرف نسلیں ہی نہیں خاندان و معاشرہ بھی بدنام ہوجاتا ہے اور اس زمانہ میں دسیوں مہلک بیماریاں زنا کے نتیجہ میں پیدا ہورہی ہیں اسی لئے قرآن کریم نے زنا ہی سے منع نہیں کیا بلکہ اس کے مبادیات ہی سے روکا ہے کہ اس کے قریب مت جاؤ تاکہ زنا کا صدور ہی نہ ہوسکے اور آدمی اس بڑے گناہ میں پڑنے سے اپنے آپ کو بچا سکے اسلئے زنا اور جو کچھ اسکے لوازمات و عبادیات ہوں گے سب حرام اور ممنوع قرار پائیں گے اور اسی میں سے اجنبیہ کے رحم میں اجنبی مرد کی منی کا ڈالنا بھی ہے۔

یہ بچے اور والدہ کے درمیان تفریق ہے

کوکھ کی کرایہ داری سے بچے اور اس کی ماں کے درمیان تفریق کی شکل پائی جاتی ہے، کیوں کہ بچے کی پیدائش جس خاتون کے بطن سے ہوئی ہے، اس سے اس بچے کو چھین لیا جاتا ہے اور شریعت اسلامی نے اسے نادرست قرار دیا ہے، چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے'' **لَا يُفَرَّقُ بَيۡنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا** ''لڑکے اور اس کی والدہ کے درمیان تفریق نہ کی جائے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی، حدیث نمبر:۱۸۸۲۰) ایسی اولاد اور ماں کے درمیان الفت و محبت بھی نہیں رہ جاتی ہے جو عورت حمل کی مشقت اور پریشانی کو برداشت کر رہی ہے اسے اس بات کا احساس رہتا ہے کہ یہ بچہ میری طرف منسوب نہیں ہوگا بلکہ میری حیثیت تو مزدور اور کرایہ کی ہے اور جس ماں کی طرف وہ بچہ منسوب ہونیوالا ہے اسکو بھی وہ محبت الفت نہیں رہے گی کیونکہ حمل کی مشقت اور پریشانی اس عورت نے برداشت نہیں کی تو ایسی شکل میں بچہ کو وہ پیار و محبت نہیں مل سکے گی جو ملنی چاہیے۔

محرم و نامحرم کا مسئلہ بھی سامنے ہے

رحم کی بیع و شراء سے ایک محرم و نامحرم کا مسئلہ بھی سامنے آجاتا ہے، کیوں کہ اگر اجنبی مرد کے مادۂ منویہ کی اجنبیہ کے رحم میں آبیدگی کی جائے تو اس اجنبی مرد کی بیوی کے حق میں یہ بچہ نامحرم ہوگا کہ اس بچے کا اس خاتون سے کوئی رشتہ نہیں ہے، پھر بچہ جب بڑا ہوجائے گا تو اجنبی مرد کے ساتھ اختلاط لازم آئے گا۔

خشتِ اولی چوں نہد معمار کج
تا ثیر یائی رود دیوار کج

معمار نے جب پہلی ہی اینٹ ٹیڑھی رکھدی تو وہ دیوار ٹیڑھی ہی رہے گی چاہے آسمان تک پہونچ جائے اسی طرح رحم کی بیع وشراء جو حرام اور ممنوع ہے تو اس کے بہت سارے غلط اور حرام نتائج منتج ہوں گے۔

حقِ وراثت کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم

اگر مردہ کا مادۂ منویہ اسی کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جائے تو اس بچے کا نسب تو اس مرد سے ثابت ہوگا، کیوں کہ حدیث پاک میں ہے لِلْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ''بچہ بستر والے کیلئے ہے اور زانی کیلئے تو پتھر ہے'' (بخاری، حدیث نمبر: ۶۸۱۸) اور جب نسب ثابت ہوگا تو اس مرد کا وہ بچہ وارث بھی ہوگا لیکن اگر کسی اجنبیہ کے رحم میں رکھا جائے تو یہ زنا سے مشابہت ہونے کی وجہ سے وہ بچہ وراثت سے محروم رہے گا کہ زنا سے پیدا ہونے والے بچے کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوتا اور جب نسب ثابت نہیں ہوا تو پھر وراثت کیسی؟ تو اس میں سراسر نقصان بچے کا ہوتا ہے کہ وراثت سے بالکلیہ محروم ہوجاتا ہے جبکہ شریعت میں وراثت کا مسئلہ بڑا اہم مسئلہ ہے اگر یہی نطفہ حلال رحم میں ڈالا جاتا تو حلال اور پاکیزہ اولاد پیدا ہوتی اور وراثت میں اسکو حق ملتا غرضیکہ اس ایک حرام کیوجہ سے ان گنت خرابیاں پیدا ہورہی ہیں اور کئی ایک نقصانات وجود میں آرہے ہیں۔

اسی طرح ممتا کا خون بھی ہوجاتا ہے

جو عورت کسی بچے کو اپنے پیٹ میں چھے سے نو ماہ یا اس سے زیادہ رکھے، حمل کی مشقتوں کو برداشت کرے، اس عورت کی حیثیت محض ایک کرایہ دار کی ہوکر رہ جائیگی اور اس کرایے داری کی وجہ سے خود اس کی اپنی اولاد کے ساتھ محبت میں کمی آجائے گی اور یہ ان بچوں کے حق میں ظلم ہوگا اور ظلم ایک امرِ حرام ہے۔

غرضیکہ کن کن نقصانات ومفاسد کو گنوایا جائے اور شمار کیا جائے اسی سے اسلام کے محکم اصول کا پتہ چلتا ہے کہ شریعت کے خلاف ایک کام کیا گیا تو اسکا انجام یہ ہوا اسلام کا ایک ایک حکم سینکڑوں فوائد پر مشتمل ہے اور اسکے وصول وضوابط انسانی فطرت کے عین مطابق اور موافق ہیں مگر انسان جب اصل فطرت کو چھوڑ کر صرف خواہش نفسانی کے پیچھے پڑ جائے اور جائز وناجائز کی کوئی پرواہ نہ کرے تو پھر اسلام کا کوئی نقصان نہیں بلکہ نقصان صرف اس کی ذات کا ہی ہے۔

یہ عورت ذات کے ساتھ کھلواڑ ہے

عورت کی ذات متاعِ حیات ہے، متاعِ شراء نہیں مغرب نے آزادی نسواں کا پُر فریب نعرہ لگا کر عورتوں کا خوب استحصال کیا، ہر گھٹیا کام پر لگا کر یہ پٹی پڑھانے کی کوشش کی کہ یہی ہے حقیقی آزادی اور اس طرح ان کو ننگا کر کے دنیا کے سامنے لا کھڑا کیا، رحم کی اس خریداری میں اس عورت ذات کے ساتھ کھلواڑ ہے کیوں کہ اس طرح اس سے ماں کی ممتا اور بیٹے کا پیار چھین لینا چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے مفاسد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مغربی آزادی اور مغربی ذہنیت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے کیونکہ یہ آزادی نہیں درحقیقت یہ غلامی ہے۔ ؎

خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا نام خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ایک دوسرے شاعر نے کہا۔ ؎

اس دور کا ہر نقشہ الٹا نظر آتا ہے — مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ☆

عورتوں کے شب و روز ارشادات

رسول ﷺ کی روشنی میں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترم خواتین میری ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل و کرم اور احسان ہے کہ اس نے ہم کو ایسا عظیم الشان رسول و پیغمبر عطا فرمایا کہ جس نے ہر چیز پر عمل

کر کے اور برت کر دکھا دیا ہماری زندگی کا کوئی گوشہ اور شوشہ نہیں چھوڑا کہ جس میں کوئی عمل اور نمونہ دیکھنے کیلئے ہم کو کسی دوسرے مذہب کی چھان بین کرنی پڑے بلکہ آپ ﷺ کے ارشادات واقوال اور افعال واعمال ہر ہر قدم پر ہماری رہنمائی اور رہبری کرنیوالے ہیں آپ ﷺ کے بعد سب سے بڑا احسان ہم خواتین پر عفت و عصمت اور حیا و پاکدامنی کی پیکر خواتین ازواج مطہرات کا ہے جنہوں نے حرم نبوی ﷺ میں رہ کر رات و دن ایک کر کے اپنے سینوں میں علوم نبوت کے خزانے جمع کئے اور اسکی اشاعت و تبلیغ فرمائی اور نسلا بعد نسل وہ علوم و معارف آج ہم تک پہونچے۔

اللہ تعالیٰ کھربوں درود و سلام نازل فرمائے محسن انسانیت فخر رسل حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ پر اور آپ علیہ السلام کی تمام بیویوں اور اہل بیت اطہار پر جنہوں نے قدم قدم پر مردوں کے ساتھ عورتوں کی بھی تعلیم فرمائی۔

شوہر کی اطاعت پر بہشت کے دروازے کھل جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر عورت پانچوں نمازیں پڑھے، فرض روزے رکھے، اپنے ناموس کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا، جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ''دنیا کی حیثیت سامان کی ہے، اور اس کا بہترین سامان ہے صالح بیوی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کے حوالے سے فرماتی ہیں کہ ''جو بیوی اس حال میں دنیا سے جائے کہ اس کا شوہر اس سے خوش تھا وہ جنت میں داخل ہوگی''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ’’تم میں بہترین عورت وہ ہے جو پاکیزہ ہو، پیاری ہو، پاکیزہ اپنے ناموس کے لئے، پیاری اپنے شوہر کے لئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ’’ بہترین عورت وہ ہے جو اپنے گھر والوں کو نفع پہنچائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ’’ بہترین بیوی وہ ہے جو اپنے شوہر کو خوش کردے جب وہ اسے دیکھے، اس کی اطاعت کرے جب وہ اسے حکم دے، اپنی ذات میں اور اپنے مال میں شوہر کو ناپسند والا کوئی کام نہ کرے‘‘۔

ایک عورت کے لئے دین و دنیا کی کامیابی اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کو خوش کرنے میں ہے شوہر کے حقوق کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میں کسی انسان کو کسی انسان کا سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے، ایک عورت کو اپنے شوہر کی رضامندی کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیے اگر ایک عورت اس حال میں رات گذارتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہے تو فرشتے رات بھر اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔

ایک طرف نبی اکرم ﷺ کے مبارک ارشادات ہیں دوسری طرف ہمارے معاشرے کے حالات کہ شوہر کی رضامندی اور اسکی خوشنودی کا بالکل خیال نہیں کیا جاتا، جب شوہر خوش نہیں ہوگا تو اس گھر میں چین و سکون ہرگز نصیب نہیں ہوسکتا ہے چین وسکون اسی وقت نصیب ہوسکتا ہے جبکہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ کرنیوالے ہوں اور اسکے لئے عورت کا کردار سب سے اہم ہے۔

عورت گھر کے کونے میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کسریٰ کی ہلاکت کے بعد آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا’’لوگوں نے کس کو کسریٰ کا جانشین بنایا؟ بتایا گیا: اس کی بیٹی کو فرمایا ہرگز وہ قوم کامیاب نہیں ہوسکتی جس نے اپنے معاملات کی باگ ڈور کسی عورت کے ہاتھ میں دے دی۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں ہر آنکھ زنا کرتی ہے، جو عورت عطر لگا کر (مردوں کی) مجلس سے گزرتی ہے وہ زنا کار ہے۔ میمونہ بنت سعد روایت نقل کرتی ہیں کہ جو عورت خوشبو کی نمائش کے ساتھ گھر سے نکلتی ہے اور مردوں کی نگاہ اس پر پڑتی ہے وہ برابر اللہ کی ناراضگی میں گھری رہتی ہے جب تک کہ گھر نہ لوٹے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ’ (معمولی بات پر شوہروں سے ناراض ہوکر) خلع لینے والی، اور بے پردہ باہر نکلنے والی عورتیں منافق ہیں۔

سالم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ’’عورت پردہ (کی چیز) ہے وہ جب (پردہ سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے اچک لیتا ہے، اپنے گھر کے کونے سے زیادہ اللہ کے قریب وہ کہیں اور نہیں ہوتی۔

اسلام میں نماز کا درجہ اور مرتبہ سب سے اہم ہے ایک مومن اور مشرک کے درمیان فرق نماز ہی کو بتایا گیا کہ مومن نماز پڑھتا ہے اور مشرک نماز نہیں پڑھتا نبی اکرم ﷺ کے دور میں جس طرح مرد حضرات مسجدوں میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی مسجد میں جا کر نماز پڑھا کرتی تھیں لیکن اب باوجودیکہ نماز اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے عورت کو یہ حکم ہے کہ اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھا کرے ہم کو سوچنا چاہیے کہ آخر دوسرے کاموں کیلئے عورت کا گھروں سے باہر نکلنا کہاں تک

صحیح ہے؟ جہاں سینکڑوں نامحرم بھی ہوا کرتے ہیں عورت کی ذمہ داری گھر کے امور کی ہے باہر کے کاموں کی ذمہ داری صرف مردوں کی ہے اگر حد درجہ مجبوری نہ ہو تو عورت کو ہرگز گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے حدیث شریف میں آتا ہے اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ عورتیں شیطان کے جال ہیں مردوں کو عورتوں کے ذریعہ پھانستا ہے۔

عورت کے لئے نماز پڑھنے کی بہتر جگہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’صحن میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں عورت کا اپنے گھر کے اندر نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے، اور گھر (کے عام کمروں) میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں عورت کا اپنے خاص کمرہ میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رفیقۂ حیات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عورتوں نے جو حال کیا ہے اگر اللہ کے رسول ﷺ دیکھ لیتے تو ان کو اسی طرح مسجد میں داخل ہونے سے روکتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

آج کل بعض لوگ اپنے گھر کی خواتین کو کھلے عام مسجدوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں بلکہ عورتوں کیلئے بھی مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنا کثرت ثواب سمجھتے ہیں میرے کہنے کا یہ مقصد نہیں کہ مسجدوں میں بلا پردہ جاتی ہیں اور وہاں پردے کا نظم نہیں ہوتا بلکہ یہ فتنے کا دور ہے اور ان حدیثوں سے استدلال کرنا اب مناسب نہیں ہے وہ زمانہ خیر کا تھا نبی اکرم ﷺ کی بابرکت ہستی لوگوں کے درمیان موجود تھی نزول وحی کا مشاہدہ کرتے تھے کثرت سے اللہ کو یاد کرنیوالے اور خوف خدا رکھنے والے تھے اسلئے شرور وفتن سے محفوظ تھے مگر آج تو برائیاں عام ہو چکی ہیں فتنوں کا دور

ہے عفت وعصمت محفوظ نہیں ہے اسلئے بجائے مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنے کے اپنے گھر کے کسی کونے کو نماز کیلئے خاص کر لیں اور وہیں نماز پڑھا کریں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کے حالات کو دیکھ کر یہ فرماتی ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ آج حیات ہوتے تو ہرگز عورتوں کو مسجدوں میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دیتے جبکہ وہ دور بھی زمانہ نبوت سے بالکل قریب تھا اور آج تو زمانہ نبوت سے کافی بعد ہو گیا ہے تو پھر عورتوں کو مسجدوں میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت کہاں سے ہوسکتی ہے۔ آج کے زمانہ کے حساب اور فتنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حرمین شریفین میں بھی یعنی حرم مکہ میں اور حرم مدنی میں دونوں جگہ عورتوں کے لئے حصار یعنی دیوار بنا کر نماز اور عبادت کے لئے جگہ مختص کر دی ہے تا کہ عورتوں سے اختلاط نہ ہو۔ حتی کہ طواف کرتے وقت عورتوں کو حکم ہے کہ مردوں سے الگ الگ رہ کر احتیاط سے طواف کریں۔

شیطان عورت کی شکل میں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر ایک عورت پر پڑی، آپ ﷺ اپنی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے جو دباغت کے کسی کام میں مشغول تھیں، اور ضرورت سے فارغ ہوئے، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ عورت شیطان کی شکل میں آتی ہے، شیطان کی شکل میں جاتی ہے، جب تم میں سے کسی کی نگاہ کسی عورت پر پڑ جائے تو اپنی بیوی کے پاس چلا جائے، اس سے اس کے دل کی حالت درست ہوگی ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی شکل میں، لہٰذا جب تم میں سے کسی کی نگاہ کسی عورت پر پڑ جائے اور وہ اسے پسند آئے تو فوراً اپنی بیوی کے پاس چلا جائے کیوں کہ اس کے پاس بھی وہی ہے جو اس کے پاس ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کرے اور اس کے پاس نہ جائے، اس پر شوہر رات بھر خفا رہے تو ملائکہ صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ ایسی عورت سے آسمان والا ناراض رہتا ہے جب تک کہ اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اندر فطری طور پر خواہشات رکھی ہیں بلکہ انسانوں کی کوئی خصوصیت نہیں جانوروں میں بھی یہ چیزیں فطری طور پر پائی جاتی ہیں اور یہی خواہشات توالد تناسل کا ذریعہ اور سبب ہیں اس لئے خواہشات کی تکمیل ضروری بھی ہے خواہ انسان ہوں یا حیوان البتہ انسانوں کے لئے اللہ رب العزت نے اصول و ضوابط مقرر کیا ہے اسی اصول وضابطہ کے لحاظ سے خواہشات کی تکمیل کی جائے تو صحیح طریقہ قرار دیا جائے گا ورنہ غلط اور ناجائز قرار دیا جائیگا البتہ حیوانوں کے لئے کوئی اصول وضابطہ نہیں ہے کیونکہ وہ احکام شرع کے مکلّف اور پابند نہیں ہیں مذہب اسلام جو فطری تقاضوں کے موافق ہے عفت و پاکدامنی کا لحاظ کرتے ہوئے کہ آدمی گناہوں میں ملوث نہ ہوسکے جائز طریقہ مقرر کیا اور وہ نکاح ہے کسی بھی مرد یا عورت کو اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے نکاح کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر کسی بھی اجنبی مرد سے میل ملاپ شریعت کی اصطلاح میں ناجائز اور حرام ہے۔

عریاں لباس والیوں پر لعنت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ”جہنم میں جانے والے دو طرح کے لوگوں کو ابھی میں نے نہیں دیکھا، (۱) وہ لوگ جن کے ہاتھ میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے، (۲) اور وہ

عورتیں جو کپڑوں میں ملبوس بھی ہوں گی اور ننگی بھی ہوں گی، دوسروں کو بھی (اپنی طرف) جھکائیں گی، خود بھی جھکیں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کے ڈولتے کوہانوں کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، اور نہ ہی اس کی خوشبو پاسکیں گی، جب کہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت نقل کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کے طور طریق اختیار کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کا لباس پہنے، اور ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا لباس اختیار کرے۔

آج کل مارکیٹ میں چلے جایئے تو زیادہ تر ایسے ہی کپڑے نظر آئیں گے جس کو پہننے کے بعد بھی بدن نظر آئے اور لوگوں کا ایسا مزاج بن گیا ہے کہ شرعی لباس پہننے اور بچوں بچیوں کو پہنانے میں عار محسوس کرتے ہیں اور فیشن کے پیچھے مرے جاتے ہیں فیشن کے نام پر ننگا ہوجانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور جس طرح کے کپڑے مرد پہنتے ہیں اسی طرح کے کپڑے عورتیں بھی پہنتی ہیں بلکہ عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کا بدن کچھ زیادہ ہی ڈھکا ہوتا ہے اور یہ حدیث بالکل صادق آرہی ہے کہ عورتیں پہنے ہونگی پھر بھی ننگی ہوگی حکیم الاسلام قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تین شکلیں بیان فرمائی ہیں کپڑا اتنا چست اور فٹ ہوگا کہ اعضائے بدن ظاہر اور نمایاں ہونگے یا تو اتنا باریک ہوگا کہ اوپر سے بدن جھلکے گا یا تو آدھے جسم پر کپڑے ہونگے اور آدھا جسم خالی ہوگا اور آج یہ تینوں شکلیں پائی جاتی ہیں گھروں کے اندر تو خیر چھوڑ یئے باہر سڑکوں پر جب آتی ہیں تب بھی اسی طرح کے عریاں لباس پہنکر آتی ہیں اور لوگوں کی ہوش کا شکار بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلم خواتین کو سمجھ عطا فرمائے۔

عورتوں پر مردوں کے حقوق

عمرو بن احوص سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حمد وصلوۃ کے بعد نصیحت و وعظ فرمایا جس میں یہ بھی فرمایا: اچھی طرح سن لو! تمہاری بیویوں پر کچھ تمہارے حقوق ہیں، تم پر کچھ ان کے حقوق ہیں تمہاری بیویوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ تمہارے بستر پر وہ کسی ایسے شخص کو قدم نہ رکھنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو، اور تمہارے گھر میں کسی ایسے کو داخل ہونے کی اجازت نہ دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو، اور ہاں تم پر بیویوں کا حق یہ ہے کہ خورد ونوش اور لباس کی ضروریات میں تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے جو ۸ رہجری فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرتے ہیں اس سے پہلے اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں پیش پیش تھے بلکہ دشمنان اسلام کی قیادت بھی کیا کرتے تھے ایک مرتبہ مکہ والوں نے ابوسفیان کو صلح کی مدت بڑھانے کیلئے مدینہ منورہ بھیجا تو یہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھی گئے اور آپ ﷺ کا بستر لگا ہوا تھا ابوسفیان نے بیٹھنا چاہا تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر لپیٹ دیا تو ابوسفیان نے پوچھا کہ بیٹی آخر کیا بات ہے کیا بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھے بستر کے لائق نہیں سمجھا تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ مشرک اور نجس ہیں اسلئے آپ علیہ السلام کے بستر پر نہیں بیٹھ سکتے ہیں یہ درحقیقت اسی حدیث کی بنیاد پر تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں ”تم عورتوں کا جہاد حج ہے، ایک روایت میں ہے کہ تمہارے یعنی عورتوں کیلئے بہترین اور خوبصورت جہاد حج مبرور ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ”تم میں سے کسی عورت کا گھر کے کاموں کو انجام دینا ان شاء اللہ مجاہدین کے جہاد کا (اس کو) ثواب دے گا۔

نبی اکرم ﷺ کے ان ارشادات اور عمدہ بشارتوں کے ہوتے ہوئے عورتوں کو مایوس ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اصل چیز ہے آخرت میں کامیابی، یہ دنیا تو عارضی ہے کوئی یہاں ہمیشہ رہنے کیلئے آیا نہیں ہے اور آخرت میں کامیابی اسی وقت مل سکتی ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر اپنی زندگی گذاریں یہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت میں عمل کا نتیجہ اور ثمرہ ہاتھ آئیگا جیسا آج ہم عمل کریں گے کل ویسا ہی نتیجہ سامنے آئے گا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

محرم کی اہمیت عورت کے لئے

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں سے ان کے شوہروں کی اجازت کے بغیر بات کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

”حضرت حسن رضی اللہ عنہ مرسلاً روایت نقل کرتے ہیں مردوں سے صرف محرم عورتیں ہی بات کریں۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت حج بھی نہیں کرسکتی، اور عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن کا سفر کرے جب کہ کوئی محرم اس کے ساتھ نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ بیچ راستہ عورتوں کیلئے نہیں ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں تھیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب

کہ حجاب کا حکم نازل ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دونوں ان سے پردہ کرو، ہم نے عرض کیا اللہ کے رسول! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ جو نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ ہمیں پہچان سکتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ اسلام نے جس قدر تاکیدی حکم پردے کے تعلق سے دیا ہے آج ہم اتنی ہی لاپرواہی برت رہے ہیں بالخصوص شادیوں میں جس قدر اسلام کے قوانین توڑے جاتے ہیں اور سنت کا جنازہ نکالا جاتا ہے عمدہ سے عمدہ کپڑے پہن کر اور قیمتی سے قیمتی زیور سے آراستہ ہو کر شادیوں میں شرکت کی جاتی ہے اور وہاں جا کر جو خرافات کا منظر ہوتا ہے اللہ کی پناہ یہی کیا کم تھا کہ بے پردہ بن سنور کر غیر مردوں کی بھیڑ بھاڑ میں جائیں مزید اس پر یہ کہ غیر مردوں سے جا کر ہاتھ ملانا اور بات چیت کرنا گویا ان سے کوئی پردہ ہی نہیں ہے آجکل جو بدکاری وغیرہ کے فتنے رونما ہو رہے ہیں اسی سے تو جوان بچیاں بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہیں اسکی ایک بڑی وجہ بے پردگی اور فون سے غیر محرموں سے بات چیت کرنا ہے فون سے جہاں بہت سے فوائد ہیں وہیں بہت سے مفاسد بھی ہیں اور انٹرنیٹ نے بیڑہ ہی غرق کر دیا رہی سہی غیرت اور حمیت جاتی رہی۔ (الامان والحفیظ) آخر میں یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلم عورتوں کو احکام شرع کے مطابق زندگی گذارنے اور بالخصوص نوجوان بچیوں کو پردے کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

حضور ﷺ کی نصیحت ابوذر رضی اللہ عنہ کو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد. فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ معلمات خواتین اسلام ماؤں اور بہنو! قرآن کریم کی جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کو فرما رہے ہیں کہ مومنوں نصیحت کرو بلا شبہ نصیحت مومنوں کو نفع دے گی۔ یعنی ان کے ایمان میں مزید تقویت آئے گی، اور دین پر مضبوطی سے قائم رہیں اور معاندین اسلام کے شکوک وشبہات ان کے اوپر اثر انداز نہ ہوں گے اور مخالفین اسلام کفار ومشرکین ہیں ان پر حجت تام ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے قلوب ایسے رکھے ہیں کہ ان کو نصیحت کی جائے تو قبول کرتے ہیں بعض نرمی سے بعض سختی سے کچھ ہی لوگ ایسے

ہیں جو نصیحت سے منہ موڑتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو جو نصیحت فرمائی ہے اس میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو کی گئی نصیحت بڑی جامع ہے۔ اس کو من وعن آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

فَمَا كَانَتْ صُحُفِ مُوْسٰى؟

قَالَ: كَانَتْ عَبَّراً كُلُّهَا : عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْمَوْتِ ثُمَّ هُوَ يَفْرَحُ، عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالنَّارِ ثُمَّ هُوَ يَضْحَكُ وَعَجِبْتَ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْقَدْرِ ثُمَّ هُوَ يَنْصَبُ، عَجِبْتُ لِمَنْ رَأَى الدُّنْيَا وَتَقَلُّبَهَا بِأَهْلِهَا، ثُمَّ اِطْمَأَنَّ اِلَيْهَا، وَعَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْحِسَابِ غَداً ثُمَّ لاَ يَعْمَلُ.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِیْ.

قَالَ: أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، فَاِنَّهُ رَأْسُ الْأَمْرِ كُلِّهِ. قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زِدْنِیْ.

قَالَ: عَلَيْكَ بِتِلاَوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ نُوْرٌ لَكَ فِی الْاَرْضِ، وَذِخْرٌ لَكَ فِی السَّمَاءِ.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زِدْنِیْ.

قَالَ: اِيَّاكَ وَكَثِيْرَةُ الضَّحْكِ، فَاِنَّهُ يُمِيْتُ الْقَلْبَ، وَيَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِیْ.

قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّمْتِ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ، فَاِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ عَنْكَ، وَعَوْنٌ لَكَ عَلٰى اَمْرِ دِيْنِكَ.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِیْ.

قَالَ: عَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَاِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ أُمَّتِیْ.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زِدْنِیْ.

قَالَ: حُبُّ الْمَسَاكِيْنَ وَجَالِسْهُمْ.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زِدْنِیْ.

قَالَ: أُنْظُرْ اِلٰى مَنْ تَحْتَكَ وَلاَ تَنْظُرْ اِلٰى مَنْ فَوْقَكَ، فَاِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لاَ تَزْدَرِیْ نِعْمَةَ اللّٰهِ عِنْدَكَ.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زِدْنِیْ.

قَالَ: قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا.

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زِدْنِیْ.

قَالَ: لِيُرَدَّكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْرِفُ مِنْ نَفْسِكَ، وَلاَ تَجِدُ عَلَيْهِمْ فِيْمَا تَأْتِيْ، وَكَفٰى بِكَ عَيْبًا اَنْ تَعْرِفَ مِنَ النَّاسِ تَجْهَلُ مِنْ نَفْسِكَ، اَوْ تَجِدُ عَلَيْهِمْ فِيْمَا تَأْتِیْ.

ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى صَدْرِيْ، فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍ! لاَ عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ، وَلاَ وَرَعَ كَالْكَفِّ، وَلاَ حَسَبَ كَحُسْنِ الْخَلْقِ.

ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول: موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سب عبرت کی باتیں ہیں۔ مثلاً مجھ کو اس شخص پر حیرت ہے جس کو موت کا یقین ہو، پھر خوشی منائے، مجھے اس شخص پر حیرت ہے جس کو جہنم کی آگ کا یقین ہو، پھر وہ ہنسے، مجھے حیرت ہے کہ جو تقدیر کا یقین رکھے پھر (دنیا کمانے میں) تھکا رہے، مجھ کو اس شخص پر حیرت ہے جو دنیا کو اور لوگوں کے ساتھ اس کے الٹ پھیر کو دیکھتا ہو، پھر دنیا کی طرف سے مطمئن رہے۔ مجھے اس شخص پر حیرت ہے

جو کل کو حساب دینے کا یقین کرے پھر بھی عمل نہ کرے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے آخری نصیحت فرما دیجئے:

آنحضرت ﷺ: میں تجھے اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ سارے اعمال کا راس المال ہے۔ ابوذر (رضی اللہ عنہ): کچھ اور بھی؟

آنحضرت ﷺ: قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ۔ کیونکہ یہ تیرے لئے زمین میں نور اور آسمان میں تیرے لئے خزانہ ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: کچھ اور بھی؟

آنحضرت ﷺ: زیادہ ہنسی سے بچ کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ اور چہرے کی رونق کو ختم کر دیتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ کچھ اور بڑھائیے۔

آنحضرت ﷺ: خاموشی کو لازم پکڑ، سوائے بھلائی کی بات کے کیونکہ وہ تجھ سے شیطان کے بھگانے کا ذریعہ ہے اور تیرے دینی امور میں معاون ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: یارسول اللہ کچھ اور؟

آنحضرت ﷺ: جہاد کو لازم پکڑ، یہ میری امت کی رہبانیت ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ: کچھ اور! یارسول اللہ

ارشاد: مسکینوں سے محبت کر اور ان کے ساتھ بیٹھ۔

میں: یارسول اللہ کچھ اور!

ارشاد: اپنے سے نیچے والے کو دیکھ، اپنے سے اونچے لوگوں کو مت دیکھ۔ یہ اس چیز کے لئے سزاوار ہے کہ تجھ پر جو اللہ کی نعمتیں ہیں اس کو حقیر نہ سمجھا جائے۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کچھ اور فرمائیے۔

انحضرت ﷺ حق بات کہہ اگرچہ کڑوی لگے۔

آنحضرت ﷺ: اپنے اندر جو عیب پہچانتے ہو وہ لوگوں سے تم کو باز رکھے، اور جو تم کرتے ہو اس میں لوگوں پر غصہ نہ ہو، اور تجھ کو یہی عیب کافی ہے کہ لوگوں میں وہ عیب پہچانو، جس سے اپنے اندر انجان ہو، یا جس کو خود کرتے ہو اس میں لوگوں پر غصہ کرو۔ پھر آپ نے میرے سینہ کو ٹھونکا اور فرمایا: اے ابوذر! تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل مندی نہیں، اور بچے رہنے سے بڑھ کر کوئی احتیاط نہیں، اور حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں۔

اللہ رحم فرمائے ابوذر رضی اللہ عنہ پر

کتنی عمدہ نصیحتیں ہیں کاش لوگ اس پر عمل کرتے تو بہت سی مشکلات ان کی حل ہوسکتی تھیں اور آپسی اختلافات اور بغض وعداوت سے نجات مل سکتی تھی۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اُوتِیتُ جَوَامِعُ الْكَلِمِ: مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ تو مختصر مگر معانی کا ایک سمندر ہوتا ہے جس میں غوطہ لگانے والے اپنی عمریں صرف کر دیں مگر اس کی تہہ تک نہیں پہونچ سکتے ہیں۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى. نبی اکرم ﷺ خواہش نفس سے کوئی بات نہیں فرماتے بلکہ وہ وحی الٰہی ہوا کرتی ہے جو آپ علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے جبھی تو کوئی بھی قول یا فعل جو صحیح طور پر آپ علیہ السلام کی طرف منسوب ہو قرآن کے مخالف نہیں ہوسکتا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بڑے ہی جلیل القدر صحابی ہیں آسمان کے نیچے ان سے زیادہ کوئی حق گو نہیں تھا جو کچھ آیا اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر ان کا گھوڑا بیمار ہوگیا تو سامان سفر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور چلتے بنے اور قافلہ والوں سے پیچھے رہ گئے۔ نبی کریم ﷺ کی نظر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر آرہے ہیں، اللہ ان پر رحم فرمائے۔ وہ اکیلے جئیں گے اکیلے مریں گے اور

ان پر نماز جنازہ پڑھے گی اس وقت روئے زمین پر سب سے مقدس جماعت ۔ چنانچہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہ مدینہ سے دور مقام ایذہ میں اپنی بیوی کے ساتھ زندگی گذارتے تھے وہیں پر وفات ہوئی۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے درجات بلند کرے اور ہم سب کو ان کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

قرآن میں شک کی گنجائش نہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

معزز خواتین، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اللہ رب العزت نے یوں تو بہت سی کتابیں آسمان سے نازل فرمائیں لیکن ان میں چار کتابیں مشہور ومعروف ہیں اور ان میں قرآن کریم کو جو مقام ومرتبہ عطا کیا گیا وہ کسی اور کتاب کو نہیں ملا اور یہ آخری اور ابدی کتاب ہے، جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے، اس لئے کبھی بھی اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ پھر بھی قرآن کریم کے بارے میں بعض بے بنیاد تصورات میں سے ایک تصور یہ ہے کہ تیسرے خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بہت سے باہم متضاد نسخوں میں سے قرآن کریم کے

ایک نسخے کی توثیق اور تدوین کی۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم جو آج بطور کلام الٰہی دنیا بھر کے مسلمانوں کی عقیدت کا مرکز ہے وہی قرآن کریم ہے جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنی ذاتی نگرانی میں اس کی کتابت کرائی اور بنفس نفیس اس کی توثیق فرمائی۔

آیئے اس بے بنیاد تصور کی حقیقت کا جائزہ لیں جس کے مطابق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ قرآن کی تدوین وتوثیق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کی گئی۔

سچ تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے جمع وتدوین کا کام پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے موجودہ قرآن پر لوگوں کو جمع کیا چونکہ اختلاف وانتشار رونما ہوا اس واسطے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا اور دشمنانِ اسلام نے لوگوں کے ذہنوں میں غلط بات بٹھانے کے لئے اور قرآن کریم میں شکوک وشبہات ڈالنے کے لئے طرح طرح کے اعتراضات اور اشکالات کرنے شروع کر دیئے، مگر ظاہر ہے کہ جس کتاب کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہو اس میں تغیر وتبدل کیسے ممکن ہے۔ قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے نہیں لی۔ اسی لئے وہ ساری آسمانی کتابیں ہونے کے باوجود محرف ومبدل ہوگئیں اور خود ان کے ماننے والوں نے اپنی طرف سے کتر بیونت کر ڈالا اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کتابیں آج غیر معتبر ہو کر رہ گئیں۔ مجھے اس وقت قرآن کریم کے بارے میں جو شکوک وشبہات یہود ونصاریٰ پیدا کرتے ہیں اسی تعلق سے کچھ عرض کرنا ہے۔

نبی ﷺ کی سرپرستی میں تدوین قرآن

نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی، سب سے پہلے آپ اسے زبانی یاد کرتے اور اس کے بعد اپنے صحابہ کو سناتے اور ہدایت فرماتے کہ جو اسے حفظ کرے گا اللہ اس

سے راضی ہوگا، نیز آپ بلاتاخیر کاتبانِ وحی کو (جو پہلے سے موجود ہوتے تھے) حکم دیتے کہ نازل ہونے والی وحی کو لکھ لیں، اس کے بعد بذات خود ان سے سن کر اس کی توثیق فرماتے، نبی کریم ﷺ اُمّی تھے۔ لہٰذا ہر نزول وحی کے بعد آپ اپنے صحابہ کے سامنے اسے دوہراتے تھے، اور وہ آپ کی زبان مبارک سے سن کر بذریعہ وحی نازل ہونے والی آیات لکھ لیا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ تحریر کردہ آیات کی صحت کا جائزہ لینے کے لئے صحابہ سے فرماتے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے پڑھ کر سناؤ، اگر اس میں کوئی غلطی ہوتی تو نبی کریم ﷺ اس کی نشاندہی فرماتے، اس کی تصحیح کراتے اور دوبارہ اس کی پڑتال فرماتے، اسی طرح آپ ﷺ اپنے صحابہ کی حفظ کردہ آیات قرآنی اور سورتیں ان سے سنا کرتے اور ان کی توثیق فرماتے تھے، اسی طریقہ سے پورے قرآن کریم کی کتابت نبی کریم ﷺ کی ذاتی نگرانی میں انجام دی گئی۔

جمع وترتیب کا کام دور نبوت ہی سے شروع ہو چکا تھا اور کیوں نہ ہوتا جب کہ مالک ارض وسماء نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی اور انسانوں کو اس کا ذریعہ اور سبب بنایا اس کے بعد کوئی آسمانی کتاب آنے والی نہیں ہے۔ یہی آخری اور ابدی کتاب ہے جو قیامت تک آنے والے انسانوں کی رشد وہدایت کرنیوالی ہے۔ اس میں نہ تو کسی قسم کا تبدل وتغیر ممکن ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کمی بیشی ہو سکتی ہے اتنی کثرت سے پوری دنیا میں پڑھی جانے والی کوئی اور کتاب نہیں ہے۔ اس کا ایک ایک حرف نہایت شیریں اور لذیذ ہے جو تلاوت کرنیوالوں کو اپنی طرف مائل اور متوجہ کر لیتا ہے اور جو شخص معانی ومفاہیم سمجھ کر پڑھتا ہے اس کے کیا کہنے اگر اس کو درد اور تڑپ کے ساتھ پڑھا جائے تو ہر ایک سننے والے پر اپنا اثر چھوڑتا ہے۔ اس کے اندر کسی قسم کے شک اور ریب کی بالکل گنجائش نہیں۔

ترتیبِ قرآن، وحی الٰہی کے مطابق

پورا قرآن کریم ساڑھے بائیس برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت نازل ہوا۔ نبی کریم رحمت عالم ﷺ نے قرآن کریم کی تدوین وحی کی زمانی ترتیب کے مطابق نہیں فرمائی بلکہ قرآنی آیات اور سورتوں کی ترتیب وحی الٰہی کے تحت قائم کی گئی اور اللہ کی جانب سے اس کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی کریم ﷺ تک پہنچایا گیا، جب بھی نازل شدہ آیات صحابہ کرام کو سنائی جاتیں تو نبی کریم ﷺ یہ بھی حکم فرمادیتے کہ نازل ہونے والی آیات کو کون سی سورہ میں کن آیات سے پہلے اور کن آیات کے بعد شامل کیا جائے۔

ہر رمضان میں نبی کریم ﷺ قرآن کے نازل شدہ حصوں کی ترتیب آیات کے ساتھ دوہراتے اور توثیق جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے وصال سے قبل آخری رمضان المبارک میں مکمل قرآن کریم کی تصدیق وتوثیق دومرتبہ انجام دی گئی، لہٰذا یہ بالکل واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قرآن کی تدوین اور توثیق خود فرمائی اور یہ تدوین وتوثیق قرآن مجید کی کتابت اور آپ کے متعدد صحابہ کرام کے حفظِ قرآن دونوں صورتوں میں ہوئی۔ ویسے قرآن کریم کی اصل حفاظت کا دارومدار حفظ اور یادداشت پر تھا کیونکہ جو چیزیں ذہنوں میں نقش کرجاتی ہیں اس میں تبدل وتغیر ممکن نہیں۔ البتہ مزید حفاظت کے پیش نظر قرآن کریم کو اس زمانہ میں بسہولت میسر ہونے والی چیزوں پر لکھ کر رکھ لیا گیا تھا۔ اہل عرب کا حافظہ بڑے غضب کا ہوا کرتا تھا وہ پورا پورا قصیدہ صرف ایک بار سن کر اس طرح یاد کرلیا کرتے تھے کہ اگر ان سے پچاس بار بھی پوچھا جاتا تو اس کو من وعن اسی طرح سنایا کرتے پھر ان کے لئے قرآن کریم کا یاد کرنا اور اس کا محفوظ کرنا کتنا مشکل کام تھا۔

کتابت قرآن کی تکمیل عہد نبوی ﷺ میں

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں مکمل قرآن مجید، آیات کی صحیح ترتیب اور سیاق وسباق کے ساتھ موجود تھا، تاہم اس کی آیات الگ الگ چمڑے کے ٹکڑوں، پتلے ہموار پتھروں، درختوں کے پتوں، کھجور کی شاخوں اور اونٹ کے شانوں کی ہڈیوں وغیرہ پر تحریر کی گئی تھیں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد پہلے خلیفۂ رسول ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر مختلف اشیاء پر لکھے گئے۔ قرآن کے حصوں کو ایک ہی چیز پر تحریر کر کے یکجا کردیا گیا اور یہ اوراق کی صورت میں تھا اور ان اوراق کو ڈوریوں سے باندھ دیا گیا تاکہ جمع شدہ قرآن کا کوئی حصہ گم نہ ہونے پائے، قرآن پاک کا یہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا حتی کہ انہوں نے وفات پائی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورحکومت میں ان کے پاس تھا، پھر یہ نسخہ ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں رہا لیکن اس کی اشاعت نہیں ہوئی۔

(بخاری، فضائل القرآن حدیث: ۴۹۸۶)

نقول قرآن کریم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ یمامہ کا واقعہ پیش آیا اور اس میں بہت سے قراء حفاظ شہید ہوگئے۔ جن کی تعداد تقریباً ستر تھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ قرآن کریم کو جمع کرلیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ قراء وحفاظ شہید ہوتے رہیں اور اسی طرح قرآن کریم پورا کا پورا ضائع ہوکر رہ جائے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کام کو اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کیا اس کام کو میں کیسے کرسکتا ہوں۔ لیکن بار بار عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے توجہ دلانے سے صدیق اکبر کو بھی شرح صدر ہوا اور

قرآن کریم کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا فیصلہ کرلیا۔لیکن اسی قرآن کو کتابی شکل میں لایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے لکڑیوں اور ہڈیوں اور پتھروں پر جمع کرایا گیا،اس میں کوئی بھی تبدیل نہیں کی گئی اور اس کیلئے بڑی احتیاط سے کام لیا گیا اور اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لایا گیا پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا وہ جمع شدہ قرآن مجید حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسی طرح رہا۔

تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید کے بعض الفاظ کے املا اور تلفظ کے بارے میں اختلاف نے سر اٹھایا، املا اور تلفظ کے اختلاف سے معنی پر کوئی اثر نہ پڑتا تھا مگر نو مسلم عجمیوں کے لئے اس کی بڑی اہمیت ہوگئی، ہر جگہ لوگ اپنی قرأت کو صحیح اور دوسروں کی قرأت کو غلط قرار دینے لگے، اسی لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ''قرآن مجید'' کا اصل نسخہ مستعار لیا جس کے متن کی توثیق نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی اور اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق قرآن کی کتابت کرنے والے چار صحابیوں کو جن کی قیادت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی، یہ حکم دیا کہ وہ مکمل قرآن مجید کی متعدد نقول تیار کریں۔اس کام سے فراغت پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ نقول مسلمانوں کے بڑے بڑے مراکز میں بھیجوادیں۔اس وقت بعض لوگوں کے پاس قرآن مجید کے بعض حصوں کے ذاتی مجموعے موجود تھے،عین ممکن تھا کہ یہ نامکمل ہوں اور ان میں غلطیاں بھی موجود ہوں، چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ایسی تمام نقول نذر آتش کردیں جو اصل نسخہ قرآنی سے مطابقت نہ رکھتی ہوں تاکہ قرآن کریم کا اصل متن محفوظ کیا جاسکے، نبی اکرم ﷺ کے توثیق شدہ اصل قرآن کے متن سے نقل کردہ قرآن کریم کی وہ نقول آج بھی دستیاب ہیں،ان میں ایک تاشقند (ازبکستان) کے عجائب گھر میں اور دوسری استنبول (ترکی) کے توپ خانے میں اس کی کاپی عجائب گھر

میں محفوظ ہے۔قرآن کریم کے جمع وتدوین کی اتنی کڑی شرطیں کہیں اور نہیں مل سکتی ہیں کہ لوگوں کے سینوں میں موجود تھا پھر لکھا ہوا بھی ساتھ میں لائیں اور ایسا لکھا ہو جو نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں لکھا گیا ہو اور اس پر دو گواہ بھی ہونے چاہئیں تب جا کر اس کو لیا جائے گا اور اس کے لئے ایسے شخص کا انتخاب کیا گیا جو خود کاتب وحی ہے جو رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں قرآن کریم لکھا کرتا تھا، اس حفاظت اور امانت و دیانت کے ساتھ قرآن کریم کو کتابی شکل میں لایا گیا اور اس کی چند نقلیں تیار کرا کر اسلامی ممالک کے صدر مقام پر بھیجدیا گیا اور یہ تاکید کردی گئی کہ جو قرآن اس کے علاوہ ہے اس کو نذر آتش کردیا جائے۔

اعراب قرآن مجید

قرآن مجید کے اصل مسودہ میں حرکات اور اعراب کی علامتیں ظاہر نہیں کی گئی تھیں،ان میں تین اہم علامتوں کو اردو زبان میں زبر، زیر پیش اور عربی میں فتحہ،ضمہ اور کسرہ کہا جاتا ہے،تشدید، مد اور جزم وغیرہ ان کے علاوہ ہیں،عربوں کو قرآن مجید کے صحیح تلفظ کی ادائیگی کے لئے ان علامات کی کوئی حاجت نہیں تھی کیونکہ عربی ان کی مادری زبان تھی، تاہم غیر عرب مسلمانوں کے لئے اعراب کے بغیر قرآن کی صحیح تلاوت مشکل تھی، چنانچہ یہ علامتیں بنوامیہ کے پانچویں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد (٦٦ھ تا٨٦ھ) بمطابق (٦٨٥ء تا٧٠٥ء) اور عراق میں حجاج کی گورنری کے دور میں قرآنی رسم الخط میں شامل کی گئیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کا موجودہ متن جس میں حرکات اور اعراب شامل ہیں، نبی کریم ﷺ کے دور کا اصل قرآن نہیں ہے،لیکن وہ اس حقیقت کو سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں کہ قرآن کے لغوی معنی تلاوت یا بار بار پڑھی جانے والی

چیز ہے، لہٰذا قطع نظر اس سے کہ رسم الخط مختلف ہے یا یہ کہ اس میں حرکات وغیرہ شامل کر دی گئی ہیں، اہم بات قرآن کریم کی تلاوت کی صحت ہے، اگر عربی متن اور اسکا تلفظ وہی ہے جو ابتداء میں تھا تو لازمی طور پر اس کے معانی بھی وہی رہیں گے۔

قرآن کریم کے مخاطبین اول کے لئے اعراب وغیرہ کی ضرورت ہی نہ تھی بلکہ وہ لوگ تو اعراب کو ہی عیب تصور کیا کرتے تھے مگر بعد میں جب عجمی حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو ان کے لئے قرآن کریم کا بغیر اعراب کے پڑھنا بڑا ہی دشوار ثابت ہوا اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن کریم پر اعراب لگائے جائیں تا کہ ہر ایک کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا آسان ہو جائے اگر قرآن کریم پر اعراب نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے قرآن کریم کا پڑھنا بڑا مشکل ہوتا۔

حفاظت قرآن شریف

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ خود فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ" (الحجر:۹) بلاشبہ ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

لہٰذا نہ صرف یہ کہ تبدیلی کے شبہات بے بنیاد ہیں بلکہ شبہات کو دل میں جما لینا بھی گمراہی ہے۔ اس لئے یہ دل میں یقین رکھنا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں کوئی بھی تبدیلی نہیں ہوئی ہے بلکہ جس طرح جبرئیل امین لے کر اترے تھے اسی طرح آج بھی محفوظ ہے اور وہی قرآن آج ہم پڑھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر نازل فرمایا تھا اور یہ بلا دلیل نہیں بلکہ دلائل سے ثابت ہو چکا ہے اور رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے چیلنج ہے۔ قرآن کریم کی حفاظت اس طرح کی گئی کہ اس کا ایک ایک حرف ایک نقطہ زبر زیر پیش سکون وغیرہ گن گن کر محفوظ کر لیا گیا ہے۔ دشمنانِ

اسلام نے ہر دور میں اس میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی طرف سے اس میں کچھ لکھ کر شامل کرنے کی کوششیں کیں مگر علماء و اہل اسلام نے دانداں شکن جواب دیا اور ہر وقت ان کو اپنے منہ کی کھانی پڑی اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور قیامت تک اس میں شک و شبہ پیدا کرنے کی ناکام کوششیں اعدائے اسلام کرتے رہیں گے مگر حفاظت قرآن کا وعدہ الٰہی ہمیشہ ان کے سروں پر تلوار کی طرح لٹکتا رہے گا اور یہ ممکن نہیں کہ اعدائے اسلام کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر ہو جائے۔

قول خدا قول رسول فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

الفاظ قرآن تو بہت دور کی بات ہے قرآن کریم کے معانی میں تبدل و تغیر نہیں ہو سکتا اور رہی معانی و تراجم کی بات جو صحابہ و تابعین کے بیان کردہ معانی کے موافق ہوں اگر ان سے ہٹ کر کوئی شخص ترجمہ و مطلب بیان کرتا ہے تو یہ شخص گمراہ ہوگا۔ آج دشمنان اسلام کی ایک بڑی سازش یہ بھی چل رہی ہے کہ قرآن کریم کے غلط ترجمے اور مطلب لکھ کر انٹرنیٹ پر ڈال دیئے جائیں تا کہ ہمارے جدید تعلیم یافتہ مسلم ان کو پڑھیں اور گمراہ ہوں اس لئے انٹرنیٹ پر ہر ترجمہ کو ہرگز نہ پڑھیں بلکہ ہمارے اکابر واسلاف کی تفاسیر وتراجم ہی کو پڑھیں۔ اسی میں ہمارے لئے خیر و عافیت اور دنیا وآخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم صحیح صحیح پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ماضی اور حال کے انسان میں
کیا فرق ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. "فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

صدر معلّمہ، میری پیاری ماؤں اور بہنو! آج کا دور ترقی وارتقا کا دور کہا جاتا ہے۔انسان ترقی کے اس مقام کو پہونچ چکا ہے جس کا تصور اور وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔انسان نے چاند کی بھی سیر کرلی، ہواؤں میں اڑنا سیکھ لیا اور سمندروں کی تہوں کی خاک چھاننے لگا، زمین کے اندر خزانے کو تلاش کرنے لگا اور بہت حد تک اس میں کامیاب بھی ہوا، نئی نئی ایجادات وٹیکنالوجی کے بڑی اہم اہم دریافت اس

نے حاصل کی ہیں۔آج کے دور میں چالبازی وہوشیاری، عیاری ومکاری اور دسیسہ کاری کو بھی ترقی کا نام دے دیا گیا ہے۔

آج لوگ غیر محفوظ ہیں

آج کی دنیا میں جنگوں میں اصول بدل چکے ہیں، جنگوں کے طریقہ کار اوران کے مقاصد میں بھی نمایاں تبدیلی واقع ہوچکی ہے، پہلے جنگیں بہادری کی بنیادوں اور مضبوط جنگی حکمت عملی کے ذریعہ جیتی جاتی تھیں، ان جنگوں میں براہ راست وہی متاثر ہوتے تھے جو میدان جنگ میں ہوتے تھے، بے گناہ عورتیں، معصوم بچے اور مجبور ولاچار افراد بڑی حد تک محفوظ ہوتے تھے،لیکن آج کی جنگوں میں بے گناہ اور معصوم افراد کی زندگیاں سب سے زیادہ نشانہ بنتی ہیں، خاص کر جنگ بندی کے بعد پھیلنے والے مختلف خطرناک امراض، خواہ ان کا ان جنگوں سے دور کا بھی تعلق نہ ہو، اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے گذشتہ دور کی جنگوں کے مقابل آج کی جنگوں میں جس تسلسل سے انسانی قتل وغارت گری ہوتی ہے، اس سے پہلے اس کا تصور بھی نہ تھا۔

ایک طرف یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آج کا دور امن وسلامتی کا دور ہے، لیکن شاید سب سے زیادہ انسان آج کے دور میں ہی غیر محفوظ ہے۔صبح کو انسان گھر سے نکلے تو اس کی کوئی گارنٹی نہیں کہ وہ شام کو صحیح سلامت گھر لوٹے گا، نہ تفریح گاہیں محفوظ ہیں اور نہ گذرگاہیں مامون ہیں، بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ انسان ایک خوف کے عالم میں جی رہا ہے، ایک ایسی زندگی جس میں زندگی کی کوئی چمک نہیں۔کیا ہمارے سامنے عراق وافغانستان ایک زندہ مثال نہیں اور کتنی معصوم وبے گناہ جانیں ضائع ہوگئیں جن کا آج کوئی پرسان حال نہیں۔

بس گر سنہ خفت وکس ندانست کہ کیست
بس جاں بلب آمد وبروکس نگر یست

بہت سے بھوکے سوگئے اور کسی نے نہیں جانا کہ کون ہے اور بہت سے دنیا سے جا چکے اور ان پر کوئی شخص نہیں رویا۔

چونکہ آج کی جنگ عیاری ومکاری اور چالبازی کی جنگ ہے اصل مجرم تو کم مارے جاتے ہیں مگر بے گناہ لوگوں کی جانیں زیادہ ضائع ہوتی ہیں اور اس طرح لاشوں کے انبار لگے ہوتے ہیں کہ نماز جنازہ پڑھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ہسپتالوں میں جہاں مریضوں کا علاج ومعالجہ کیا جاتا ہے وہاں بھی بمباری ہورہی ہے۔ آج ترقی کے بام عروج پر پہونچنے کے بعد بھی عوام غیر مامون اور غیر محفوظ ہیں۔

چین وسکون سامان کے ذریعہ نہیں

اس دور کا انسان ایک عجیب دور سے گذر رہا ہے، سائنسی ترقیات نے انسانی زندگی کو جس قدر پر عیش اور آرام دہ بنایا ہے کہ گذشتہ دور کا انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا، مالی آسودگی کے لئے اس نے زمین کے خزانے تلاش کرڈالے، اور جس قدر سرمایہ اور وسائل پر قدرت حاصل کرلی ہے اس کا کبھی گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، لیکن پھر بھی آج کا انسان اس قدر بھوکا ہے کہ تاریخ میں اتنا بھوکا کبھی نہ تھا۔ کیونکہ ایثار وہمدردی اور خیر خواہی کا جو جذبہ پہلے کے انسانوں میں تھا وہ آج موجود نہیں۔ ہر ایک کو صرف اپنی فکر لگی ہوئی ہے۔

جس طرح جانوروں کا مقصد کھانا اور زندگی گذارنا ہے اسی طرح آج کا انسان بھی اپنے مقصد اصلی کو بھول کر صرف کمانے کھانے اور زندگی گذارنے کی حد تک رہ گیا ہے۔ اس کے لئے جتنے وسائل وذرائع کی ضرورت ہے ان کو تو بروئے کار لاتا

ہے اور آسائش وآرام کی ساری چیزوں کو مہیا کرلیتا ہے اور اوسط درجہ کا آدمی ایسی سواریوں میں سفر کرتا ہے کہ ماضی کے بادشاہوں کو بھی وہ میسر نہیں تھیں۔

سیکورٹی بھی حفاظت کرنے سے قاصر

گذشتہ ادوار میں بادشاہوں کے محلات جتنے بھی شاندار رہے ہوں گے نہ وہ خود کو موسم کی شدت سے بچا سکتے تھے اور نہ دوران سفر گھوڑے، اونٹ اور ہاتھی کے ہچکولوں سے خود کو محفوظ رکھ سکتے تھے، اپنے فوجیوں یا ماتحتوں سے پیغام رسانی میں انہیں ہفتہ دس دن اور بسا اوقات سال بھی لگ جاتے تھے، لیکن آج کے انسان کا حال یہ ہے کہ جس جگہ آسمان سے برف باری ہورہی ہوتی ہے وہاں وہ گرم کمرے میں بیٹھا ہوا آئس کریم سے لطف اندوز ہورہا ہوتا ہے، گداز صوفوں پر پیر پھیلائے، خواب خرگوش کے مزے لوٹتے ہوئے وہ چند گھنٹوں میں سینکڑوں میل کا سفر طے کرلیتا ہے، وہ ہزاروں میل دور سے اپنے اہل خان اور متعلقین کی باتیں بھی سن سکتا ہے اور انہیں دیکھ بھی سکتا ہے، لیکن مجموعی حیثیت سے آج کا انسان جس قدر بے چین، بے کل اور پریشان ہے اتنا ماضی میں کبھی نہ تھا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج سیکورٹی فراہم کرنے والی خفیہ ایجنسیاں اس قدر حساس اور فعال ہیں کہ سینکڑوں میل دور سے انسان کی حرکات وسکنات نوٹ کرلیتی ہیں، لیکن پھر بھی امریکہ جیسے ملک میں ایسے شہر بھی ہیں جہاں پولس اور دوسرے سیکورٹی ادارے اپنے شہریوں کو انتباہ کرتے ہیں کہ رات کو فلاں وقت کے بعد وہ ان کی حفاظت کرنے سے قاصر ہیں۔ جب کہ ماضی میں ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جب ایک دوشیزہ زیورات سے لدی اپنے جان ومال اور اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کے ساتھ صحرا عبور کرلیتی تھی، اور اسے سوائے خدا کے کسی کا خوف نہیں رہتا تھا۔

ترقی کے اس دور میں ہر شخص پریشان نظر آرہا ہے چوری، ڈکیتی، فحاشی وبدکاری اور ہر طرح کی برائیاں عام ہیں نہ عزت وآبرو محفوظ ہے نہ مال ودولت، ہر ایک کو اپنی جان کے لالے پڑے ہیں، ایک معمولی سیاسی لیڈر بھی بغیر سیکورٹی کے چار قدم باہر نہیں نکلتا کہ کہیں اس کی جان خطرے میں نہ پڑ جائے۔

سکون واطمینان سو فیصد مسلمان بننے میں

دنیا نے مختلف ازم کو اختیار کیا مختلف وسائل میں سکون کی تلاش کی، مختلف تحریکوں اور جماعتوں سے اس نے قلبی وذہنی راحت حاصل کرنے کی کوشش کی، لیکن ہر در سے اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا، اب سارے تجربوں اور سارے نسخوں کے بعد اس کے سامنے صرف ایک ہی نسخہ ہے جسے جب بھی اختیار کیا گیا، دنیا جنت نشاں بن گئی، انسانیت آج بھی اسی در کی محتاج ہے، حقیقی سکون اسی در سے نصیب ہوگا، جس کا طریقہ قرآن نے اپنے بلیغ انداز میں بیان کیا ہے:

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً (اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ)

تمہارے اخلاق وعادات اور اطوار سے لوگ سمجھیں کہ یہ مسلمان ہے، نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیروکار اور مطیع وفرمانبردار ہے۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔ حقیقی مسلمان تو وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، بلکہ اسلام تو ہر ایک پر رحم وکرم کی تعلیم کرتا ہے۔

آج کے اور ماضی کے انسان میں خاصا فرق موجود ہے، آج کا انسان صرف آج کا ہو کر رہ گیا ہے، یا یوں کہیے کہ آج کی مادی ترقیات کی چمک کے سامنے اس کے دل کی نگاہیں بے نور ہو گئی ہیں، وہ اشیاء کا ظاہر تو دیکھ سکتا ہے لیکن ان اشیاء کی

حقیقت کا شعور حاصل کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو گیا ہے، وہ کھلی آنکھوں سے دنیا کی رعنائیاں دیکھ سکتا ہے، لیکن دنیا کے انجام سے غافل ہو چکا ہے، پیٹ کی آگ بجھاتے بجھاتے وہ جہنم کی آگ بھول چکا ہے، دنیا کی لذتوں میں اس قدر کھو چکا ہے کہ خالق کائنات کو فراموش کر بیٹھا ہے اور سرمایہ پرستی میں غرق ہو گیا ہے، بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ آج کی برائیاں گذشتہ دنوں کے مقابلہ کہیں زیادہ سنگین اور عام ہو چکی ہیں، حالانکہ وسائل کی فراوانی، رزق کی بہتات اور صنعتی انقلاب سے انسان کو بکثرت سہولتیں مہیاں ہیں جن کے نتیجہ میں برائیوں کا گراف کم ہونا چاہئے تھا، لیکن ان ترقیات کے نتیجہ میں برائیوں میں اور اضافہ ہوتا چلا گیا، بلکہ ان برائیوں نے سماج میں عزت وشرافت کی پہچان حاصل کر لی، جن برائیوں سے لوگ پہلے گھن کرتے تھے اب وہ ترقی پسندی کی علامت سمجھی جانے لگی ہیں، اور ان برائیوں کی شناعت کے پیمانے بھی متعین کئے جا رہے ہیں، اگر کوئی معمولی طبقہ کا انسان ایک برائی کرتا ہے تو اس کی سنگینی زیادہ محسوس کی جاتی ہے، لیکن اگر وہی برائی صاحب حیثیت کرے تو اس کی ہنرمندی وفنکاری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بقول شاعر

جن کے گھر میں امیری کا شجر لگتا ہے
ان کا ہر عیب زمانے کو ہنر لگتا ہے

سکون واطمینان کیسے حاصل ہو

جب انسان حرام کھاتا ہے، حرام پیتا ہے، حرام پہنتا ہے، تو اس کا مزاج ایسا بن جاتا ہے کہ ہر برائی اس کو اچھائی نظر آتی ہے، نیکی کی توفیق نہیں ہوتی، اسی لئے حدیث شریف میں اکل حلال کی بڑی فضیلت آئی ہے آدمی کو چین وسکون اطمینان وراحت اسی وقت میسر آسکتا ہے جب کہ اسلام کے بنائے ہوئے اصول اور طریقوں

پر عمل کرے اس سے ہٹ کر انسان خواہ کتنی ہی عیش و آرام کی چیزیں اکٹھی کیوں نہ کرلے مگر اسکو آرام نہیں مل سکتا ہے۔

قصہ مختصر، بے تحاشا مادی وسائل، انتہائی پر عیش زندگی اور اعلیٰ ترین جنگی وسائل کی فراوانی، انسان کو چین وسکون فراہم کرنے سے قاصر ہیں، بلکہ سکون کی تلاش میں وہ نشہ میں دھت رہتا ہے، اور مدہوشی کے مختلف طریقے اختیار کرتا ہے، تا کہ دنیا کے حقائق سے زیادہ سے زیادہ دور رہا جائے، لیکن یہ صورت حال مسائل کو حل کرنے کے لئے نا کافی ہیں، بلکہ قلبی سکون اور ایک پر امن ومثالی زندگی کے لئے اسی نسخہ کو اختیار کرنا ہوگا، جس کا عملی نمونہ آج سے چودہ سو سال پہلے آخرالزماں محمد ﷺ نے پیش کیا تھا، جو تاریخ کے سینے میں آج بھی محفوظ ہے۔

دنیا نے اسی نسخہ کو اپنا کر ترقی کی ہے آئندہ بھی اسی نسخہ پر عمل کرکے ترقی کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبِ کان کھول کر سن لو اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهُ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ. جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کی مثال زندہ کے سی ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس کی مثال مردے کی سی ہے۔ جب اللہ کا خوف اور رسول کی اطاعت کا جذبہ ہوگا اسی کے مطابق زندگی گذاریں گے تو قلبی سکون حاصل ہوگا۔ اس کے لئے پر تعیش سامان کی ہرگز ضرورت نہ پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مریض سے اپنے حق میں دعائیں کرائیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْد. فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. ”وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ“. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محسن و غمخوار معلمات، سامعین باوقار! آج کے اس عظیم الشان اجلاس میں ”مریض سے اپنے حق میں دعائیں کرائیں“، کے عنوان پر کچھ لب کشائی کرنا چاہتا ہوں، حدیث میں بھی اس کی تاکید آئی ہے کہ مریض سے دعائیں کراؤ۔ اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ. دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ. تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اسلئے کثرت سے ہر ہر موقع پر اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں اور دوسرے سے دعا کی فرمائش کریں۔

مریض مستجاب الدعوات ہوتا ہے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب تم عیادت کے لئے کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اپنے لئے دعا کراؤ..... اس لئے کہ مرض کی حالت میں اللہ رب العزت بندے کی دعا کو اس طرح قبول فرماتے ہیں جس طرح وہ اپنے فرشتوں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں۔

سیدنا ایوب علیہ السلام اللہ جل شانہ کے پیغمبر تھے، اللہ رب العزت نے ان کو مال دیا، اولاد دی، حتیٰ کہ ہر طرح کی نعمتیں دی تھیں، شیطان کہنے لگا کہ ان کی ساری عبادتیں اس لئے ہیں کہ ان کو دنیا کا مال ومتاع ملا ہوا ہے، ذرا لے کے دیکھیں تو پھر پتہ چلے، اللہ رب العزت کے حکم سے ان کا جتنا مال تھا وہ سارا کا سارا کسی وجہ سے ضائع ہوگیا، کہنے لگا، اولاد تو ہے، ایسی بیماری آئی کہ ان کی جتنی اولاد تھی، وہ ساری کی ساری ان کی آنکھوں کے سامنے فوت ہوگئی، شیطان کہنے لگا کہ صحت تو ہے۔ اللہ رب العزت نے ان کے جسم پر چیچک کے دانے نکال دئے حتی کہ ان کی زبان اور آنکھوں کے سواء پورا جسم ان دانوں سے بھر گیا، وہ دانے اتنے بڑے زخم بن گئے کہ اس میں کیڑے بھی پڑ گئے۔

صبر واستقامت کے کوہ گراں

مفسرین نے لکھا ہے اس بیماری میں اٹھارہ سال گذر گئے اور ہر دن اللہ رب العزت کی طرف سے ان کے صبر کی وجہ سے ان کے درجات بلند ہوتے، زبان سے شکوہ اور شکایت کی کوئی بات نہ نکلتی حتی کہ اگر کوئی کیڑا جسم کے زخم سے گرتا تھا تو وہ اس کو بھی اٹھا کر واپس رکھ دیتے تھے کہ جب میرے جسم کو اللہ پاک نے تیری غذا بنایا

ہے تو نیچے کیوں گر رہا ہے۔ اٹھارہ سال کے بعد شیطان بہت پریشان ہوا کہ یہ تو اللہ پاک کے ایسے مقرب بندے ہیں کہ اتنی آزمائشوں میں بھی اپنی زبان سے کوئی بے صبری یا ناشکری کا لفظ نہیں نکلا، شیطان کو پریشان دیکھ کر اس کے چیلوں نے اس سے کہا کہ میاں! تم نے جس طرح ان کے جدامجد کو بھول میں ڈالا تھا، کیوں نہ ہم ان پر وہی گر آزمائیں۔

کہنے لگا، ہاں...... چنانچہ وہ ان کی بیوی کے پاس ایک حکیم اور طبیب کی شکل میں گیا اور کہنے لگا کہ دیکھو! میں تمہیں ایک بات بتانے کے لئے آیا ہوں، تاکہ تمہارے میاں کو صحت حاصل ہوجائے۔ وہ خوش ہوئیں، ہر بیوی چاہتی ہے کہ خاوند کو صحت ملے، کہنے لگا کہ اس کا علاج میرے پاس موجود ہے: مگر ہمارے یہاں دستور یہ ہے کہ جیسے تم اپنے خدا کو سجدہ کرتے ہو، ایک دفعہ مجھے بھی سجدہ کرلو، تو میں ایک ایسا علاج آزماؤں گا کہ تمہارا خاوند صحت مند ہوجائے گا، بیوی نے سنا تو خاموش ہوگئیں، کہنے لگیں کہ میں ان کے پاس جاؤں گی اور ان سے پوچھوں گی۔ وہ آپ کے پاس آئیں اور آکر پوچھا، حضرت ایوب علیہ السلام کو بڑا غصہ آیا اور فرمایا کہ تو نے اسی وقت اس مردود کو کیوں نہ کہا کہ تو شیطان ہے، یہ کیوں کہا میں پوچھ کر بتاؤں گی؟ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دی تو میں تجھے سو کوڑے لگاؤں گا کہ تو نے ایمانی غیرت کا مظاہرہ کیوں نہ کیا اور ایسے شیطان مردود کو اسی وقت منہ پر جواب کیوں نہ دے مارا۔

آپ کا جواب سن کر شیطان اور ناامید ہوگیا۔ سوچنے لگا کہ دو چار سال اور اسی طرح گذریں تو ہوسکتا ہے کہ یہ بیماری سے پریشان ہوجائیں، ایک دن اس نے کیا سنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! میری زندگی کا جو وقت گذرا وہ تو گذر گیا، جب یہ بیماری اور غم تیری ہی طرف سے ہے تو اگر آپ مجھے سو سال کی زندگی بھی دیں گے تو میں سو سال بھی اس حال میں آپ کو فراموش نہیں کروں گا۔

جب شیطان نے یہ سنا تو وہ کہنے لگا کہ واقعی یہ اللہ رب العزت کے وہ مقرب بندے ہیں جن کے اوپر میرا کوئی داؤ نہیں چل سکتا۔

اللہ رب العزت نے پھر اپنے اس پیارے نبی علیہ السلام کو صحت دی۔ بیماری کی حالت میں بیوی سے کہا تھا کہ سو کوڑے لگاؤں گا، لہٰذا اب بات بھی پوری کرنی تھی، اب اللہ رب العزت نے ان کی بیوی کے اوپر رحم کھایا اور حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا کہ تم درخت کی چھوٹی چھوٹی پتلی پتلی ٹہنیاں مسواک کے برابر اکٹھی کرلو اور ایک سو کو باندھ کر ان کے جسم پر ایک مرتبہ مارو گے تو ایک سو کوڑے سمجھے جائیں گے۔ یہاں سے ایک بات نکلی کہ جب پروردگار عالم کسی بندے کی غلطی اور کوتاہی کو معاف کرنا چاہتے ہیں تو رب کریم اس کا راستہ خود بتا دیا کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام ایک طویل عرصہ تک اتنی کڑی آزمائش میں مبتلا کئے گئے لیکن کبھی بھی حرف شکایت ان کی زبان پر نہ آیا، صبر واستقامت کے پہاڑ تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی سیرت میں ہمارے لئے بڑا اسبق ہے۔ ہم معمولی سی تکلیف پر واویلا کرنے لگتے ہیں اور عورتیں شوہر اور بچوں کو برا بھلا کہتی ہیں۔

رحمت خداوندی بہانہ می جوید

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ جل شانہ جب کسی بندے کی بخشش کرنا چاہتے ہیں تو اس کے کراماً کاتبین یعنی جو فرشتے روزانہ بدل رہے ہوتے ہیں، نیکی اور برائی لکھنے والے، ان میں سے نیکی کے فرشتے کو تو روزانہ بدلتے رہتے ہیں مگر گناہ کے فرشتے کو نہیں بدلتے وہ وہی فرشتہ رہتا ہے، چنانچہ اس کی زندگی میں نیکی کا فرشتہ روزانہ آ کے بدل رہا ہوتا ہے اور گناہوں والا فرشتہ ایک ہی رہتا ہے۔ قیامت کے دن اس بندے کے نامہ اعمال میں گناہ تو لکھے ہوں گے اور ان گناہوں پہ گواہی دینے کے لئے ایک

ہی فرشتہ ہوگا، جب کہ اس کی نیکیوں کی گواہی دینے کے لئے جتنے اس کی زندگی کے دن تھے اتنے ہی فرشتے کھڑے ہوں گے، رب کریم فرمائیں گے کہ میرے بندے کی نیکیوں پر جب اتنے گواہ ہیں تو اس کے گناہوں والے ایک گواہ کو کیسے قبول کرلوں، چنانچہ اللہ جل شانہ فرمائیں گے کہ جاؤ میں نے بندے کو معاف فرما دیا۔

کس قدر رحیم وکریم ہیں اللہ رب العزت بندوں کو معاف کرنے کیلئے بہانے ڈھونڈ ھتے ہیں مگر ہم ہیں کہ گناہ پر گناہ کئے جاتے ہیں اور توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔

سیدنا ایوب علیہ السلام پر تین انعامات

اللہ رب العزت نے سیدنا ایوب علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا، میرا کیسا اچھا بندہ تھا، وہ میری ہی طرف رجوع کرنے والا تھا.... تین باتیں کہیں، اور ان کے اٹھارہ سال کی تکلیف کا حق ادا کر دیا، قیامت تک ان صفات کے ساتھ حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ کیا جائے گا۔

اتنے طویل عرصہ تک تکالیف میں مبتلا رہنا اور حرف شکایت زباں پر نہ لانا ایسے ہی لوگوں کا کام ہے جن پر اللہ کی خاص الخاص رحمتیں ہوں۔

اللہ پاک کی ایوب علیہ السلام سے مزاج پرسی

کسی بزرگ کا قول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے ان کی بیماری کے ایام کے بعد پوچھا گیا کہ حضرت! یہ صحت کا زمانہ اچھا ہے یا وہ بیماری کا زمانہ اچھا تھا؟ فرمانے لگے کہ صحت بھی اللہ کی نعمت ہے اور بیماری بھی اللہ ہی کی نعمت ہے۔ لیکن ایک بات عجیب ہے کہ جب میں بیمار تھا اور صبح ہوتی تھی تو اللہ جل شانہ پوچھتے تھے کہ ایوب تیرا کیا حال ہے؟ مجھے اس بات سے اتنی لذت ملتی تھی کہ پورا دن مجھے تکلیف نہیں ہوتی

تھی، جب شام ہوتی تو اللہ پاک پھر عیادت فرماتے کہ ایوب تیرا کیا حال ہے؟ اس سے ساری رات مجھے تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی، بیماری تو چلی گئی لیکن اللہ جل شانہ کی عیادت کرنے کا لطف اور مزہ مجھے آج بھی یاد آتا ہے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی عیادت اللہ تعالیٰ فرما رہے ہوں، آج صبر ایوب کی مثال دی جاتی ہے ہم کو مصائب ومشکلات پر صبر کرنا چاہئے۔

صبر کسے کہتے ہیں؟

صبر کہتے ہیں کوئی تکلیف دہ بات پیش آئے تو انسان زبان سے کوئی خلاف شرع بات نہ نکالے، نہ جسم کے دوسرے اعضاء سے کوئی خلاف شرع کام کرے، اپنے آپ کو قابو میں رکھے، نہ زبان سے پروردگار کے شکوے کرے، نہ اعمال سے ان کی نافرمانی ہو، اگر غم، مصیبت، بیماری اور پریشانی کے باوجود بھی یہ کیفیت ہے تو یہ آدمی صبر کرنے والا کہلائے گا، عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب ہمیں کوئی اس قسم کی صورتحال پیش آتی ہے تو ہم دوسرے لوگوں سے اس بات کا بدلہ لینے کے لئے خود تل جاتے ہیں۔ پھر بدلہ ہی نہیں بلکہ حد سے تجاوز بھی کر جاتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے مظلوم تھے اب ظالم بن جاتے ہیں اور گناہ ہمارے سر ہوتا ہے۔

بہترین حکمت عملی

مثال کے طور پر کسی نے کچھ الفاظ کہہ دئے جو ہمیں ناگوار گذرے، ہم سوچتے ہیں کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے، رشتہ داروں میں کوئی جھگڑے کی بات ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک کی تھی ہم دو کریں گے ایسی صورت حال میں اللہ جل شانہ ہمیں ہمارے مخالفین کے ساتھ کھلا چھوڑ دیتا ہے، کہ تم جانو تمہارا کام جانے۔ اگر تم

صبر کرتے تو تمہاری طرف سے بدلہ لینے والا میں ہوتا، اب چونکہ تم نے قدم اٹھالیا، اس لئے میں تمہارا معاملہ تمہارے اوپر چھوڑ دیتا ہوں، اس لئے بہترین حکمت عملی یہ ہے کہ جب بھی کوئی ایسی بات انسان کو پیش آئے تو اللہ جل شانہ کے سپرد کردے۔

مظلوم کے ساتھ فرشتے کی حمایت

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ اور صدیق اکبر ؓ ایک ساتھ نکلے ایک یہودی صدیق اکبر ؓ کو برا بھلا کہنے لگا، صدیق اکبر ؓ خاموش رہے جب دیر تک برا بھلا کہتا رہا تو صدیق اکبر ؓ نے کوئی بات کہدی تو رسول اکرم ﷺ وہاں سے چلے گئے۔ صدیق اکبر ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں چلے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تم نے جواب نہیں دیا تھا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا اور جب تم نے جواب دے دیا تو وہ فرشتہ جو اللہ کی طرف سے مقرر تھا چلا گیا۔ اس لئے میں بھی چلا آیا۔ اس لئے اگر ہمارے ساتھ ایسے حالات پیش آئیں تو صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

عبداللہ بن عبدالمطلب کی قربانی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدُ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدُ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار، عزیزی معلمات، پیاری طالبات! اللہ رب العزت نے انسانوں کی رشد وہدایت اور فلاح و بہبودی کے لئے (ایک اسلامی روایت کے مطابق) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ. اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو بھیجا ان میں سے بعض کے احوال ہم نے آپ سے بیان کردیئے اور بعض کے احوال آپ سے بیان نہیں کئے۔ قرآن کریم میں

دوسرے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما اور رہبر ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ اور کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ہوشیار کرنے والا انسان نہ گذرا ہو۔ ان آیات قرآنیہ کے ذریعہ پتہ چلتا ہے کہ ہر قوم وملک میں اللہ کے برگزیدہ بندے آئے جنہیں ہم انبیاء کرام کے مقدس ناموں سے پکارتے ہیں۔ اور ان کے اوپر ایمان لاتے ہیں۔ ان تمام انبیاء علیہم السلام کو ہم دل سے مانتے ہیں۔ ان کا احترام کرتے ہیں مگر سب سے افضل و برتر نبی آخرالزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور رہا ہے کہ جس خاندان سے نبی بنانا منظور ہوتا ہے اس خاندان کو پہلے ہی شرف وعزت عطا کردی جاتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ نادانی اور جہالت کی وجہ سے کبھی غلط نذر بھی مان لیتے ہیں۔

دور جاہلیت کی نذر

چنانچہ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو یہ نذر مانتے تھے کہ اگر ہمارے دس بیٹے ہوجائیں گے تو ان میں سے ایک کو خدا یا کعبہ کے نام پر قربان کریں گے۔ جیسا کہ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ کیا، جن کا قصہ امام المحدثین ابن شہاب زہری یزید بن رومان اور صالح کیسان رحمۃ اللہ علیہم نے یوں بیان کیا ہے کہ جب عبدالمطلب کو یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا تو انہوں نے یہ تصور کرکے کہ بیٹے کا ذبح کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے، یہ نذر مانی کہ اگر میرے دس لڑکے پیدا ہوں اور ان کو اپنی زندگانی میں چلتا پھرتا جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو اپنے پروردگار کے شکریہ میں خانہ کعبہ کے نام پر ذبح کروں گا۔ جب ان کی نذر کی تعداد پوری ہوگئی اور انہوں نے اپنے دس بیٹوں کو اپنے سامنے چلتا پھرتا دیکھ لیا تو ان سے کہا کہ بیٹو میں ایک نذر مان چکا ہوں، جس کا تمہیں

پہلے سے علم ہے، اب کہو تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا ابا جان! آپ مختار ہیں، جیسا آپ کی سمجھ میں آئے ویسا کیجئے، ہم ہر حال میں آپ کے تابعدار رہیں گے، ہم کو کوئی عذر نہیں ہے۔ عبدالمطلب نے کہا تم سب اپنے اپنے پانسے لاؤ اور ان پر اپنے نام لکھ دو۔ انہوں نے اپنے پانسے پر اپنا نام لکھ کر سب پانسے عبدالمطلب کو دیدیئے۔ عبدالمطلب نے پانسے اپنے ہاتھ میں لے کر یہ رجز پڑھا۔

عَاهَدْتُهُ اَصْرِفُ عَهْدَهُ وَاللّٰهُ لَا يَحْمَدُ شَيْءٌ حَمْدَهُ اِذْ كَانَ مَوْلَايَ وَكُنْتُ عَبْدَهُ نَذَرْتُ نَذْرًا لَا اُحِبُّ رَدَّهُ وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَعِيْشَ بَعْدَهُ. ”میں نے خدا سے عہد کیا ہے اور میں ضرور اپنا عہد پورا کروں گا۔ اور اللہ کی پوری پوری تعریف کوئی نہیں کرسکتا۔ وہ میرا مولا ہے اور میں اس کا بندہ۔ میں نے ایک نذر مانی ہے جس کو میں ٹلانا نہیں چاہتا اور یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس کے پورا کرنے کے بعد میں زندہ رہوں۔

پھر پانسے ڈالنے کے لئے امین قداح کو بلایا جو اس کام پر مقرر تھا اور پانسے اس کے ہاتھ میں دے کر کہا کہ یہ پانسے ڈال۔

عبداللہ خانہ کعبہ میں

لیکن ذرا جلدی نہ کرنا عبدالمطلب کو اپنے بیٹوں میں عبداللہ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ امین قداح نے جب پانسے ڈالے تو عبداللہ کے نام کا پانسا نکلا۔ عبدالمطلب نے چھری ہاتھ میں لے لی۔ اور عبداللہ کو خانہ کعبہ میں لائے اور یہ ان کو اساف ونائلہ کے درمیان لٹا کر یہ رجز پڑھا۔

عَاهَدْتُهُ بِاَنَّ مُوْفٍ نَذْرَهُ وَاللّٰهُ لَا يَقْدِرُ هِيَ قَدْرُهُ هٰذَا اِبْنِيْ قَدَارُهُ نَحْرُهُ وَاِنْ يُّوَخِّرُهُ يَقْبَلُ عُذْرٌ. ”میں نے خدا سے عہد کیا ہے اور میں اپنی نذر

پوری کروں گا اور خدا کی پوری پوری قدر کوئی نہیں کرسکتا۔ یہ میرا بیٹا ہے جسے میں ذبح کرنا چاہتا ہوں اگر خدا اسے بچائے گا تو اس عذر کو قبول کرلے گا“۔

یہ رجز پڑھ کر عبدالمطلب عبداللہ کو ذبح کرنا چاہتے تھے کہ اتنے میں ان کے بیٹے ابوطالب نے جو عبداللہ کے سگے بھائی تھے جلدی سے کود کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور یہ رجز پڑھا۔

كَلَّا وَرَبُّ الْبَيْتِ ذِي الْاَصَابِ مَاذُبِحَ عَبْدُ اللّٰهِ بِالتَّلْعَابِ يَا شَبِيَّةَ اَنَّ الرَّيْحَ ذُوْ عِقَابٍ اَنَّ لَنَا سِرَّةٌ فِي الْخِطَابِ اَخْوَالٌ صِدْقٌ كَاَسْوَدِ الْغَابِ. ”تم چاہتے ہو یہ ہرگز نہ ہوگا اس خانہ کعبہ کے پروردگار کی قسم جس میں بت کھڑے ہیں عبداللہ یوں کھیل کھیل میں ذبح نہیں کیا جاسکتا۔ اے شبیہ (عبدالمطلب کا نام ہے) بدلہ لینے والی ہوا چل رہی ہے۔ ہماری طرف سے جھگڑنے کے لئے ہمارے سچے ماموں ہیں جو شجاعت میں جنگل کے شیر ہیں“۔

ابوطالب کا یہ رجز جب ان کے ننھیال بنی مخزوم نے سنا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا بھانجہ سچ کہتا ہے اور فوراً عبدالمطلب کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوالحارث ہم اپنے بھانجے کو ہرگز ذبح نہیں کرنے دیں گے یہ تم کو اختیار ہے کہ اس کے سوا جس کو چاہو ذبح کرو۔ عبدالمطلب نے کہا میں نے ذبح کرنے کی نذر مانی تھی اور پانسا اس کے نام نکلا ہے اب میں اس کو بغیر ذبح کئے نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم میں سے ایک جان بھی باقی ہے اس وقت تک آپ اس کو ہرگز ذبح نہیں کرسکتے۔ اگر آپ کو منظور ہے تو ہم اپنا نیا پرانا سارا مال اس کے فدیہ میں دینے کے لئے موجود ہیں۔ اس کے بعد مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم نے یہ رجز پڑھا۔

يَا عَجَباً مِنْ فِعْلِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَذَبْحِهِ اِبْنًا كَمِثَالِ الذَّهَبِ كَلَّا وَبَيْتِ اللّٰهِ مَسْتُوْرُ الْحِجَابِ مَا ذُبِحَ عَبْدُ اللّٰهِ بَيْنَنَا بِاللَّعِبِ فَدُوْنَ مَا يَبْغِي خُطُوْبِ تَضْطَرِبِ ”عبدالمطلب کے فعل سے بڑا تعجب ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو جو سونے کی

مورت ہے ذبح کرتا ہے قسم ہے خدا کے گھر کی جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں''۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا یوں کھیل کھیل میں ہماری آنکھوں کے سامنے عبداللہ ذبح نہیں کیا جاسکتا جو عبدالمطلب چاہتا ہے اس سے دریں بڑی بڑی رکاوٹیں اور مصیبتیں ہیں''۔

سرداران قریش کا عبدالمطلب کو مشورہ

پھر سردار قریش عبدالمطلب کی طرف دوڑے اور کہا کہ ابوالحارث یہ بات جس کا آپ نے قصد کیا ہے کوئی معمولی بات نہیں بلکہ بہت بڑی بات ہے اگر آپ اپنے بیٹے کو ذبح کردیں گے تو اس کے بعد آپ کی زندگی تلخ ہوجائے گی۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ابھی آپ اس کام میں جلدی نہ کریں اور اپنے ارادہ پر قائم رہیں۔ ہم آپ کو بنی سعد کی کاہنہ عورت کے پاس لئے چلتے ہیں وہ جس بات کا آپ کو حکم دے آپ اس کے مطابق کریں۔

چونکہ عرب میں سب لوگ کہانت کو حق جانتے تھے اس لئے عبد المطلب اس بات پر راضی ہوگئے اور کہا کہ تمہاری یہ تجویز مجھے منظور ہے۔

پھر عبدالمطلب بنی مخزوم کی ایک جماعت کے ہمراہ ملک شام کو روانہ ہوئے اور کاہنہ کے پاس پہنچے کاہنہ سے عبدالمطلب نے اپنا سارا حال بیان کیا اور یہ رجز پڑھا۔

یَا رَبِّ اِنِّیْ فَاعِلٌ لِمَا تُرِیْدُ اِنْ شِئْتَ اَلْهَمْتَ الصَّوَابَ وَالرُّشْدَ یَا سَائِقَ الْخَیْرِ اِلٰی کُلِّ بَلَدٍ قَدْ زِدْتَ فِی الْمَالِ وَاَکْثَرْتَ الْعَدَدَ ''پروردگار میں وہی کروں گا جو تو چاہے گا اگر تو چاہے تو ٹھیک اور حق بات کا ہمیں الہام کردے۔ اے وہ ذات پاک جو ہر شہر کی طرف خیر کو ہنکا کرلے جاتا ہے تو نے ہی میرا مال اور آدمی بڑھائے ہیں''۔

کاہنہ نے کہا آج مجھے فرصت نہیں ہے۔ آج تو تم چلے جاؤ کل میرے پاس آنا، ناچار اس کے پاس سے اپنی رہائش گاہ پر میں لوٹ آئے۔ اور اگلے روز پھر اس کے پاس گئے اور اس سے سارا حال بیان کیا۔ اس نے پوچھا تمہارے ہاں آدمی کی دیت کتنی مقرر ہے۔ انہوں نے کہا دس اونٹ اس نے کہا تم اپنے شہر کو واپس چلے جاؤ اور وہاں جا کر دس اونٹوں اور اس لڑکے کے درمیان جس کے ذبح کرنے کا تم ارادہ کرتے ہو پانسے ڈالو۔ اگر پانسا اونٹوں پر پڑے تو انہیں اس کے عوض ذبح کردو۔ اور اگر تمہارے لڑکے پر پڑے تو دس اونٹ بڑھاتے جاؤ اور پانسے ڈالتے جاؤ یہاں تک کہ جس مقدار پر تمہارا پروردگار تم سے راضی ہوجائے۔

کاہنہ کا یہ فیصلہ سن کر وہ لوگ مکہ واپس آئے اور سب نے مل کر عبدالمطلب سے کہا اے ابوالحارث تم کو ابراہیم علیہ السلام کا اتباع کرنا چاہئے۔ تمہیں معلوم ہے کہ انہوں نے کس طرح اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے بدلہ دنبہ قربانی کیا۔ تم اسماعیل کی اولاد میں سردار ہو تمہیں ضرور ان کا اتباع کرنا چاہئے۔ اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا خیال دل سے دور کرو۔ اور اس کے بدلہ اپنا مال قربان کردو۔

عبداللہ کے بدلہ سو اونٹ ذبح کئے

اگلے روز عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ اور دس اونٹوں کو اپنے ساتھ لے کر مذبح میں پہنچے اور پانسا ڈالنے والے کو بلایا اور ایک پانسا اپنے بیٹے کے نام پر کیا۔ پھر پانسا ڈالنے کو پانسے دے کر کہا کہ پانسا ڈال۔ لیکن اطمینان سے ڈالنا جلدی نہ کرنا جب اس نے پانسا ڈالا تو عبداللہ کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے دس اونٹ اور بڑھا دیئے۔ اس پر پھر پانسا ڈالا تو پھر عبداللہ کے نام پانسا نکلا۔ عبدالمطلب نے دس اونٹ اور بڑھا دیئے اسی طرح ہر مرتبہ عبداللہ کے نام پانسا پڑتا رہا اور عبدالمطلب ہر دفعہ دس

اونٹ بڑھاتے رہے یہاں تک کہ پورے سو اونٹ ہو گئے جب سو اونٹوں اور عبداللہ کے نام پانسا ڈالا گیا تو پانسا اونٹوں کے نام نکلا۔ اس وقت عبداللہ اور تمام قریش نے خوش ہو کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور قریش نے عبدالمطلب سے کہا کہ ابو الحارث خدا کا شکر کرو کہ تمہارا پروردگار بھی راضی ہو گیا اور تمہارا بیٹا بھی ذبح ہونے سے بچ گیا، عبد المطلب نے دوبارہ پانسا ڈلوایا۔ لیکن وہ بھی اونٹوں کے نام نکلا پھر تیسری بار پانسا ڈلوایا تو وہ بھی اونٹوں کے نام نکلا۔ اس وقت عبدالمطلب کو یہ یقین ہو گیا کہ ان کا پروردگار ان کے بیٹے کا فدیہ لینے پر راضی ہو گیا۔ پھر انہوں نے یہ رجز پڑھا۔

دَعُوْتُ رِبِّیْ مُخْلِصاً وَجَهْرًا یَا رَبِّ لَا تَنْحَرْ نَحْرًا وَفَادِ بِالْمَالِ تَجْدُلِیْ دَفْرًا اَعْطِیُطُکَ مِنْ کُلِّ سَائِمٍ عُشْرًا عَفْوًا وَلَا تُشْمِتُ عَیُوْنًا خُزْرًا بِالْوَاضِحِ الْوَجْهِ الْمُغَشّیْ بَدْرًا فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا جَلِ شُکْرًا فَاسْمَعْ لَنَا وَالْبَیْتِ الْمُعْظَمِیْ سَتْرًا مُبَدَ لَاَّ نِعْمَتُ رَبِّیْ کُفْرًا مَا دُمْتُ حَیًّا اَوْ اَزُوْرُ الْهَبْرَ. ”میں نے اخلاص کے ساتھ اور بآواز بلند اپنے پروردگار سے التجا کی کہ اے میرے پروردگار میرا بیٹا ذبح نہ ہو اور اس کے فدیہ میں مال قبول کر لے۔ میرے پاس بہت سا مال موجود ہے۔ میں تجھے ہر قسم کے چرنے والے جانوروں سے دس دس دونگا، پروردگار معاف فرما اور ایک ایسے حسین وجمیل روشن رو کو جس کے آگے چودھویں رات کا چند بھی ماند ہے ذبح کرا کر ہمارے دشمنوں کو خوش نہ کر۔ سو اللہ بزرگ و برتر کا شکر ہے کہ جس نے ہماری سن لی قسم ہے خانہ کعبہ کی جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں جب تک میں زندہ رہوں گا اور قبر میں نہ جاسوؤں گا اس وقت تک اپنے پروردگار کی نعمت کو کفر سے نہیں بدلوں گا“۔

پھر عبدالمطلب نے عمدہ اور بیش قیمت اونٹوں میں سے عبداللہ کے فدیہ میں سو اونٹ قربان کئے اور جہاں وہ قربان کئے تھے وہیں چھوڑ دیئے گئے تاکہ جو آدمی آئے

ان کا گوشت کھائے اور جس قدر ضرورت ہو اپنے گھر لے جائے ہر جگہ کے آدمی آتے اور ان کا گوشت بھون کر کھاتے اور گھر کو لے جاتے کسی کو ممانعت نہ تھی۔ اس روز سے آدمی کی دیت سو اونٹ قرار پا گئی ورنہ اس سے پہلے دس اونٹ تھی پھر عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنے ساتھ لے کر شاداں وفرحاں گھر کو لوٹے اور اس روز سے عبد اللہ کو لوگ ذبیح کہنے لگے اور یہ ان کا لقب پڑ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ یعنی میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ دو ذبیحوں سے مراد حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عبداللہ ہیں۔

عبداللہ کی وجہ سے ایک رسم بد کا خاتمہ

عرب کی ایک بے ہودہ رسم جو لڑکوں کے قتل کی نذر جو کسی درجہ میں تھی سب ختم ہو گئی اور گویا اس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ لڑکوں کو قربان نہیں کیا جا سکتا ہے گویا کہ آپ ﷺ کی آمد کا پیش خیمہ تھا کہ برائیاں اور غلط رسوم ورواج ختم ہونے لگے۔ آپ علیہ السلام کے دادا بڑی خوبیوں کے مالک تھے پورے قریش کے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ خانہ کعبہ کے متولی اعظم اور قریش کے سردار تھے۔ جب ابرہا نے اپنے ہاتھیوں کے ذریعہ خانہ کعبہ کو مسمار کرنا چاہا تو عبدالمطلب نے کس وثوق واعتقاد کے ساتھ فرمایا کہ اے لوگو! اپنی اپنی حفاظت کر لو خانہ کعبہ جس کا ہے وہ خود اپنی حفاظت کر لے گا یہ کہہ کر خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر بیت اللہ کی حفاظت کے لئے دعا کی اور سب لوگوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جیسے ہی ابرہا کا لشکر وادئ محسر تک پہونچا سمندروں کی طرف سے پرندوں کے غول کے غول آئے جن کے پنجوں اور چونچ میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں لشکروں اور ہاتھیوں پر برسانے لگے جس کے اوپر وہ کنکریاں پڑتیں کھوکھلا کرتے ہوئے نکل جاتیں اس طرح پورا لشکر اور ہاتھی سب تباہ وبرباد ہو گئے

خود ابرہا کا سینہ پھٹ گیا اس کا دل باہر آ گیا اور اس کا بھی کام تمام ہو گیا۔ اس طرح لشکر کا کوئی فرد نہیں بچا یا وہیں مر گیا یا بھاگ کر کسی بیماری میں مبتلا ہو کر مرا۔ اور یہ واقعہ نبی آخر الزماں سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت سے صرف پچاس روز پہلے پیش آیا گویا ابھی آپ ﷺ کی آمد کا پیش خیمہ تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی حفاظت فرمائی۔ اسی طرح آپ علیہ السلام کی اور مذہب اسلام کی حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدمت اسلام کے لئے قبول فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

کچھ صغیرہ گناہوں کے بارے میں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحاً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

محترم خواتین صدر معلمات ماؤں بہنو! اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے اور اسی سے ایک دوسرے کی شناخت و پہچان اور اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ مرد کو پیدا کیا تو اس کے مقابل عورت کو بھی پیدا کیا۔ برائی کے ساتھ اچھائی، ثواب کے ساتھ گناہ کو بھی پیدا کیا، اور انسان کو گناہ اور ثواب کا راستہ بھی سمجھا دیا۔ اور ہر ایک کے فوائد ونقصانات بھی واضح کر دیئے۔ پھر انسان کو اختیار دیدیا کہ جس راہ کو اپنا لو نیکی کا راستہ اختیار کرو گے تو اس کا انجام اچھا ہوگا، بدی کا راستہ اختیار کرو گے تو اس کا انجام برا ہوگا۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا پھر اس کو برائی اور پرہیزگاری کا القا کر دیا اللہ تعالیٰ نے جنت و دوزخ کو بھی پیدا کیا ان کی کیفیات بھی بیان کر دیں اور بتلا دیا کہ جنت کے مستحق کون لوگ ہیں اور دوزخ کے حقدار کون ہوں گے۔ یہ چند روزہ دنیا کی حیات مستعار جو ملی ہے اسی میں ہم کو آخرت کی دائمی اور ہمیشگی کی زندگی کو سنوارنا ہے۔ اللہ کے ایک ایک حکم کی اطاعت و فرمانبرداری اور نافرمانیوں سے بچنا ہے۔

بندۂ مومن کو کبھی یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ فلاں صغیرہ گناہ معمولی ہے، بلکہ اس کی نظر ہمیشہ اس بات پر ہونی چاہئے کہ گناہ تو بہر حال گناہ ہے، اللہ کی نافرمانی کا باعث ہے، وہ چاہے جیسا بھی ہو اس سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے۔ حضرت بلال بن سعد فرماتے ہیں: لَا تَنْظُرْ اِلٰی صِغَرِ الْمَعْصِيَةِ وَلٰكِنْ اُنْظُرْ اِلٰی عَظْمِ مَنْ عَصَيْتَهٗ. (اریدان اتوب ولکن: شیخ صالح المنجد) ”تم یہ مت دیکھو کہ یہ معمولی گناہ ہے بلکہ یہ دیکھو کہ جس کی نافرمانی کی جا رہی ہے، وہ ایک عظیم ہستی ہے“۔ اگر گناہ کرتے ہوئے انسان کے دل میں یہ تصور پیدا ہو جائے تو یقیناً ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔

گناہوں سے فوراً توبہ کریں

جب انسان گناہ کرتا ہے اس وقت شیطان کا اس پر غلبہ ہوتا ہے اس لئے چھوٹا گناہ تو الگ رہا بڑا گناہ کرنے سے بھی انسان دریغ نہیں کرتا؟ نفس و شیطان انسان کے دو بڑے دشمن ہیں جو کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہر وقت مومن کو راہ حق سے بہکانے اور جہنم میں لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر کالا نقطہ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح نقطہ لگتے لگتے وہ دل بالکل سیاہ اور کالا ہو جاتا ہے۔ پھر خیر کی کوئی بات اس کے دل میں نہیں آتی، بلکہ پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے، پھر بھلائی کی کوئی بات اس کے دل پر اثر نہیں کرتی اور وعید کی

باتوں سے اسے کوئی ڈر اور خوف محسوس نہیں ہوتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کسی گناہ کو حقیر اور معمولی سمجھنے کا، اس لئے کبھی کوئی گناہ حقیر سمجھ کر نہیں کر لینا چاہئے۔ بلکہ گناہ تو گناہ ہی ہے خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ ہر ایک صورت میں شریعت کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور جو آدمی شریعت کی تھوڑی سی خلاف ورزی کر سکتا ہے وہ بڑی سے بڑی خلاف ورزی کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔

علماء کرام اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ مومن کبھی گناہ کو حقیر نہیں سمجھتا خواہ وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ تَحْتَ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يُرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا. (بخاری: کتاب الدعوات) ”مومن بندہ گناہ کو اس چٹان کی مانند سمجھتا ہے، جس کے نیچے وہ بیٹھتا ہے، اب تب میں وہ چٹان اس کے اوپر گرنے والی ہے، اس کے برعکس منافق اپنے گناہوں کو اس مکھی کی مانند سمجھتا ہے جو اسکی ناک پر آ کر بیٹھ جاتی ہے اور ہاتھ کے ایک ہلکے سے اشارے سے اڑ کر چلی جاتی ہے“۔

انبیائے کرام جو ساری انسانیت کے رہبر اور رہنما تھے، جن کی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ عبادت میں اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں گزرا، وہ ہمیشہ اپنی معمولی لغزشوں کی وجہ سے اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہتے تھے۔ اور یہی حال ان کے سچے جانشین اور خلفاء کا تھا۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام معرفت خداوندی سے واقف ہوتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو اتنی معرفت نہیں ہوتی اس کو یوں سمجھئے کہ ایک بچہ ہے اس کو کیا معلوم کہ شیر اور سانپ کیا چیز ہے۔ اس لئے وہ نہیں ڈریگا بلکہ موقع پڑنے پر وہ اس سے کھیل بھی سکتا ہے۔ اسی طرح وہ یہ نہیں جانتا کہ قرآن کیا ہے اس کا کیا ادب

واحترام ہونا چاہیئے، اس کو تو ایک کھیلنے کی چیز ہی سمجھے گا اس لئے کسی چیز کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے اس کا صحیح طور پر علم ہونا ضروری ہے۔قرآن کریم نے فرمایا: اِنَّمَا یَخْشَ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعَلَمَاءَ. اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء کرام زیادہ ڈرتے ہیں کیونکہ علماء دین وشریعت کا علم رکھتے ہیں ۔ اس لئے یہ لوگ اللہ کی نافرمانیوں اور گناہوں سے ڈرتے ہیں اور دوسرے لوگ جن کو علم نہیں ہے وہ اللہ کی نافرمانیوں سے کیسے ڈریں گے اور شیطان تو ان کو بآسانی گناہوں میں پھنسا لے گا اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے:فَقِیْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ . دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا ایک شخص شیطان پر ہزار عابدوں کے مقابلہ میں بھاری ہے کیونکہ جو ماہر دینیات ہے وہ شیطان کی چالوں سے اچھی طرح واقف ہے اور جو عبادتیں تو بہت کرتا ہے مگر دین کی صحیح سمجھ اور مہارت نہ رکھنے کی وجہ سے شیطان کی چالوں سے اتنا نہیں بچ سکتا۔

شیطان بڑا چالباز ہے

شیطان کی چالوں سے ہر ایک کو بچنے کی ضرورت ہے۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے اور عالم دین بھی کبھی کبھی شیطان کی چالوں میں پھنس جاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے گناہوں کے ذریعہ بڑے بڑے گناہ بھی کرا دیتا ہے اور یہ دلاسہ دلاتا رہتا ہے کہ یہ تو صغیرہ گناہ ہے یہ تو بغیر توبہ ہی کے معاف ہو جاتا ہے اس لئے اس کا کرنا کوئی بڑی بات نہیں حالانکہ کوئی شخص صغیرہ گناہ معمولی اور چھوٹا سمجھ کر کرتا ہے تو وہ بھی کبیرہ ہی بن جاتا ہے۔اس لئے ہر وقت اللہ کی ذات پر نظر ہونی چاہیئے۔ہم دنیا کے معمولی اور عارضی حاکم وفرمانبردار بلکہ ایک پولیس سے خوف کرتے ہیں اور کوئی جرم ہو جانے کی صورت میں چھپے چھپے پھرتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ہم کو

مطمئن رہنا چاہیئے۔ ہر گز نہیں بلکہ ہر وقت اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ اور توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہیئے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

خطبات حبان برائے دختران اسلام کی جلد دہم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

☆☆☆